واہمہ

شیر محمد اختر

ڈرامے

ادارۂ ادبیاتِ نو

واہمہ

شیر محمد اختر

ادارۂ ادبیاتِ نو لاہور

قیمت ایک روپیہ بارہ آنے | جنوری سنہ ۱۹۴۴ء

مرکنٹائل پریس لاہور میں محمد صدیق پرنٹر پبلشر نے ادارہ ادبیاتِ نو
۵۸ ٹمپل روڈ لاہور سے شائع کیا

داؤد

اور

مسعود

کے نام

فہرس

اعتراف

یہ ایک ایکٹ کے ڈرامے میں نے مغربی ادب سے چُنے اور انہیں اپنا لیا۔ ڈھانچہ گو مغربی ہے لیکن اس میں رُوحِ مشرق کی جھلکیاں نمایاں ہیں۔

"داہمہ" تھیوڈور کے ایک ڈرامہ سے ماخوذ ہے۔

"جوار بھاٹا" اور "سودا" میں لارڈ ڈنسے کے تخیّل کو زیادہ دخل ہے۔

"چکر" جو کوری کے ڈرامہ کا چربہ ہے۔

"یادِ رفتگاں" ایک انگریز مصنّف سے مختار ہے۔ مصنّف کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔

"سبزہ زار" امریکن مصنّف مارک کونیلی کے ڈرامہ کا ترجمہ ہے یہ ڈرامہ فلمایا بھی جاچکا ہے۔ فِلم کا نام Green Pasture ہے۔

واہمہ

کردار

۱- خداوند ——— ۲- حُسن ——— ۳- ہوس

۴- رحم ——— ۵- محبّت ——— ۶- نفرت

۷- یاس ——— ۸- استدلال ——— ۹- اُمیّد

۱۰- خوف ——— ۱۱- حرص ——— ۱۲- اسرافیل (ایک فرشتہ)

——— ۱۳- کروبی (دوسرا فرشتہ) ———

تاریکی کی طاقتیں

پہلی ——— دوسری ——— تیسری

چوتھی ——— پانچویں ——— چھٹی

اِن کے علاوہ

لاتعداد پرندے، سانپ، مچھلیاں، چوپائے، انسان، پھول، درخت
ستارے، سورج

پہلا سین

تخلیق

منظر۔(تاریکی اور لامحدود فضا۔ وقت کی ابدیت۔ خداوند ایک جامد و ساکن طاقت کی صورت میں جلوہ افگن ہے۔ یکایک ایک حرکت سی پیدا ہوتی ہے۔ ایک عظیم پیکر بادلوں میں نمودار ہوتا ہے اور فضا میں پھیل جاتا ہے، پیکر کے اعضا نمودار ہوتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں۔ کبھی بازو نظر آتا ہے کبھی ٹانگ۔ ابروؤں اور رخساروں کا ایک دھندلا سا نقشہ نمودار ہو کر غائب ہو جاتا ہے۔ وقت کی ابدیت بھی یکایک ختم ہو جاتی ہے پھر ایک واہمہ۔ روشنی مادی صورت اختیار کر لیتی ہے اور معبدوں کے میناروں کی شکل میں نمودار ہوتی ہے۔ چمکتے ہوئے سورج اور شہاب ثاقب خداوند کے سر کے گرد گردش کرنے لگتے ہیں۔ عجیب و غریب مخلوقات نمودار ہو رہی ہے ــــ جانور، پرندے، مچھلیاں، سینگوں والی اور پردار مخلوق۔ وہ خیالات کی طرح نمودار ہوتے اور غائب ہو جاتے ہیں۔ خداوند آنکھیں بند کئے عرش معلیٰ پر متمکن ہے۔ وہ اپنے خیالی بازو پھیلا دیتا ہے اور پھر چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہے چہرے کی حالت پر بار بار تغیرات ہوتے ہیں)

خداوند۔ قہ، قہ قہ! قہ قہ قہ! [پیچھے کی طرف جھک جاتا ہے سر کے تھوڑے سے حصّے کے سوا باقی کچھ نظر نہیں آتا]

حُسن۔ [ایک تخیل] [خداوند کے دماغ سے ایک پیکرِ خیالی نکل کر مادی صورت اختیار کرتا ہے] خداوند تم نے مجھے پیدا کیا۔ میں تمہارے تخیل کی تکمیل ہوں۔ اور تمہارے خیالی پیکر کی خوش کن تصویر —— میری بھی پرستش ہو گی —— ہاں، پرستش! [گھومتے ہوئے اور تغیر پذیر کرتوں کے ساتھ حرکت کرتے ہوئے ایک نورانی تبسم اس کے لبوں پر نمایاں ہے اور وہ دونوں ہاتھ اُٹھاتا ہے]

خداوند۔ [اپنے آپ کو مادی صورت میں ظاہر کرتے ہوئے۔ چہرے پر ایک پرہیبت مسکراہٹ۔ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ آنکھیں ظاہر ہوتی ہیں اور حُسن کو بغور دیکھتا ہے] کیا مَیں نے تمہیں پیدا کیا —— ؟ قہ قہ قہ! [وہ اپنے بھڑکیلے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے] میں تمہیں بھول نہیں سکتا! میں تمہیں بھول نہیں سکتا۔ تم حُسن ہو! [یکایک اس کی حالت تغیر پذیر ہونے لگتی ہے۔ اس کے چہرے پر ایک خوفناک ہیبت ظاہر ہوتی ہے جس پر کل ابدیت کا اثر ہے —— آہستہ آہستہ وہ غائب ہونے لگتا ہے —— ہوس ظاہر ہوتی ہے۔ ایک منحوس خیال لاٹھی ٹیکے چلی آ رہی ہے۔ مکروہ جسم۔ آنکھوں سے خوف ٹپک رہا ہے]

ہوس۔ [لاٹھی زور سے فرش پر مارتے ہوئے] میری اطاعت ہو گی! میری

اطاعت ہوگی! خداوند تم نے مجھے اپنے غضب سے پیدا کیا۔ جنگ جدل ہوں گے۔ جنگ ـــــ جنگ! [وہ اکڑ کر ادھر ادھر گھومتی اور گھورتی ہے]

خداوند۔ [تغیر ـــــ اطمینان چہرے پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ ہوس کو دیکھتا ہے] کیا میں نے تمہیں پیدا کیا؟ ـــــ اُف! میں تکان محسوس کر رہا ہوں! تکان! ..... [وہ بازو پھیلا دیتا ہے] لیکن ٹھہرو! میں اکیلا ہوں۔ تم یہیں رہو ـــــ [وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور ارض و سما کی گہرائیوں اور بلندیوں پر چھا جاتا ہے۔

حُسن۔ [سورجوں کے ہار سے کھیلتے ہوئے] میری پرستش ہوگی! میری پرستش ہوگی!

[وہ خوشی سے گنگناتا ہے]

خداوند۔ [ایک تغیر ـــــ آنکھیں، گویا دیو کا غصہ ہیں ـــــ] ابدیت! ابدیت! قہ قہ! ابدیت! یہ ایک خواب ہے ـــــ ایک واہمہ [وہ ڈگمگانے لگتا ہے۔ بڑے بڑے بازو بے پروائی سے گر پڑتے ہیں۔ اس کو زمان اور مکان کا خیال آتا ہے اور وہ دونوں حاضر ہو جاتے ہیں۔ وہ مکان و زمان میں ڈگمگاتے ہوئے پھیل جاتا ہے، اس کے ابروؤں سے نفرت۔ یاس۔ رحم۔ امید اور خوف ٹپک پڑتے ہیں۔ امید اور خوف کی بڑی بڑی گول آنکھیں ہیں اور دونوں کے منہ کھلے ہیں۔ یکایک فضا میں عجیب و غریب مخلوق کے

بادل کے بادل نمودار ہوتے ہیں خداوند کے تخیل کی مادی صورتیں سورج - جہان ـــــ بجلیاں - پرندے - سانپ - مچھلیاں چوپائے انسان ـــــ ان گنت مخلوق، انسانی ادراک سے بالاتر - فضا میں شور و غوغا بپا ہو جاتا ہے ـــــ ہاؤ ہو - چیخیں اور غُل غپاڑہ ـــــ انسان آگے بڑھتا ہے اور اس کے پیچھے خود اس کا تخیل ایک دھند کی صورت میں چلا آرہا ہے - وہ خود صورت پیدا کرتا ہے - مگر خداوند کا تخیل اس کی صورتوں کو مٹا دیتا ہے - خداوند اپنی اس مخلوق کو دیکھ کر ہنستا ہے)

حُسن - (ناچتے ہوئے) میری پرستش ہوگی! میری پرستش ہوگی!!

ہوس - (اس کے پیچھے بے چینی اور ڈراونی صورتوں کے بادل ہیں) خداوند کی قوت کی مظہر میں ہوں اور اس کی طاقت کا تخیل - میں اس کے غصے کی مادی تصویر - جدو جہد کی دیوی - قہ قہ قہ! (قہقہہ لگاتی ہے) میری اطاعت کرو - میری ہی اطاعت ـــــ میں تباہی کا بیج بوؤں گی ـــــ ہر طرف یاس پھیلا دوں گی - قتل و غارت ہوں گے ـــــ تباہی ـــــ آگ ـــــ قہ قہ قہ! (قہقہہ)

خداوند - (وحشت سے ـــــ اس کے چہرے پر غضب نمودار ہوتا ہے) قہ قہ قہ! میں تمہارا خدا ہوں - مالکِ کُل - ربّ اکبر - میں اپنے خواب کی آپ ہی تعبیر ہوں - یہ سب میری مخلوق ہے (وہ فضا میں ہر طرف دیکھتا ہے سامنے عجیب و غریب مخلوق حاضر ہے) قہ قہ قہ! میرا

آرٹ! محبّت! امید! موت! میرا خواب تمہارا خواب ہوگا۔ قسمت تقدیر اور مصیبت! میں خدا ہوں، ازل سے آخر تک۔ ابد عقلِ کل۔ قہ قہ قہ [ہنستا ہے ہنسی میں غصہ ہے۔ غصہ خوشی سے بدل جاتا ہے۔ ایک آہ ـــ اور پھر ایک نہ ختم ہونے والا قہقہہ ـــ]

رحم۔ [محبّت سے] ہم خداوند کی مخلوق ہیں۔ ہم ایسا نہیں کر سکتے؟

محبّت۔ ہرگز نہیں۔ اس کام کے سوا جسے وہ چاہے، ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

رحم۔ [امید سے] کیا تم بھی ایسا نہیں کر سکتے؟

امید۔ ہرگز نہیں۔ اس کام کے سوا جسے وہ چاہے، ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

نفرت۔ [یاس کے ہاتھ پر تھپکی دیتے ہوئے] اور ہمیں ان سے واسطہ ہی کیا ہے! ہم بھی خداوند کی مخلوق ہیں۔ بالکل ایسی ہی!

یاس۔ ہاں! ہاں! ہم خداوند کے تخیل ہی کا نتیجہ ہیں۔ مگر یہ ـــ خداوند کو ابدی نیند سو جانا چاہیئے ـــ ابدی نیند ـــ

خداوند۔ [ڈگمگاتے ہوئے] قہ قہ قہ! قہ قہ قہ! مَیں خدا ہوں مَیں اپنا خواب آپ ہوں! میں نے اپنے عجائبات آپ پیدا کیئے۔ لامحدود خوشیاں اور لامحدود خوف! قہ قہ قہ! [دیوانہ وار ڈگمگاتا ہے]

حُسن۔ خداوند میرے لئے عشق کا مندر تعمیر کیجئے ـــ وہاں میری پوجا ہو، پوجا!!!

ہوس۔ خداوند میرے لئے بہت سے جہان پیدا کر دے۔ ان میں افواج ہوں ـــ بہت سے جہاں ـــ اور افواج کے ٹڈی دل۔ میری

ان پر حکومت ہو گی ـــــ حکومت! قتل! آگ!

محبت۔ ربِّ اکبر! میرے لئے پھول۔ سکون اور امن۔ چند پُر بہار وادیاں جن میں روپہلی ندیاں بل کھاتی ہوئی رواں ہوں۔ چند نغمات ـــــ

خداوند ہوس کی دعا کو قبولیت نہ بخشیو۔ اس سے دنیا کا امن تباہ ہو جائے گا۔ جنگ! آہ جنگ!!

نفرت۔ (خداوند کے روبرو آ کھڑی ہوتی ہے) خداوند! مجھے اپنے غضب کا ایک ذریعہ بنا دے۔ میں تیری مخلوق میں طرح طرح کے خوف پیدا کر سکوں۔ برائیاں مجھ سے نکلیں۔ مجھے بڑی بڑی بھاری زنجیریں عطا کر اور تاریک مقامات میرے قبضے میں ہوں۔ ناکامیوں اور مایوسیوں کا عذاب پیدا کر۔ عذاب! ـــــ اذیت!۔

رحم۔ اے کریم و رحیم! خوف و نفرت کو اپنی مخلوق سے دور رکھ! مجھے طاقت دے کہ میں تیرے بندوں کے دلوں میں ایک جذبہ بن کر انہیں غضب سے باز رکھ سکوں۔ نفرت کو محبت سے بدل سکوں ہوس کو تباہ کاریوں سے روک سکوں۔ خداوند میں تیری صفت رحیمی کا مظہر ہوں ـــــ تجھی سے ہوں!

خداوند۔ (تھکے ہوئے انداز میں) قہ قہ قہ! (ڈگمگاتا ہے)

خوف۔ خداوند مجھے اپنے سائے میں لے لے۔ رحم کی دعا قبول نہ کر۔ مجھے بھول نہ جا۔ میں خوف ہوں! خوف!!

یاس۔ خداوند تم اب آرام کیوں نہیں کرتے۔ سو کیوں نہیں جاتے۔ ہم آخر

کس لئے ہیں۔ تیرا تخیّل! تیرے تخیّل کی تکمیل! نیند! نیند!

خداوند۔ [ڈگمگاتے ہوئے] زمان و مکان و وقت، میں نے انہیں پیدا کیا۔ سورج، ستارے میں نے بنائے، محبت، نفرت میری مخلوق امید۔ خوف میرا تخیّل۔ حسن! میں نے پیدا کیا ـــ میرا پرتو! قہ قہ قہ!

[وہ ڈگمگاتا ہے اور زور زور سے قہقہہ لگاتا ہے]

حسن۔ [وحشت زدہ ہو کر] میری پرستش ہو گی! میری پرستش ہو گی!!

دوسرا سین

زندگی

منظر۔ (بادلوں کا ایک حلقہ تمام فضا پر پھیلا ہوا۔ افق پر رنگ برنگ کا نظارہ ایسا کہ جس سے انسانی آنکھیں نا آشنا ہیں۔ سورج اور سیاروں سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں، پس منظر میں ایک مسلسل تاریکی۔ ہر طرف ان گنت ستارے اور چاند بادلوں کے پیچھے ٹمٹماتے ہیں۔ فضا میں عرش معلیٰ اپنی پوری شان و شوکت سے استادہ ہے۔ اس پر خداوند جلوہ افروز ہے۔ اسکے ابروؤں سے فکر کے شعلے نکل رہے ہیں۔ وہ مادی شکل میں نمودار ہو رہا ہے۔ اس کے سامنے مختلف جذبات اور تجلیات ناچ رہے ہیں۔ یکا یک حسن۔ محبت۔ رحم۔ امید اور شعور کے رنگین سائے آگے بڑھتے ہیں۔ ان کے پیچھے انسانوں۔ حیوانوں اور عجیب و عجیب مخلوقات کا ایک جم غفیر ہے۔ عرش کے اوپر دو فرشتے ایک دائیں اور ایک بائیں نور کی کرنیں پھینک رہے ہیں۔ پس منظر میں ہوس نمودار ہوتی ہے۔ اس کے گرد نفرت۔ خوف۔ لالچ اور یاس کھڑے ہیں۔ ان کے پیچھے تاریکیاں، بادل بجلیاں اور خداوند کی وہ مخلوق ہے۔ جن کے ذریعے وہ اپنے قہر کا اظہار کرتا ہے)۔

اسرافیل اور کروبی۔ [اپنے پروں کو ہلا ہلا کر پنکھا کر رہے ہیں] قابل ستائش ہے تو اسے خالق اکبر، اے مالکِ ارض و سما! تو اب تخیلی حالت سے بیدار ہو جا۔ تیری حقیقت قابلِ تعریف ہے اے ذوالجلال!

حُسن۔ [ایک نورانی کرسی پر متمکن ہے اور عرشِ معلی سے بالکل قریب] خداوند "کیا میں تیرا حُسن نہیں! تیرا حُسن اور تیرا پرتو۔ تیرا سب سے پہلا خیال! ازل سے ابد تک رہنے والا۔ تیرا ایک ادنیٰ سا اشارہ، تیری مخلوق کو میری پرستش پر آمادہ کر دے گا۔ تیرا ارادہ نہیں حسن کو سب سے زیادہ عزیز رکھنے پر مجبور کرے گا۔

خداوند۔ [اسے دیکھتے ہوئے] میرا حسین خیال —— خوش کن تخیّل۔

ہوس۔ [ایک بھاری زرہ بکتر پہنے ہوئے گویا ایک ہیبت ناک دیو جھوم رہا ہے۔ اپنے آپ سے] ہمیں انتظار کرنا ہو گا۔ انتظار! وہ اب ہماری طرف متوجہ نہیں۔ اس کے خیالات کا رُخ دوسری طرف ہے۔ دوسری طرف حُسن۔ امید اور امن —— کمزوریاں! اطاعت! تیری چند کمزوریاں —— یہ دو فرشتے۔ محض بڑھ ہانکنے والے۔ تیری بے جا تعریف کرنے والے۔ اس وقت حُسن کا دور ہے۔ امید، شعور اور رحم اس کے قدموں میں پڑے ہیں۔ اسکی مخلوق —— بے وقوف مخلوق والہانہ حُسن کی طرف بڑھ رہی ہے۔

خداوند۔ [شانِ کریمانہ سے چاروں طرف نگاہ دوڑاتا ہے۔ اور حُسن سے مخاطب ہوتا ہے] تو اب تو خوش ہو گا۔ میں نے تیرے لئے

سب کچھ پیدا کیا- خواب! خواب! پُر لطف اور پر سکون خواب،
تخیل کی بلندیاں جنوں افزا ——— حُسن اور جنون ——— میں خود
حُسن ہوں اور خود ہی جنون-

حُسن- خدائے لایزال ——— میں تیرا ہی پرتوِ اوّلیں ہوں- خالقِ ارض و
سما تو ادراک سے بالاتر ہوتے ہوئے بھی حسین ہے تو جمیل ہے
تیرا جنوں کتنا فرزانہ ہے اور میں ——— تیرا پرتو ——— جمیل ———
حسین، خداوند تیری نیند ارض و سما کو تباہ کر دے گی- تیری پرستش
ہونی ہے ——— میری بھی پرستش ہوگی!

خداوند- اے میرے کن کی تفسیر، میرا جنون کتنا پُر لطف ہے- تیرے
لئے زمان و مکان کی قید نہیں تو میری کائنات کا ایک حسین خواب
ہے- جس کی انتہا نہیں- مگر میرا جنون ——— کیا وہ ایک محدود
رنج نہیں؟

حُسن- [بے پروائی سے] خداوند ایسا خیال نہ کر، تیرا جنون ایک خواب،
——— حسین خواب-

خداوند- [فلسفیانہ لہجے میں] میں کیا ہوں! تم کیا ہو! یہ کیا ہیں! [وہ
اپنا دراز ہاتھ ہلاتا ہے] میری کن کا نتیجہ! میرا مسلسل خواب ———
اسے تم شیریں خواب کہتے ہو! قہ قہ قہ- شیریں خواب ——— میں
نے تخلیق کی کنجی گم کر دی ہے! (وہ زور زور سے ہنستا ہے مگر اس
کی ہنسی سے ایک افسوس نمایاں ہے)

ہوس۔ [پس منظر میں گنگناتی ہے] کنجی گم کر دی ـــ کنجی گم کر دی ـــ

حسُن۔ خداوند ایک حسین خواب! شیریں اور حسین ـــ خداوند اب نہ سو!

کائنات کا نظارہ کتنا دلفریب ہے۔ [مسکراتا ہے]

ہوس۔ [بے چینی سے] خداوند کا خواب بھی کیا ہے؟ ہم خواہ مخواہ غم سے

نڈھال ہو رہے ہیں [وہ اپنا زرہ بکتر آہستہ آہستہ ہلاتی ہے]

رحم۔ خدایا تیری عنایات بے پایاں ہیں۔ اور تیرا کرم بے حساب ـــ

اپنی مخلوق پر اپنی رحمت نازل فرما تیرے قہر سے تیری رحمت زیادہ۔

تاریکی کی قوتیں [ایک زبان ہو کر] اے امید! ـــ اے محبت! ـــ

اور اے رحم! تم سب دور ہو جاؤ۔

حسُن ۔ [کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اپنے ابروؤں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے] خداوند

میں تیری سب سے پہلی تخلیق ہوں۔ یہ سب میرے بعد پیدا ہوئے

[امید۔ رحم اور شعور کی طرف اشارہ کرتا ہے] میں تیرے تخیل کا

پہلا شاہکار ہوں۔ تیرے حسن کا پرتو ـــ خداوند مجھے بھول نہ

جانا۔ ہوس اور نفرت ـــ تیری مخلوق کو تباہ کر دیں گے اور مجھے

بھی ـــ مجھے بھی [مسکراتا ہے]

تاریکی کی قوتیں۔ [کڑک کر] حسن ـــ حسُن کی حقیقت ہی کیا۔ خداوند تو

ہر بات پر قادر ہے ۔ ہر چیز فانی ہے۔

خداوند۔ حسُن، حسُن۔ آخر ہر چیز کو فنا ہونا ہے۔ تیری آنکھیں ـــ ان کی مستی

ـــ حسُن اور جنون ـــ سب فانی۔

ہوس۔ [غصّے سے] خداوند اونگھتا ہے اور مجھے بھول گیا ہے۔ یہ اس کی تقدیر۔ اس کی قوّت اس کا قہر اور اس کا جبروت۔ حسن اس کا منظورِ نظر مگر میں ـــــ مجھے انتظار کرنا ہوگا ۔ اس کا غضب ابھی خوابیدہ ہے ـــــ اس کا قہر کب بیدار ہوگا۔ خداوند میری طرف دیکھ ـــــ میں تیری طاقت کی مظہر ہوں، اے نفرت! اے غصّے! یاس اور خوف! اِدھر آؤ۔ اِدھر آؤ اور میرے پاس بیٹھو۔

خوف۔ اے خداوند میں تیری مدد مانگتا ہوں۔

حسن۔ [ہوس سے غصّے میں] وہ تیرا خیال کرے۔ جس کا نتیجہ؟ تباہی بربادی۔ طوفان۔ قتل و غارت، کیا یہی ہے تیری طاقت کا انجام! میں ـــــ حسن۔ نور اور نغمے۔ میرے فرشتے، مگر تیرا صرف ایک تاریک سایہ، موت اور تباہی ـــــ خداوندا! اسے اپنی مخلوق سے دُور رکھ، یہ تیرے چمن زار کو جلا کر خاک کر دے گی۔ تباہ کر دے گی، تاریکی ـــــ تاریکی کا سایہ . . . . . .

ہوس۔ [غصّے سے] خداوند کیا میں تیری طاقتوں کی مظہر نہیں ہوں؟ کیا قہر، جبروت، قوت، موت یہ سب تیری صفات نہیں؟ اور میں ـــــ اور میں ان کو حرکت میں لانے والی! ـــــ

حسن۔ مگر میں ـــــ محبت اور پیار کا مکمل پیکر، تیرا نور، راحت اور نغمات میری ہر سانس سے پھوٹ پڑتے ہیں ـــــ

نفرت۔ خوف۔ حرص۔ یاس (سب مل کر) خداوندا ہم سب بھی تجھ سے

ہی ہیں۔

محبت۔ رحم۔ امید۔ شعور۔ (مل کر) اے رحیم و کریم ہم بھی تجھی سے ہیں۔

دو فرشتے۔ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ سب تعریف تیرے لئے ہے۔

ہوس۔ [غصے سے] دور ہو جاؤ—— خداوندا——

خداوند۔ [حسن سے] ٹھہر تو میرا جمال ہے۔ ایک ابدی نور اور شیریں خواب —— جہاں تو ہو گا وہاں میرا قہر نہیں جائے گا۔ میری تخلیق کی روح! میں تجھے نہیں چھوڑ سکتا۔ حسن! اے حسن! آ۔ بڑھ [اس کے رخساروں کو تھپکاتا ہے]

پہلا فرشتہ۔ حسن کی دنیا پر حکمرانی ہو گی!

دوسرا فرشتہ۔ اور دنیا نغمات سے بھر جائے گی۔

ہوس۔ [تاریکی میں ایک کانپتا ہوا سایہ] حسن! حسن! مجھے خداوند بھول گیا۔ ابدیت کا دور دورہ ہے۔ موت کی گویا ضرورت ہی نہیں رہی——

[سایہ آہستہ آہستہ غائب ہونے لگتا ہے۔ ہستی نیستی کا جامہ پہن لیتی ہے۔ فرشتے بازو ہلاتے ہوئے غائب ہو رہے ہیں]

تیسرا سین

موت

منظر- ایک بہت بڑا ایوان جس کی وسعت انسانی تخیل سے بھی بالاتر ہے
غضب اور قہر کی فوجیں صف بستہ کھڑی ہیں۔ بڑے بڑے اژدہے
لاکھوں کی تعداد میں فرش پر رینگتے نظر آتے ہیں۔ زخمی اور مجروح انسان
زمین پر تڑپ رہے ہیں۔ خوفناک درندے منہ کھولے کھڑے ہیں
ایک نہایت ہیبت ناک نظارہ —— فضا میں ایک آتشیں تخت
لٹک رہا ہے جس پر خداوند جلوہ افروز ہے۔ تخت کے چاروں
طرف عجیب و غریب پرہیبت مخلوق ہوا میں اُڑ رہی ہے۔ تخت
کے پایوں سے زہریلے ناگ چمٹے ہوئے ہیں۔ یاس اور حرص
ادھر ادھر بھاگے پھر رہے ہیں۔ حسن۔ شعور۔ رحم۔ امید
اور محبت ایک زرد سایہ بنے ایک کونے میں دبکے بیٹھے ہیں۔
ہوس اپنی لاتعداد افواج کے ساتھ تخت کے سامنے کھڑی تباہی
کا ناقوس بجا رہی ہے)۔

خداوند- اوہوہوہو! اوہوہوہو! موت! موت! اے موت! آگے بڑھ
میری ہی تخلیق کی معراج، اپنا نذرانہ پیش کر۔ مُردوں کے انبار اور
تڑپتے ہوئے لاشے۔ میرا غضب جوش میں آجائے۔ لاؤ لاؤ بے
شرمی کے نتائج۔ بادہیوں کے انجام۔ تباہیوں کا اثر۔ عذاب کے

نظارے، اور قتل کے ثمرات۔ جاؤ۔ نفرت، غصہ، یاس، اور خوف کو ساتھ لیتے جاؤ۔ زمانے میں برائی کو پھیلا دو۔ خوب پھیلا دو۔ کوئی جگہ خالی نہ رہے [تڑپتے ہوئے لاشے دیکھ کر] ان کو اور عذاب دو۔ تاکہ خوب تڑپیں۔ میرا عذاب عام کر دو۔

[خداوند کے عذاب کیساتھ تاریکی کی چھ طاقتیں نمودار ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ تاریکیوں کا ایک بے پناہ لشکر ہے]

حسن۔ [تاسف کی دھیمی آواز سے] خداوند مجھے بھی بھول گیا۔ (کوئی جواب نہیں ملتا)

محبت۔ [کمزور آواز سے] اور مجھے بھی خداوند —— (کوئی جواب نہیں ملتا)۔

امید۔ [نرم لہجے میں] خداوند اور میں؟ —— (کوئی جواب نہیں)

رحم۔ اور میں ——؟ (کوئی جواب نہیں)۔

ہوس۔ [تاریک بادل میں سے تاریکی کی چھ طاقتیں نمودار ہو رہی ہیں] تم بھی ان کے ساتھ مل جاؤ۔ اور خداوند کے حکم کی تعمیل ہو۔

پہلی طاقت۔ (ہزار سر اور بیشمار بازو والی بجلی سے تیز تر) جو ارشاد ہو قتل!

دوسری طاقت۔ [یہ طاقت بھی اسی طرح ہزار سر اور بیشمار بازو والی، بجلی سے تیز تر] ارشاد! عذاب!

تیسری طاقت۔ [یہ بھی ویسی ہی طاقت ہے] ارشاد! تباہی۔ بربادی۔ اور تاراجی!

چوتھی طاقت۔ [اور یہ بھی ویسی ہی ہے] ارشاد! جہاں امن ہوگا۔ میں

وہاں رنج و غم لے کر پہنچوں گی۔

پانچویں طاقت۔ (یہ بھی ویسی ہی ہے) ارشاد! خوشی کو مٹانا میرا کام ہوگا۔

چھٹی طاقت۔ (اور یہ بھی ویسی ہی) ارشاد کی تعمیل ہوگی! سکون اور محبت دنیا سے مفقود ہو جائیں گے۔

(تاریکی کی طاقتیں پھیل جاتی ہیں)

خداوند۔ پھیل جاؤ! تباہی بن کر! موت بنکر! میرے حضور پیش کرو۔ بربادی! آنسو۔ بڑے بڑے آنسو۔ بیکسوں کی آنکھوں سے نکلے ہوئے یتیموں کے آنسو۔ جن میں جگر کے ٹکڑے ملے ہوں۔ خواب کو مٹا دو تخیل کی دنیا برباد کر دو ——— تباہی! تباہی! ہر طرف غضب۔ موت رنج اور درد ہو۔ زندگی کو ایک مصیبت بنا دو ——— میرا قہر ہی قہر دنیا پر چھا جائے۔ جاؤ ——— جاؤ ——— (غضبناک ہو جاتا ہے)

ہوس۔ (تاریکیوں کے بادلوں) خدا کے احکامات کی تعمیل ہو! رحم اور امن کا زمانہ ہو چکا۔ اب بربادی ہوگی۔ سورج کو جلا کر راکھ کر دو۔ خون اور گوشت میں فساد پیدا کر دو ہستی کو نیستی بنا دو۔ بربادی! بربادی!

بڑھو۔ بڑھو!۔

تاریکی کی افواج۔ (جھکتے ہوئے) جو ارشاد ہو!

خداوند۔ (بے قرار ہو کر) میرے دائیں والو! میرے بائیں والو! اوپر والو! اور نیچے والو! پھیل جاؤ! پھیل جاؤ۔ ہر طرف۔ تباہ کر دو۔ وقت کا احساس ہی نہ رہے۔ کون و مکان کا نشان مٹ جائے۔ ہر چیز کو

مٹا دو ــــ مٹا دو!

ایک فرشتہ۔ [زرد کرنوں میں تحلیل ہوتے ہوئے] اے خالقِ اکبر! اے مالکِ ارض و سما! کیا ہمیں تو نے پیدا نہیں کیا ــــ ؟ ہم مر رہے ہیں ــــ اور تو ــــ (غائب ہو جاتا ہے)

حُسن۔ [کھڑا ہو کر خوابیدہ نگاہوں سے دیکھتا ہے] خداوند تیرا رحم کیا ہُوا! تیرا نور کیوں مدّھم ہو گیا! تیرے چمکتے ہوئے سورج اور ٹمٹماتے ہوئے ستارے، تیرے لہراتے ہوئے کھیت اور مہکتے ہوئے گلستان وہ سب کیا ہوئے؟ موت۔ ہر طرف موت! میرے لئے بھی موت! میں خداوند کا پرتو ــــ اس کے تخیل کا شاہکار ــــ (نا امیدی کے لہجہ میں) اچھا رخصت! (ہوس سے) کیا تم سمجھتی ہو کہ ہماری موت کے بعد تم زندہ رہو گی۔ ہرگز نہیں۔ میری موت تمہیں خود بخود مٹا دے گی۔ تم یقیناً مٹ جاؤ گی۔ خداوند ہی کو بقا ہے۔ تاریکی کے بعد پھر ایک بار اُجالا ہو گا۔ موت پیش خیمہ ہے آنے والی ابدی زندگی کا ــــ سوچو! سوچو! بُرائی کو قرار نہیں ــــ وہی نغمات ہوں گے اور زندگی ــــ بلکہ اس سے بڑھ کر ــــ

ہوس۔ [گستاخ لہجے میں] ہو گا! ایسا ہی ہو گا! تیرا سحر ٹوٹ چکا! اور طلسم باطل ہو گیا۔ اب قتل و غارت۔ موت و عذاب کا دور دورہ ہے اب میں ــــ جو چاہوں وہی ہو گا ــــ میں خداوند کے قہر کی مظہر

رحم۔ [حُسن کے قریب جا کر] خداوند کو کیا ہو گیا؟ میں بھی گھُل گھُل کر مر رہا

ہوں۔ اب کیا ہوگا؟ امن کہاں گیا؟ دل پتھر ہو گئے ہیں۔ اب پسیجتے ہی نہیں۔

ہوس۔ دور ہو۔ اب تمہیں کوئی نہیں پوچھتا! (رحم سایہ بن کر غائب ہو رہا ہے)

محبّت۔ [ایک زرد سایہ] وہ تمام خیالات جو خوشی کا باعث بنتے تھے وہ اب کہاں گئے؟

ہوس۔ کم بخت دُور ہو جاؤ! اب تمہاری ضرورت نہیں (ایک نقطہ بن کر رہ جاتا ہے)

شعور۔ اور میں۔ عقلِ کل کا ایک ادنیٰ کرشمہ ؟

ہوس۔ جاؤ! جاؤ۔

امید۔ مگر میں تو مصیبت زدوں کو چھوڑ نہیں سکتی۔

ہوس۔ دفع ہو جاؤ۔ خداوند کے قہر کو روکنے والی تو کون؟ [امید ایک زرد سا شعلہ بن کر رہ جاتی ہے]

حُسن۔ (غرور سے) میں خداوند کا پہلا پرتو ہوں۔ اے ہوس! تیرا یہ غصہ عارضی ہے۔ تیری برائی آخر مٹ جائے گی۔ تم بھی آخر فنا ہوگی۔ مگر میں ــــ میں ہمیشہ سے ہوں اور ہمیشہ رہوں گا۔ حسن، خدا کا جمال، اس کا شاہکار! میں اس میں سے ہوں اور وہ مجھ میں ہے۔ آخر میری ہی پرستش ہوگی۔ پرستش!

خداوند۔ زندگی کو ختم کر دو۔ فکر کو مٹا دو۔ حسن۔ امید اور نظام کو درہم برہم کر دو ــــ زندگی کا انجام یہی ہوگا ــــ بیماری ــــ موت ــــ،

موت، آگ، بربادی - عذاب ـــ زندگی کا انجام

شعور - خداوند کیا ہمارا انجام یہی ہوگا - میں جو تیرا انتظام تھا، درہم برہم کردیا جاؤں گا؟ میں تیری قوت تھا - اب کمزوری کا جامہ پہن لوں گا؟ اب مجھے نیستی کی نیند سونا ہوگا! (وہ خداوند کے ابروؤں میں جاکر غائب ہو جاتا ہے)

محبت - میں اس کی خوشی کے فکر کا نتیجہ تھی - مجھے بھی فنا کے گھاٹ اترنا ہوگا [خداوند کے ابروؤں میں جاکر غائب ہو جاتی ہے]

امید - خداوند میری صفت محبت اور امن کا محافظ ـــ (غائب ہو جاتی ہے)

حسن - [زرد رُو] میرا اٹھنا عارضی ہوگا - عارضی ـــ میری پرستش ہو کر رہے گی (خدا کے ابروؤں میں بغیر تحلیل ہوئے داخل ہو جاتا ہے)

تاریکی کی پہلی طاقت - [داخل ہوتی ہے] خداوند میرا کام مکمل ہو چکا ہے جو کچھ تیرے دائیں ہاتھ کی طرف تھا سب مٹا دیا گیا -

خداوند - خوب!

دوسری طاقت - [داخل ہو کر] خداوند تیرے بائیں ہاتھ کی طرف جو کچھ ملا تباہ کر دیا گیا -

خداوند - خوب!

تیسری طاقت - [داخل ہوتی ہے] خداوند جو کچھ تیرے آگے تھا وہ مٹ چکا ہے

خداوند - خوب!

چوتھی طاقت - (داخل ہوتی ہے) خداوند جو کچھ تیرے پیچھے تھا مٹے

گہری نیند سلا دیا گیا۔

خداوند۔ خوب!

پانچویں طاقت۔ [داخل ہو کر] خداوند! جو کچھ تیرے اُوپر تھا اسے برباد کر دیا گیا۔

خداوند۔ خوب!

چھٹی طاقت۔ [داخل ہو کر] خداوند۔ جو کچھ تیرے نیچے تھا۔ وہ ختم ہو چکا ہے۔

خداوند۔ خوب!

ہوس۔ خداوند۔ قہر و جبروت کے مالک تیرے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے!

خداوند۔ اوہو ہو ہو! اوہو ہو ہو! میرا خواب! میرے قہر کا کمال! انجام! اب پھر ابتداء ہوگی! ابتدا! امن!!

[یکایک حالت متغیر ہونے لگتی ہے۔ گویا وہ ماندگی محسوس کر رہا ہے۔ تخت پر اس کا کچھ حصّہ نظر آتا ہے]

پہلی طاقت۔ [خداوند کے دماغ میں غائب ہوتے ہوئے] اب میرا بھی خیال نہیں رہا خداوند آپ کو! (غائب ہو جاتی ہے)

ہوس۔ [افسوسناک لہجے میں] اب انجام آن پہنچا!

دوسری طاقت۔ [خداوند کے دماغ میں غائب ہوتے ہوئے] خداوند اور میں —— (غائب ہو جاتی ہے)

ہوس۔ [افسوسناک لہجے میں] انجام! حسرتناک!

تیسری طاقت۔ [خداوند کے دماغ میں غائب ہوتے ہوئے] خداوند!
(غائب ہو جاتی ہے)

ہوس۔ انجام!

چوتھی طاقت۔ [غائب ہوتے ہوئے] خداوند (چلاتی ہوئی غائب
ہو جاتی ہے)

پانچویں طاقت۔ یہ کیوں خداوند؟ (غائب ہو جاتی ہے)

ہوس۔ افسوس!

چھٹی طاقت۔ مجھے بھی بھول گئے خداوند! (غائب ہو جاتی ہے)

ہوس۔ آہ! افسوس!

خداوند۔ [آہستہ آہستہ حسن کے خدوخال ظاہر ہوتے ہیں۔ چہرہ اور ابرو
نمایاں ہیں] امن! امن! میرا قہر ختم ہُوا۔ ختم! میرا شیریں خواب!
اوہو ہو ہو! (ایک آہ بھرتا ہے۔ درندے اژدھے اور عجیب
مخلوق سب غائب ہو رہی ہے۔ ہوس پر زردی اور مایوسی چھا گئی
وہ مجسمہ حیرت بنی خداوند کے رُوبرو کھڑی ہے)

ہوس۔ خداوند! یہ کیا، مجھے بھی تو نے بھلا دیا؟ —— مجھے بھی! (غائب
ہو جاتی ہے)

حسن۔ [ایک ننھا سا ستارہ خداوند کے ابرو میں ٹمٹماتا ہُوا] خداوند مجھے
بھی بھول گیا ہے تو؟ میں تیری پہلی تخلیق ہوں۔ تیرا پرتو میں تجھی
سے ہوں۔

خداوند۔ امن! امن! تو مجھ سے ہے۔ اسلئے مجھ میں ہی رہ (وہ آہ بھرتا ہے اور آہستہ آہستہ غائب ہونے لگتا ہے)

حُسن۔ [خداوند کی نیند میں غائب ہوتے ہوئے] میری پرستش ہوگی۔ میری پرستش ہوگی۔ (مسکراتا ہے)

[خیالی فضا کی جگہ حقیقت لے لیتی ہے۔ سورج اور ستارے غروب ہو جاتے ہیں۔ زمان و مکان کی تمیز مٹ جاتی ہے]

[پردہ]

چکّر

کردار

(۱) آدم (۲) حوّا ——————— (۳) قابیل (۴) ہابیل

مقام :- باغِ عدن

پہلا سین

(باغ عدن کا ایک بلند مقام، جہاں سے بے پایاں سمندر نظر آ رہا ہے اور اوپر نیلا شفاف آسمان بھی دکھائی دیتا ہے۔ دائیں طرف آدم ایک درخت کے سائے تلے لیٹا نظر آتا ہے اس کی نگاہیں آسمان کی طرف ہیں اور وہ پرندوں کے نغمات کی نقل اتارتے ہوئے گنگنا رہا ہے۔ آدم کافی مضبوط اور مطمئن انسان دکھائی دیتا ہے۔ تھوڑے وقفے کے بعد بائیں طرف سے حوّا داخل ہوتی ہے، وہ دراز قد ہے اس کے خد و خال میں سختی اور بے اطمینانی ہے۔ وہ رُکتی ہے۔ اور آدم پر ایک حقارت آمیز نگاہ ڈالتی ہے)

حوّا۔ [سختی سے] گرمی کے بعد خزاں اور سردی کے بعد خزاں!

آدم۔ [حیران ہو کر] گرمی کے بعد خزاں اور سردی کے بعد خزاں؟ —— حوّا یہی نظامِ قدرت ہے (آہستہ سے) گرمی خزاں —— سردی خزاں! کتنا خوبصورت مضمون ہے۔ اگر ہابیل یہاں ہوتا تو وہ اس مضمون کو شعر میں خوب باندھتا۔

حوّا۔ خوب باندھتا! —— مگر اس کا فائدہ؟

آدم۔ [لطف اندوز ہوتے ہوئے] گرمی کے بعد خزاں! ——

حوّا۔ اور سبز پتّے زرد ہو جاتے ہیں۔

آدم۔ مگر خزاں بھی تو پُر لطف ہوتی ہے۔

حوّا۔ [طنزاً] جی ہاں! پُر لطف!! —— زرد پتّے گر پڑتے ہیں، درخت بے برگ، دن اداس، اور ہوا بے کیف اور خنک (تیزی سے) یاد ہے گذشتہ سال جب ہم سارا موسم ہوا کی ناموافقت کے باعث باغ میں چل پھر نہ سکے؟

آدم۔ ہاں پچھلے سال تو کچھ ایسا ہی ہُوا۔

حوّا۔ ہم وقت کا زیادہ حصّہ بیکار پڑے سوتے رہے اور کوئی کام نہ کر سکے۔

آدم۔ بالکل! —— (خوشی سے) لیکن جب موسمِ بہار آیا، تو ہر طرف زندگی کی ایک لہر دوڑ گئی (طربیہ) موسم بہار! —— جدھر دیکھو سبزہ ہی سبزہ! نیلا اور شفاف آسمان، پرندوں کا چہچہانا اور . . . . . .

حوّا۔ [قطع کلامی کرتے ہوئے] اور سردی میں پھر یہی پرندے زمین پر مردہ

نظر آتے ہیں۔ حیوان سردی سے اکڑے پڑے ہوتے ہیں اور اسی طرح ـــــ ہمیں بھی مرنا ہوگا!

آدم۔ ہاں ہمیں بھی ایکدن مرنا ہی ہوگا۔ میں نے اس کے بارے میں کئی بار سوچا ہے ـــــ حوّا، ہم مرجائیں گے۔ مگر نسل انسانی جاری رہے گی، ہمارے بعد قابیل اور ہابیل زندہ رہیں گے۔ ان کی بیویاں ہوں گی اور پھر انکے بچے پیدا ہوں گے، اور سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اسلئے موت سے ہم کیوں خائف ہوں؟

حوّا۔ تو آپ کو موت کا ڈر ہی نہیں کیا؟

آدم۔ ہرگز نہیں، پیاری حوّا! ـــــ مجھے یقین ہے کہ پرندے موت سے نہیں ڈرتے۔ جب ان میں سے ایک جدا ہوتا ہے تو وہ محسوس نہیں کرتے۔

[پس منظر میں پرندوں کے نغمات سنائی دیتے ہیں]

ذرا ان کے دلکش نغمات سنو! ـــــ جب ان کا مقررہ وقت آتا ہے وہ موت کے سمندر میں غوطہ زن ہوکر ہمیشہ کیلئے خاموش ہوجاتے ہیں۔

[آدم پھر لیٹ جاتا ہے، اور پرندوں کی طرح چہچہانے لگتا ہے، حوّا اسے مترحم نگاہوں سے دیکھتی ہے]

حوّا۔ [اپنے آپ سے] انسان۔ مگر سر میں پرندوں کا دماغ ہے شاید!

آدم۔ کاش میں ان کی طرح چہچہا سکتا!

حوّا۔ اس لیل و نہار کے نظام میں کس قدر مطمئن ہیں یہ!

آدم۔ پیاری حوّا، جب دن آتا ہے تو ہر روز ایک نئی صبح لے کر آتا ہے اور

رات ـــــ پیاری رات ہمیں اپنی گود میں لوری دے کر سلا دیتی ہے تاکہ دوسری صبح ہم تروتازہ ہو کر جاگیں۔

حوّا۔ جانوروں کی بھی تو یہی زندگی ہے، کاش آپ اس سے کچھ بلند ہونے کی کوشش کرتے۔

آدم۔ اس کی ضرورت نہیں!

حوّا۔ [غصّہ سے] کاش آپ محسوس کرتے ـــــ سردی سے بچنے کے لئے ہمیں ضرورت ہے کہ ہم کچھ انتظام کریں اور......

آدم۔ [اُٹھ بیٹھتا ہے، قطع کلامی کرتے ہوئے] انتظام خود قدرت کر رہی ہے۔

حوّا۔ [تیزی سے] مگر آپ بھی تو کچھ سوچیں، ہم کب تک جنگلی بنے رہیں گے؟

آدم۔ مگر قدرت......

حوّا۔ ہاں ہاں قدرت کے اسباب کو کام میں لا کر زیادہ آرام حاصل کیا جا سکتا ہے

آدم۔ تم اگر مطمئن نہیں تو اس میں میرا کیا قصور؟

حوّا۔ کس کا قصور ہے پھر؟

آدم۔ یہ اُلٹی سمجھ ہے تمہاری ورنہ یہاں کیا نہیں ہے؟ پھل پھول، باغات چشمے، پرندوں کے نغمات آرام، سُکھ ـــــ بھلا اس جنّتِ ارضی میں کس چیز کی کمی ہے؟

[وہ پھر لیٹ جاتا ہے]

حوّا۔ تو گویا آپ ہمیشہ کے لئے اس محدود باغ پر ہی قناعت کر رہے ہیں؟

——— اے سبحان اللہ!!

آدم۔ چھوٹا سا باغ مگر ہر طرف اطمینان ہی اطمینان ہے!۔

حوّا۔ کبھی آپ نے اس پہاڑی کی چوٹی سے سمندر کا نظارہ بھی کیا ہے؟

(پہاڑی کی طرف اشارہ کرتی ہے)

آدم۔ [آہ بھر کر] اوہ!۔ کئی بار، کتنا دلکش منظر ہے اور ....

حوّا۔ [بات کاٹ کر] کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ اس کے پار کیا ہے؟

آدم۔ لیکن میں سمندر کو پار کیسے کر سکتا ہوں؟ —— جو بات ناممکن ہو اسکے بارے میں سوچنا مفت کا دردِ سر مول لینا ہے —— ایک بار مجھے بھی خبط سمایا تھا کہ اگر میں بادلوں کے سمندر میں جا کر تیر سکوں تو باغ عدن کا نظارہ کس قدر دلفریب ہو۔ لیکن پروں کے بغیر اڑنا ناممکن تھا۔ اس خیال نے مجھے دیوانہ بنا دیا —— خدا نے میری رہنمائی کی اور اب تو میں نے قسم کھالی ہے کہ ایسے دیوانگی کے خیالات کو کبھی نزدیک نہ آنے دوں گا توبہ، توبہ!!

حوّا۔ سمندر کے اس پار ممکن ہے کہ باغ عدن سے خوبصورت جگہ ہو۔

آدم۔ ہو گی —— مگر ہم مچھلی تو نہیں کہ سمندر میں تیر سکیں۔

حوّا۔ سمندر پار کرنے کے اور بھی تو ذرائع ہو سکتے ہیں، تیرنا ضروری نہیں۔

[آدم زور زور سے قہقہے لگاتا ہے]

آدم۔ حوّا، آج تم کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔

حوّا۔ کل آپ نے قابیل کو نہیں سنا؟ وہ کہہ رہا تھا کہ اگر درخت کا تنا کاٹ کر

اسے کھوکھلا کر لیا جائے تو اس میں بیٹھ کر پانی میں تیرا جا سکتا ہے۔

آدم۔ میں نے سُنا اَن سُنا ایک کر دیا تھا، قابیل ہمیشہ دُور ہی کی لاتا ہے!

حوّا۔ وہ کشتی بنا رہا ہے تاکہ اُس کے ذریعے سمندر کو پار کر سکے۔

آدم۔ ہاں —— اور یہی کشتی اسے لے ڈوبے گی۔

حوّا۔ [غصّے سے اٹھ بیٹھتی ہے] آپ بھی عجیب ہیں، ہر نئی چیز سے آپ کو وحشت ہوتی ہے۔ لیکن میں —— میں زندگی کے اس چکّر سے تنگ آگئی ہوں۔ وہی باغ، سارا دن بیکار پڑے رہو —— وہی ایک منظر بس —— میں باغ عدن سے بھاگ جانا چاہتی ہوں، مجھے تو یہ باغ کاٹنے کو دوڑتا ہے۔

آدم۔ [اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے] لیکن کیوں؟

حوّا۔ میرے اندر سے کوئی چیز مجھے پکار پکار کر کہہ رہی ہے —— حوّا! ایک اور بھی دنیا ہے۔ نئی دنیا، اس دنیا سے مختلف، جہاں زیادہ آرام ہے —— پتوّں کے لباس کی جگہ اور لباس ملے گا —— نئی دنیا —— بالکل نئی!

آدم۔ [مسکراتے ہوئے] سمجھا! میری حوّا اس سادہ زندگی سے تنگ آگئی ہے —— ہاں، لیکن خدارا یہ خیالات قابیل کے دماغ میں نہ بھر دینا۔ عورت کے دماغ میں ان خیالات کا ہونا زیادہ خطرناک نہیں۔ لیکن نوجوان مرد کو تو یہ خیالات دیوانہ بنا دیں گے اور وہ خطرے میں کود پڑے گا۔

حوّا۔ قابیل میرے لئے خطرے میں کود سکتا ہے!

آدم - یہی تو خطرناک بات ہے۔ عورت ہی مرد کو پھسلا کر تباہی کے گڑھے میں دھکیلتی ہے۔

حوّا - آپ ہمیشہ بات کا تاریک پہلو لیتے ہیں۔ کیا عورت مرد کو کامیابی کی طرف نہیں لے جا سکتی؟

آدم - [نفی میں سر ہلاتے ہوئے] ہرگز نہیں! ــــ خواہ وہ درخت کے تنے میں بیٹھ کر سمندر کیوں نہ پار کر لے۔

حوّا - [بات کا رُخ بدلتے ہوئے] ابھی آپ نے کہا تھا کہ انسان مر سکتا ہے مگر نسل انسانی باقی رہے گی؟

آدم - مجھے یہ خیال خواب میں آیا تھا۔

حوّا - مگر آپ نے یہ بھی سوچا کہ قابیل اور ہابیل باپ کیسے بن سکتے ہیں جب بیویاں نہ ہوں گی؟

آدم - [اس غیر متوقع سوال سے حیران ہو کر] کیا کہا تم نے؟

حوّا - وہی جو آپ نے سُنا!

آدم - [چکرا کر] کہ وہ بیوی کے بغیر باپ کیسے بن سکتے ہیں؟

حوّا - جی ہاں ــــ ان کا باپ بھی حوّا کے بغیر باپ نہ بن سکا!

آدم - ہا ــــ ں! میں نے ــــ میں نے کب کہا ہے کہ ــــ لیکن ..... (رکتا ہے)

حوّا - لیکن کیا؟

آدم - یہی کہ اگر ــــ تم نہ ہوتیں تو شاید خدا اپنی قدرت سے کوئی اور

اسباب پیدا کر دیتا۔

حوّا۔ اور اسباب؟ کیسے؟

آدم۔ آ ــــ یہ ذرا سوچنے والی بات ہے! ـــــ لیکن کچھ نہ کچھ ہوتا ضرور!

[سٹیج پر روشنی کم ہو جاتی ہے کیونکہ بادل کا ایک ٹکڑا تیرتا ہُوا سورج کے سامنے آجاتا ہے]

سورج کے سامنے بادل! ـــــ اب ان بیہودہ سوالوں کو رہنے دو (سردی سے کانپتے ہوئے) کیسی سردی ہو رہی ہے! (اُٹھ کر ادھر ادھر ٹہلتا ہے تاکہ جسم میں گرمی پیدا ہو)

حوّا۔ اگر نسل انسانی کو باقی رہنا ہے تو تمہارے بیٹے ضرور سمندر کو عبور کرینگے

آدم۔ [غصّے سے] عبور کریں گے! ـــــ مجھے کیا؟ (حوّا کے نزدیک آ کر تاکہ اپنے استدلال پر زور دے سکے) مادہ پرندے کہاں سے آتے ہیں؟

حوّا۔ اڑ کر کہیں سے!

آدم۔ مگر مادہ خرگوش! ـــــ وہ بھی اڑ سکتے ہیں؟ ہاں! ـــــ وہ تیر سکتی ہے!

حوّا۔ واہ، یہ کیسی منطق ہے!

آدم۔ یہ جانور آخر آتے کہاں سے ہیں؟

حوّا۔ میں کیا جانوں!

آدم۔ ذرا اپنے حضرتِ سانپ سے یہ بھی پوچھ لیا ہوتا۔

حوّا- میں کبھی اُس سے سوال نہیں کیا کرتی۔

آدم- جی ہاں! مگر صرف اس کے مزیدار قصّے سنا کرتی ہیں آپ —— نئی دنیا، جہاں دودھ اور شہد ملتا ہے وہاں —— خوشی، آرام لباس، نئے گھر، غرض کیا کیا عجائبات ہیں تم اس دُنیا میں پہنچکر، ایک نئی نویلی، سجی سجائی دلہن بن جاؤ گی! (ذرا تیز ہو کر) بھلا سنجیدہ سوال سے سانپ چکرا نہ جائے گا —— وہ مکّار جو دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے! جو راحت سادگی میں ہے وہ تصنّع اور آرائش میں میسّر نہ ہو گی!!

حوّا- (طنزاً) جیسی آپ کو اور ہابیل کو حاصل ہے۔

آدم- بالکل! بالکل!!

حوّا- عورت اس راحت سے مطمئن نہیں ہو سکتی۔

آدم- سمجھا! —— عورت کے لئے راحت اس میں ہے کہ وہ ساری دنیا کو حاصل کرے- مرد بیچارہ خواہ اس کی خواہشات کو پورا کرتے کرتے جان تک گنوا بیٹھے- یہ راحت نہیں خود غرضی اور لالچ ہے —— اور یہی انجام قابیل کا ہوگا-

حوّا- مجھے قابیل پر فخر ہے۔

آدم- اس لئے کہ وہ تمہاری موہوم آرزوؤں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے زندگی کو خطرے میں ڈال رہا ہے۔

حوّا- اگر یہ خطرہ ہی ہے تو بھی وقت کے اس طرح بے کار ضائع کرنے سے بہتر ہے۔ جیسے ہابیل چقماق کے ٹکڑوں سے زمین پر شکلیں بنایا کرتا

ہے۔ اس کا نام آپ کے نزدیک تصویر ہے۔ وہ جب اس سے اُکتا جاتا ہے تو پھر الفاظ کو کھینچ تان کر الاپتا ہے یہ کیا ہے؟ نغمہ! — اور شاعری! — کیا باغ عدن میں زندگی کا منتہائے نظر یہی ہے، مصوری اور شعر؟

آدم۔ ہابیل یونہی مطمئن ہے۔

حوّا۔ بے وقوف انسان ہمیشہ مطمئن رہتا ہے! اسکے دل میں کوئی تمنّا یا آرزو نہیں ہوتی۔ مطمئن باپ کا مطمئن بیٹا!!

آدم۔ دونوں بچے ہمارے نورِ نظر ہیں۔ ایک سے زیادہ پیار ان میں نفرت پیدا کر دے گا۔

حوّا۔ لیکن قابیل سے میں کب زیادہ پیار کرتی ہوں؟

آدم۔ پیار کی بھی ایک ہی رہی! — ہفتوں سے تم قابیل کی تعریف میں رطب اللسان ہو۔ رات دن قابیل قابیل کرتے تمہاری زبان سوکھ رہی ہے۔ وہ بہادر ہے، کتنا بہادر! —

حوّا۔ بہادر بچے کی حوصلہ افزائی ضروری ہے تاکہ اس کا دل بڑھے۔ ہابیل کو آپ کی تن آسانی نے نکما بنا دیا ہے!

آدم۔ ان باتوں کو چھوڑو۔ سردی کے دن ان بیکار باتوں کے لئے موزوں ہوتے۔ اب تو موسم بہار ہے (آسمان کی طرف نگاہ اُٹھاتا ہے) بادلو! — ہٹ جاؤ مجھے سردی محسوس ہو رہی ہے۔

(بادل ہٹ جاتے ہیں اور سٹیج پر روشنی زیادہ ہو جاتی ہے آدم

کھڑا ہو کر دھوپ سینکتا ہے۔ ہابیل کانپتا ہوا داخل ہوتا ہے۔ ایک خوبصورت نوجوان، اپنی دھن میں مست ——— وہ اونچی جگہ پر دوڑ کر چڑھ جاتا ہے اور سمندر کی طرف اشارہ کرتا ہے]

ہابیل [خوف زدہ لہجے میں] ابّا! ——— امّاں!! ——— وہ دیکھئے ——— دیکھئے قابیل بھیّا پھر کشتی ———

[آدم اور حوّا بھی تیزی سے اونچی جگہ کی طرف لپکتے ہیں]

آدم۔ [دونوں ہاتھوں کو منہ کے پاس رکھ کر تاکہ آواز بلند ہو سکے] اے ——— قا! ا ا بی ی ی ل!!۔ اے .....

حوّا۔ [روکتے ہوئے] چلّایئے مت! اس کا دھیان بٹ جائیگا۔!

[وہ حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ہاتھ ہلاتی ہے]

شاباش، میرے بچّے! ——— شاباش ——— بہادر بنو!!

ہابیل۔ امّی! اگر لکڑی اُلٹ گئی تو ——— ؟

[قابیل کشتی میں سوار ہو رہا ہے۔ کشتی لہروں کے تھپیڑوں سے ڈانواں ڈول ہو رہی ہے۔ سب دم بخود ہیں]

آدم۔ یہ بھی معجزہ ہے!

حوّا۔ قابیل کا دماغ کتنا اچھا ہے۔ کتنی پھرتی سے کشتی چلا رہا ہے [گویا ماحول سے بے نیاز ہو کر] میرے لال! ——— میرے بچّے!! تمہاری ماں آج کس قدر خوش ہے۔ اسے فخر ہے کہ اس کا بیٹا کتنا بہادر ہے!!

ہابیل۔ بھیّا پھر کنارے کی طرف آ رہے ہیں [آدم سے] ابّا! آپ ہی

انہیں روکئے۔ شیطان انہیں بہکاتا ہے۔

آدم۔ بیٹے میں اسے کیا روکوں جب خود تمہاری امّی اسے کہتی ہے کہ جاؤ اور کشتی چلاؤ۔

ہابیل۔ امّی خود اسے کہتی ہیں؟ مگر اس کا فائدہ؟

حوّا۔ بیٹا تم بھی اپنے بھائی کے ساتھ بہادری کے کاموں میں شریک ہوا کرو۔

ہابیل۔ امّی مجھے تو باغ ہی سے دلچسپی ہے!

حوا۔ [طنز سے] اور زمین پر تصویریں بنانے سے۔

ہابیل۔ امّی! میں ایسی چیزیں بناتا ہوں جن سے مجھے راحت ہوتی ہے۔ میرا دماغ تخیل کے پروں پر اڑتے ہوئے آسمانوں کی سیر کرتا ہے۔ تخیل کی اس پرواز کی روداد میں لکیروں کے ذریعے زمین پر کھینچتا ہوں۔ میرے خوابوں میں بھی تصویریں مجھے میرے نغمے سناتی ہیں۔ امّی! یہ دنیا کتنی پیاری ہے، میں تو یہاں بہت ہی خوش ہوں!۔

آدم۔ بیٹا! تم غار میں جاکر آرام کرو —— ہاں تو سنو۔ تم آج "عورت کی کم نظری اور زبان درازی" کے متعلق اشعار لکھنا!

حوّا۔ [ٹکٹکی باندھے قابیل کو دیکھ رہی ہے] میرا بہادر بچہ! آؤ، میرے لال!!

[قابیل سینہ پھیلائے داخل ہوتا ہے۔ آدم اور ہابیل کو حقارت سے دیکھتا ہے۔ سانولا رنگ، مضبوط بدن اور چہرے سے ارادے کی پختگی ظاہر ہوتی ہے]

قابیل۔ [فخریہ] کیوں ماں! میں نہ کہتا تھا؟

حوّا - [اس کی تائید کرتے ہوئے] ہمتِ مرداں مددِ خدا!

آدم - قابیل! بندر کی سی شرارتیں چھوڑ دو -

قابیل - بندر کی سی شرارتیں! — کیوں؟

آدم - ان کا انجام خطرناک ہے -

قابیل - (ہنستا رہے) مجھے تو اسی میں لطف آتا ہے -

آدم - بیٹا، نادان نہ بنو! — اگر تم شیر کا شکار کرو تو یہ بہادری ہے - اس سے ہمیں دشمن سے نجات مل جائے گی مگر یہ اُچک کر درخت پر جا بیٹھنا اور سمندر میں تیرنا خود موت کے منہ میں جانا ہے، فائدہ معلوم!

ہابیل - بھیّا! ایک دفعہ تو تم ڈوب ہی چلے تھے!

قابیل - بھولے بھگت، وہ تو میں نے جان کر کیا تھا تاکہ تمہیں اپنی پختہ کاری کا ثبوت دوں -

حوّا - قابیل، بیٹا اب پھر کب کشتی چلاؤ گے؟

قابیل - [فخریہ لہجے میں] امّی! — کل سمندر کے اس پار جاؤں گا اور سامنے جو جزیرہ سا معلوم ہوتا ہے اس کا پتہ لاؤں گا -

ہابیل - اگر تمہیں راستہ بھول گیا تو واپس کیسے آؤ گے؟

قابیل - میں اسی جزیرے میں رک جاؤں گا جب تک کہ راستہ نہ ڈھونڈھ نکالوں (طنز سے) اور اس وقت تک میرا بھائی ہابیل دوسری کشتی تیار کر لے گا اور مجھے لینے آئیگا -

ہابیل - میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں! بھلا کون احمق اس باغ کو چھوڑ کر

ایک موہوم امید پر سمندر کے تھپیڑوں سے لڑتا پھرے ؟

حوّا۔ قابیل! کل تم دونوں بھائی جاؤ۔

قابیل۔ معاف کیجئے! میں اکیلا ہی جاؤں گا۔

حوّا۔ کیوں! بیٹا؟

قابیل۔ امّی جان! کشتی کا خیال مجھے آیا میں نے اسے بنایا۔ اب کامیابی کا فخر بھی میں ہی حاصل کروں گا۔

آدم۔ بیٹا، ماں کی طرح ہو تم بھی بڑے منکسر المزاج (چلتے ہوئے) اوہ! اس بحث نے تو مجھے تھکا دیا ہے۔ اب مجھے جا کر سونا ہے! (دائیں طرف جاتے ہوئے) ایک گہری نیند اور دل خوش کن خواب!

[جاتے ہیں، ہابیل ایک درخت کے سائے میں جا بیٹھتا ہے اور پتھر نکال کر زمین پر لکیریں کھینچنے میں مصروف ہو جاتا ہے]

قابیل۔ [سمندر کی طرف دیکھتے ہوئے گویا خواب دیکھ رہا ہے] کل میں اس جزیرے میں جاؤں گا۔ کل ــــــ!

حوّا۔ [ہابیل سے] بیٹا! کیا تم بھی بھائی کے ساتھ جاؤ گے ؟

ہابیل۔ ماں، مجھے اور بہت سے کام ہیں۔

قابیل۔ کام ہیں! تم تو نرے بدھو ہو بدھو! بزدل!!

ہابیل۔ بھیا یہ بات نہیں۔ مگر . . . . .

قابیل۔ [بات قطع کرتے ہوئے] تمہیں ڈر ہے کہ سمندر میں کہیں طوفان نہ آجائے اور کشتی کو بہالے جائے، کیوں ؟

ہابیل۔ یہ نہیں! تم آخر کس لئے سفر کرنا چاہتے ہو؟ اسلئے کہ تم اور مادّی چیزوں کو حاصل کر سکو؟ —— باغِ عدن میں کس چیز کی کمی ہے؟ لالچ تمہیں لئے جا رہا ہے اور اسکا نتیجہ تباہی ہو گا۔

قابیل۔ (طنز سے) ابّا جان کی طرح تم بھی تو کتنے سادہ اور مطمئن ہو اور —— مجھے اس سے نفرت ہے (فخریہ لہجے میں) مَیں جا رہا ہوں، سمندر کے پار! نئی دنیا کو ڈھونڈنے کے لئے! میں نئی دنیا کا مالک بنوں گا —— وہاں کے باغات اور خزانے سب میرے ہوں گے اور میں اُن کا مالک اور بادشاہ!

حوّا۔ اور بیٹا تمہاری ماں ایک ملکہ ماں بن کر ان باغات میں داخل ہو گی!

قابیل۔ ہاں ہاں! میری مملکت میں!

حوّا۔ میرا شاہانہ خیر مقدم ہو گا —— ایسی خوش نصیب ماں کب بوڑھی ہو سکے گی (قابیل کی پیشانی کا بوسہ لیتی ہے) شب بخیر میرے بیٹے! صبح جب تم نئی دنیا کی تلاش میں جانے لگو تو مجھے مل لینا —— اچھا شب بخیر!

(بہادر بیٹے کی نگاہیں ماں پر فخریہ پڑتی ہیں وہ دائیں طرف سے باہر چلی جاتی ہے قابیل اپنے بھائی ہابیل کی طرف ترحم کی نگاہوں سے تک رہا ہے۔ ہابیل زمین پر شکلیں بنانے میں مصروف ہے)

ہابیل۔ (اچانک نگاہ اُٹھا کر) قابیل بھیّا!

قابیل۔ کیا ہے؟

ہابیل :- بھیا! کل رات، میں نے ایک خواب دیکھا-
قابیل - خواب دیکھنے کے سوا تمہیں اور کام ہی کیا ہے ؟
ہابیل - عجیب و غریب خواب تھا وہ!

(ہابیل کا لب و لہجہ موثر ہے قابیل اس کے نزدیک جا کھڑا ہوتا ہے)

کل میں نے پتھر کا ایک ٹکڑا لے کر اُسے گول سا تراش لیا سارا دن میں ایسا ہی کرتا رہا اور اسی خیال میں سو بھی گیا-

قابیل - حضرت! ان چھوٹے چھوٹے پتھر کے فضول ٹکڑوں سے کھیلنا چھوڑ دیئے اور کوئی کام کیجئے کام، اب آپ ماشاء اللہ جوان ہیں-

ہابیل - کشتی بنانے سے خوشی حاصل ہوتی ہے آپ کو بھیا؟

قابیل - خوشی! بے حد!! لیکن کشتی بنانا بے مقصد نہیں- میں سمندر کا کلیجہ چیر کر پار جاؤں گا اور نئی دنیا کو ڈھونڈوں گا لیکن تمہارا یہ پتھر پتھر ہی ہے نا آخر؟ ہاں، تو وہ خواب؟

ہابیل - خواب!۔۔۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اتر کر میرے پاس آیا ہے۔ اس نے میرا گول تراشا ہُوا پتھر اپنے ہاتھ میں اُٹھا لیا، اور تھوڑی دیر کے بعد یوں کہا ۔۔۔ تو نے ایک ایسی چیز تیار کی ہے جو انسانیت کی تاریخ کو بدل دے گی! (قابیل دلچسپی کا اظہار کرتا ہے اور ہابیل کے سامنے دو زانو ہو جاتا ہے) ابن آدم تو نے چکر بنایا ہے!

قابیل - چکر! ۔۔۔ عجیب سا نام ہے!!

ہابیل۔ ہاں بھیا! اللہ نے کہا تھا چکر ــــ پھر اس نے اس چکر کو نرم نرم گھاس پر لڑھکا دیا اور وہ دور تک چکر لگاتا گیا۔ یکایک خدا نے مجھ سے کہا آسمان کی طرف دیکھ! ــــ میں نے عجب تماشا دیکھا بڑے بڑے چکر زمین کو گھما رہے ہیں۔ آسمان پر، پرندوں کی طرح کلوں کے جانور اڑ رہے تھے۔ ان پر عجیب سی مخلوق، بالکل ہماری طرح بیٹھی تھی ــــ میری نگاہ ان پر نہ جم سکی ــــ پھر میں نے سمندر کی طرف دیکھا۔ عجیب عجیب کشتیاں، کئی ہمارے باغ سے بھی بڑی بڑی، چکروں کے ذریعے تیر رہی تھیں ــــ بہت تیز! ــــ مچھلی کی طرح ادھر ادھر دوڑ رہی تھیں ــــ! (تیز تیز بولتے ہوئے) بڑے بڑے مکانات میں چکر کے ذریعہ زمین کی تہ میں سے خزانے نکالے جا رہے تھے! ــــ مجھے ایسا معلوم ہونے لگا کہ ہر طرف چکر ہی چکر ہیں اور میں خود ایک چکر کے ساتھ گھوم رہا ہوں!

قابیل۔ (جوش سے) ہوں!

ہابیل۔ بھیا! پھر خدا نے مجھ سے کہا ابن آدم! تو نے چکر بنا لیا۔ مگر یہ دو دھاری تلوار کا کام دے گا، نیک بندے اس سے مفید کام لیں گے لیکن برے لوگ ــــ ان کا لالچ دنیا کو تباہ کر دے گا! پھر خداوند تعالےٰ نے اس پر کچھ لکھا!

قابیل۔ کیا لکھا؟

ہابیل۔ [رازدارانہ لہجے میں] تم دو معبودوں کی عبادت نہیں کر سکتے۔

یزدان اور اہرمن کی!

قابیل - یزدان اور اہرمن! ــــ یزدان کون؟

ہابیل - خود خداوند -

قابیل - اور اہرمن؟

ہابیل - اہرمن ــــ لالچ اور خود غرضی!

قابیل - تم ــــ تم اب اس چکر کو کیا کرو گے؟

ہابیل - توڑ دوں گا اسے!

قابیل - مجھے دے دو، ہابیل!

ہابیل - یہ نہ ہوگا -

قابیل - کیوں؟

ہابیل - مجھے کسی پر اعتبار نہیں ــــ اور پھر آپ بڑے خطرناک ارادے رکھتے ہیں - یہ میں آپ کو نہیں دوں گا!

قابیل - ہابیل! ــــ مجھے دے دو!!

ہابیل - نہیں! صرف دکھا سکتا ہوں -

قابیل - دکھا ہی دو -

[ہابیل بائیں طرف جاتا ہے، قابیل کھڑا ہو جاتا ہے]

قابیل - چکر! ــــ عجیب سا نام ہے - چکر!!

[ہابیل چھوٹا سا پتھر کا چکر لئے داخل ہوتا ہے قابیل بے تابی سے اس کی طرف لپکتا ہے، ہابیل چکر اسے دے دیتا ہے وہ اُسے

بڑے اشتیاق سے ہتھیلی پر گھماتا ہے]
خدا نے اسے گھاس پر کیسے گھمایا تھا؟

[ہابیل چکر لیکر ایک زانو پر جھکتا ہے، قابیل دو زانو ہو جاتا ہے
ہابیل چکر کو گھاس پر چلاتا ہے، قابیل انہماک سے محو تماشا ہے
تھوڑی دور جاکر چکر رُکتا ہے اور ایک طرف گر جاتا ہے قابیل
حیرت زدہ ہوکر تکتا ہے]

قابیل - [گویا خواب دیکھ رہا ہے] بڑی بڑی چیزیں زمین پر چکر کے ذریعے سے دوڑ رہی ہیں ـــــ بجلی کی طرح تیز! سمندر میں بڑی بڑی کشتیاں تیر رہی ہیں ـــــ ہمارے باغ سے بھی بڑی! ـــــ ہوا میں کل کے پرندے اڑ رہے ہیں ـــــ چکر کے سہارے! ـــــ زمین کی چھاتی چیر کر خزانے نکالے جا رہے ہیں ـــــ چکر کی مدد سے! ـــــ چکر!! ـــــ فضا میں ہر طرف چکر گھوم رہے ہیں ـــــ ہر طرف!!

[وقفہ ـــ قابیل چکر کو غور سے دیکھ رہا ہے۔ ہابیل قابیل کو تک
رہا ہے۔ اچانک قابیل بڑھکر چکر کو زمین سے اُٹھالیتا ہے ہابیل
بھی بڑھتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں]

ہابیل - بھیا! میرا چکر مجھے دے دو۔

قابیل - یہ چکر؟ ـــــ اس کا مالک عقلمند ہو سکتا ہے نہ کہ بیوقوف!

ہابیل - اسے میں نے بنایا ہے! ـــ یہ میری سوچ بچار کا نتیجہ ہے، یہ میرا ہے!

قابیل - خدا نے تمہیں ضرور کہا ہوگا کہ یہ قابیل کو دے دو۔

ہابیل۔ خدا نے مجھے اس سے روکا تھا! تم دنیا میں ——

قابیل۔ چکر میرا ہے!

ہابیل۔ ضد نہ کرو بھیا! یہ خدا کی امانت ہے تم اس کے ذریعے سے فساد پیدا کرو گے۔ مجھے دیدو! میں ابھی اسے توڑے دیتا ہوں۔

قابیل۔ [سختی سے] یہ میرا ہے تم نے مجھے اس کے متعلق باتیں کرتے سُن لیا ہوگا اور میرے تخیل کو چُرا لیا ہوگا۔

ہابیل۔ جھوٹ بولنے سے فائدہ؟ (سختی سے) مجھے واپس کردو یہ چکر!

قابیل۔ یہ رعب کسی اور پر جمانا! چلو ہٹو، بھاگو یہاں سے۔

[ہابیل بڑھتا ہے۔ دونوں گتھم گتھا ہو جاتے ہیں، ہابیل فوراً عاجز آجاتا ہے اور آخری بار کوشش کرتے ہوئے چکر پر جھپٹتا ہے قابیل پوری قوت سے پتھر کا چکر اس کے ماتھے پر رسید کرتا ہے ہابیل ایک ہلکی چیخ کے ساتھ لڑکھڑاتا ہوا گرتا ہے اور ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ قابیل حیرت زدہ ہو کر ہابیل کے مردہ جسم کو غور سے دیکھتا ہے اور پھر اس کی لاش پر جھکتا ہے)

یہ تو مر گیا! —— سردی میں پرندے بھی یوں ہی شاخوں سے گر پڑتے ہیں!!

[کبھی چکر کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی لاش کی طرف، اسکی نگاہیں چکر پر گڑھ جاتی ہیں]

(زیر لب) کل —— کل صبح مجھے ——

[وہ سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے، اور پھر آہستہ آہستہ بلندی کی طرف بڑھتا ہے اور وہاں کھڑے ہو کر دور جزیرے کو دیکھتا ہے۔ آسمان رفتہ رفتہ سرخ ہوتا جا رہا ہے اور وہ سرخی میں ایک سیاہ دھبّہ سا معلوم ہونے لگتا ہے]

[ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے] کل مجھے وہاں جانا ہوگا ——!

[پردہ آہستہ آہستہ گرتا ہے]

دوسرا سین

مقام۔ باغِ عدن **وقت۔ دوسرے دن صبح**

منظر۔ وہی —— سٹیج بالکل خالی ہے۔ ہابیل کی لاش اسی حالت میں پڑی ہے جیسے کل شام تھی۔ پس منظر میں پرندوں کے چہچہے سنائی دے رہے ہیں قابیل بائیں طرف سے تیزی اور بے باکی سے داخل ہوتا ہے۔ وہ بلندی کی طرف بڑھتا ہے اور سمندر کو دیکھتا ہے اس وقت وہ بہت پرُجوش نظر آ رہا ہے۔ ادھر ادھر دیکھنے کے بعد وہ لاش کی طرف آتا ہے اور اُس کے قریب دوزانو ہو جاتا ہے]

قابیل۔ [بھرّائی ہوئی آواز میں] —— ہابیل تم سو رہے ہو؟

[وہ لاش کا شانہ ہلاتا ہے لیکن جواب نہیں پاتا]

بے وقوف تم مجھ سے چکر چھیننا چاہتے تھے ہیں تم سے طاقتور تھا —— اور دنیا میں طاقت ہی ہمیشہ فتح پاتی ہے! [کھڑا ہو جاتا ہے] زندگی میں تم میرے

کبھی دوست نہ بن سکے تم بالکل ابّا کی طرح تھے۔ اور مجھے ہمیشہ امّاں سے محبت رہی ـــ تم ہمیشہ خواب دیکھا کئے اور میں حقیقت ـــ لیکن یہ چکر تم نے کیسے بنالیا ـــ ؟ حیرت ہے!

[کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دیتی ہے وہ لاش کو کھینچکر ایک درخت کے نیچے کر دیتا ہے اور خود بلندی کی طرف بڑھتا ہے۔ حوّا داخل ہوتی ہے]

حوّا۔ بیٹا! تم ابھی تک یہیں ہو۔ میں سمجھی تم جا چکے ہو گے [ہابیل کو دیکھ کر] ہابیل ابھی تک سو رہا ہے؟

قابیل۔ [واپس آتے ہوئے] جی ہاں!

حوّا۔ یہ لڑکا بھی عجیب ہے۔ بہت دیر تک سوتا ہے اور تمہارے ابّا بھی تو ابھی تک سو رہے ہیں۔

قابیل۔ سو رہے ہیں؟

حوّا۔ ہاں بیٹا۔

قابیل۔ امّاں جب میں اس جزیرے میں آپ کے لئے نیا مکان بنالوں گا تو پھر آپ وہیں آجانا۔ ان کو لمبی تان کر سونے دیں!

حوّا۔ ضرور بیٹا۔ تم کتنے سعادتمند ہو۔ دیکھنا، وہاں مجھے کسی طرح کی تکلیف نہ ہو [اس کے ہاتھ میں چکر دیکھ کر] یہ کیا ہے بیٹا؟

[قابیل چکر ماں کو دکھاتا ہے]

قابیل۔ یہ چکر ہے ماں۔

حوّا۔ چکر؟

قابیل۔ ہاں ــــ میں نے یہ رات بھر بیٹھ کر بنایا ہے ماں،

حوّا۔ اوہ!

قابیل۔ دیکھئے نا! [وہ دوزانو ہو جاتا ہے۔ حوّا اسے دیکھ رہی ہے] چکرّ!

[چکر کو آہستہ سے زمین پر گھماتا ہے۔ تھوڑی دور جا کر وہ ایک طرف گر پڑتا ہے۔ حوّا حیرانی سے یہ نظّارہ دیکھ رہی ہے] ماں! میں اس سے کیا کچھ بناؤں گا۔ جانتی ہیں آپ؟ ــــ ایک گاڑی جو اس چکر کے اوپر چلے گی ــــ میں اسکے آگے دو بیل جوتوں گا ــــ اس پر تمام دنیا میں گھوم آؤں گا ــــ تمام دنیا میں! [ہاتھ سے چاروں طرف اشارہ کرتا ہے] ایک دن آئے گا کہ ہوا میں عجیب و غریب کل کے پرندے ــــ اڑن کھٹولے اُڑیں گے ــــ سمندر میں اس لکڑی کی کشتی کی بجائے ــــ بڑے بڑے ــــ جزیرے تیریں گے اور ماں جانتی ہو کیسے؟ ــــ اسی چکر کے ذریعے سے!

[حوّا حیرت زدہ ہو کر قابیل کا منہ تک رہی ہے]

حوّا۔ بیٹا! یہ سب کچھ کس لئے ہو گا؟

قابیل۔ میں دنیا کا بادشاہ بنوں گا اور یہ سب کچھ میرے آرام و آسائش کے لئے ہو گا۔

حوّا۔ تم نے یہ سب کچھ کیسے جان لیا؟

قابیل۔ خدا مجھے خواب میں آیا تھا ماں! ــــ اُس نے کہا "ابن آدم! میں نے تجھے چن لیا۔"

حوّا۔ خدا ـــ خواب میں آیا!

قابیل۔ ہاں اماں۔ اس نے کہا "ابن آدم! ـــ میرے منتخب! ـــ جا ایک نئی دنیا کو ڈھونڈ نکال یہ چکر تجھے مدد دے گا اور تو فاتح ہو گا۔ ـــ پھر اماں۔ اس نے مجھے باغ عدن چھوڑنے کا حکم دیا ـــ دنیا بڑی وسیع ہے! اور خزانوں سے مالامال۔ میں جا کر ان کو حاصل کروں گا۔ ـــ اس خشک اور بے کیف زندگی سے تو میں اکتا گیا ہوں ـــ آرام اور آسائشیں مجھے پکار پکار کر بلا رہے ہیں ـــ ماں، میں جاؤنگا۔

حوّا۔ [قابیل کو دیکھتی ہے اور خوشی محسوس کرتی ہے۔ پھر ہابیل پر مایوسانہ نگاہ ڈالتی ہے] ہابیل! ـــ میرے پیارے بچے! تم اپنا سارا وقت سونے میں ضائع کرتے ہو اور تمہارا بھائی حیرت انگیز کام کر رہا ہے ـــ کاش تم بھی ایسے ہی ہوتے!

[وہ بڑھ کر ہابیل کو جگانا چاہتی ہے لیکن قابیل اُسے روک لیتا ہے]

قابیل۔ اماں اسے سونے دیجئے ـــ شاید میرے اس طرح چلے جانے سے اسکو سمجھ آجائے اور وہ بھی کچھ کام کرنے لگے۔

حوّا۔ اچھا بیٹا!

[آدم داخل ہوتا ہے]

آدم۔ تم آج ہی جانے والے ہو؟

قابیل۔ جی ہاں!

آدم۔ بادل اور ہوا تیز ہو رہے ہیں۔

قابیل - میں ہواؤں سے نہیں ڈرتا۔

آدم - شاید ہوا تم سے ڈرتی ہو۔

حوّا - سنتے ہو۔ رات خدا نے قابیل کو جلوہ دکھایا!

آدم - خدا نے؟

حوّا - جی ہاں!

آدم - کیوں؟

قابیل - اس نے مجھے بتایا کہ میں دنیا پر حکومت کروں گا —— اُس نے مجھے منتخب کر لیا!۔

حوّا - اس چکّر کے ذریعے سے۔

[حوّا آدم کو چکّر دکھاتی ہے]

آدم - [اچانک ڈر جاتا ہے] اسے مجھ سے دور رکھو! —— دور!! —— توڑ دو اسے! فوراً توڑ دو اسے! اس پر کیا لکھا ہے جانتی ہو؟ —— موت!! تباہی!! جنگ!! خون!! فساد اور —— دوزخ!!!

قابیل - [طنزاً] ابا جان آپ خدا سے زیادہ جانتے ہیں گویا؟

آدم - بے ہودہ نہ بکو! اسے فوراً توڑ دو —— توڑ دو —— یہ دنیا میں فساد پیدا کرے گا —— فساد، خون، جنگ، آگ، اور بربادی —— اسے فوراً توڑ دو!!

[آدم اسے چھیننا چاہتا ہے۔ قابیل آدم کو بھی ضرب لگانے کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے]

حوّا - قابیل -

قابیل - [ہاتھ روک لیتا ہے] اماں یہ میرا ہے!

[آدم خوفزدہ ہوکر پیچھے ہٹ جاتا ہے]

حوّا - [آدم سے] آپ کیوں خواہ مخواہ قابیل کے منہ آتے ہیں ــــ آخر نادان لڑکا ہے -

آدم - [زیر لب] خدا اسے منتخب نہیں کر سکتا!

حوّا - کیوں نہیں؟ ــــ یہ دلیر اور شجاع ہے! ــــ ہابیل کو چن لیتا جو اب تک محو خواب ہے!

آدم - محو خواب ہے مگر کسی کو ایذا نہیں پہنچاتا ــــ لیکن جاگنے والا تو خود اپنی تباہی کو مول لینے جا رہا ہے -

حوّا - (قابیل سے) خدا حافظ بیٹا! ــــ خدا تمہیں جلد کامیاب واپس لائے!

قابیل - خدا حافظ اماں ــــ اگر خدا نے چاہا تو جلد کامیاب آؤں گا!

(دونوں آدم کی طرف دیکھتے ہیں)

آدم - اچھا ــــ اچھا بیٹا جاؤ! ــــ صبح کی سہانی ہوا اور پُرسکون فضا تمہاری محافظ ہو - چاند کی چاندنی تمہاری مشعلِ راہ بنے ــــ شام کا سہانا سماں تمہارے لئے امن و امان کا پیام لائے اور رات کی آرام دہ گھڑیاں تمہیں اپنی گود میں سلایا کریں ــــ بیٹا! باپ کی دعائیں تمہارے شامل حال ہوں ــــ جاؤ! خدا کے حوالے!!

حوّا - خدا حافظ!

قابیل - خدا حافظ۔

[قابیل حوا کی طرف ایک لمحہ کیلئے دیکھتا ہے اور پھر ہابیل کیطرف اس کی نگاہیں خود بخود اُٹھتی ہیں، وہ سمندر کی طرف دوڑ جاتا ہے۔ آدم کو اس کے جانے کا افسوس ہے۔ حوا بلندی پر جا کر اسے ہاتھ سے خدا حافظ کہہ رہی ہے]

حوا - [چلا کر] خدا حافظ بیٹا ــــ خدا حافظ!

قابیل - [دور سے آواز آتی ہے] ــــ خدا حافظ امی! (حوا وہیں کھڑی رہتی ہے)

حوا - قابیل ہرن سے زیادہ پھرتیلا ہے، اسکا بدن کتنا سڈول ہے ــــ اس کا دل ــــ اس کا دل شیر سے زیادہ دلیر ہوگا ــــ دلیر بیٹے کی ماں کتنی خوش نصیب ہوتی ہے۔ قابیل، میرے لال! (وہ پھر ہاتھ ہلاتی ہے اور قابیل کو اشارے سے خدا حافظ کہتی ہے) وہ جا رہا ہے صرف میرے لئے ــــ میرے آرام و آسائش کے لئے ایک نئی دنیا کو ڈھونڈنے ــــ مجھے فخر ہے کہ میرا بیٹا کس قدر سعادتمند ہے، کس قدر فرمانبردار!! میرا دل آج خوشی سے لبریز ہے!!

[آدم حیرت زدہ ہو کر ہابیل کی لاش کو دیکھ رہا ہے]

آدم - ہابیل! ہابیل! جاگو! دیکھو تمہارا بھائی چلا گیا (جواب نہ پا کر حوا کو بھی تشویش ہوتی ہے) ہابیل!

[آدم ہابیل کی لاش کی طرف بڑھتا ہے حوا حیرانی سے دونوں کو تک رہی ہے]

بیٹا دن چڑھے تک سونا بری بات ہے، اچھے ہابیل! جاگو!! (حوا بھی خود بخود دو قدم آگے بڑھ آتی ہے) دیکھو تو اس کا چہرہ کیسا سفید ہو رہا ہے!

(حوا قریب تر ہو جاتی ہے۔ آدم لاش پر جھکتا ہے۔ اور اسے شانے سے آہستہ آہستہ ہلاتا ہے) بیٹا! — جاگو!! اس کے ماتھے کو چھوتا ہے۔

(حوا سے) کتنا سرد ہے یہ!

حوا۔ [ہراساں ہو کر] ہابیل، اب تو اٹھو —!

آدم۔ دیکھو اس کے سر سے خون بہا ہے۔ خون! (زخم کو دیکھتا ہے) ہابیل — ہابیل!!

حوا۔ اس کے چہرے پر خون کا نام نہیں رہا —!

آدم۔ [تحمل سے] ہابیل مر چکا ہے!!!

[آدم کھڑا ہو جاتا ہے گویا وہ موت کے خیال سے خوفزدہ ہے حوا جھک کر لاش کو دیکھتی ہے]

حوا۔ بیٹا! تم اماں سے بھی نہ بولو گے — تمہاری ماں (آواز بھرا جاتی ہے۔ وہ بے اختیارانہ لاش پر گرتی ہے، اور آہ و زاری شروع کر دیتی ہے۔ آدم بلندی کی طرف جاتا ہے)

آدم۔ [دور کسی چیز کو دیکھتے ہوئے] وہ بھی گیا — اس کی کشتی سمندر کی لہروں میں غائب ہو چکی ہے، وہ بھی اپنے بھائی کو نہ دیکھ سکے گا!!

[وہ گردن موڑ کر حوا اور ہابیل کو دیکھتا ہے۔ پھر یکایک قابیل کو زور سے چلا کر پکارتا ہے]

اب سمجھا! ـــــ خدا نے کسے چن لیا تھا! ـــــ قابیل تم نے جھوٹ بولا ـــــ تم نے قتل کیا قابیل، اور چکر چرا کر لے گئے!! ـــــ جاؤ، جاؤ یہی چکر تمہاری تباہی کا باعث بنے گا ـــــ اور جس چیز کی تلاش میں تم جاتے ہو وہی تمہارے لئے وبالِ جان ہو گی ـــــ! یہ چکر تمہارے لئے ایک لعنت ثابت ہو گا! (وہ تھک جاتا ہے، اور آہستہ آہستہ بلندی سے نیچے اترتا ہے) ہابیل! ـــــ میرے بھولے بچے!! ـــــ دنیا میں چکر کی سب سے پہلی بھینٹ!!!

(سر جھکا لیتا ہے)

[پردہ آہستہ آہستہ گرتا ہے]

جوار بھاٹا

کردار

پہلا مسافر: پاگل خانہ سے بھاگا ہوا قیدی۔

دوسرا مسافر: خورشید ایک نوجوان

ریلوے گارڈ: اسٹیشن ماسٹر

منظر:۔ ریل گاڑی کا فسٹ کلاس کا ڈبہ

[چلتی گاڑی کا شور سنائی دے رہا ہے]

مسافر:۔ کھڑکی بند کرنے میں آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا!

خورشید۔ [خوشی سے] ضرور!

مسافر۔ [کھڑکی بند کرتے ہوئے] شکریہ! معاف کیجئے میں ایک عرصہ سے تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا عادی ہو گیا ہوں اسلئے میں نے کھڑکی بند کرنے کی اجازت چاہی۔

خورشید۔ جی ہاں!

مسافر۔ بالکل گوشہ تنہائی۔ درونِ خانہ۔

خورشید۔ کیوں؟ خرابیٔ صحت کے باعث!

مسافر- نہیں۔ ویسے تو میں بالکل تندرست ہوں۔

خورشید- شاید آپ احتیاط برتتے ہوئے ٹھنڈی ہوا سے بچنا چاہتے ہوں گے۔

مسافر- نہیں جناب- بات ذرا عجیب سی ہے- بالکل عجیب- اور شاید آپ اسے پسند کریں گے۔

خورشید- کیوں نہیں۔

مسافر- ایک غلطی کا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑا --- ایک عرصے کی بات ہے۔ ابھی وائرلیس کا رواج عام نہیں تھا۔ اس وقت مجھے اس سائنس میں دلچسپی تھی --- بہت دلچسپی، قصّہ کوتاہ مجھے لوگ دیوانہ سمجھنے لگے۔

خورشید- توبہ! توبہ! لوگ بھی پاگل تھے۔

مسافر- آپ تو مجھے پاگل نہیں سمجھتے۔

خورشید- ہرگز نہیں جناب۔

مسافر- تو خیر لوگوں کا یہی خیال تھا۔ اگر ان کو صرف یہی فکر ہوتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ مگر میرا دماغ خود وائرلیس تھا۔ جس سے وہ اور بھی متردّد ہوئے۔

خورشید- وائرلیس دماغ؟

مسافر- جی ہاں! وائرلیس دماغ، بلکہ کان بھی وائرلیس- بہت زیادہ حساس ہوں لکڑی کے ایک ڈبے میں سے آپ ہندوستان میں بیٹھے لندن کی خبریں سُن سکتے ہیں۔ مگر انجان کیلئے یہ ایک وہم ہے۔ انسانی دماغ بہت نازک اور حساس ہوتا ہے۔ اس سے بھی یہ کام لیا جاسکتا ہے۔

خورشید- یہ کیسے ممکن ہے؟

مسافر۔ کیوں نہیں، ہماری آواز کرۂ ہوائی میں تیرتی پھرتی ہے۔ موجودہ سائنس نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم ان آوازوں کو پکڑ سکتے ہیں۔ اسی نظریہ کا نتیجہ وائرلیس ہے۔ جتنا حساس یہ آلہ ہوگا۔ اتنی صاف آوازیں ہم سن سکیں گے۔ میرا دعویٰ اور تجربہ ہے کہ چونکہ میرا دماغ بہت زیادہ حساس ہے اس لیئے میں اُن آوازوں کو سُن سکتا ہوں۔

خورشید۔ حیرت انگیز اور عجیب بات ہے۔

مسافر۔ بُرا ہو تعصّب کا، لوگوں نے اس پر غور کرنے کے بجائے مجھے دیوانہ سمجھا میری باتوں کو مجذوب کی بڑ جانا۔ مجھ پر جبر کیا گیا، اور ـــــ

خورشید۔ اس سے آپ کو بہت دکھ ہوا ہوگا۔

مسافر۔ دُکھ! دُکھ کی بھی ایک کہی۔

خورشید۔ اور شاید انہوں نے آپ کو پاگل خانے بھیج دیا؟

مسافر۔ جی!

خورشید۔ اور پھر رہا کر دیا؟

مسافر۔ نہیں۔

خورشید۔ تو؟

مسافر۔ مگر آخر کار میں آزاد ہو ہی گیا۔

خورشید۔ شکر ہے۔ اب آیندہ کیا ارادہ ہے؟

مسافر۔ ارادہ؟ بس یہی کہ اپنے وائرلیس دماغ کی تربیت کروں گا۔

خورشید۔ ضرور۔ مگر زیادہ تر کونسا ریڈیو سٹیشن آپ پکڑ سکتے ہیں۔

مسافر۔ ریڈیو سٹیشن کونسا ہوتا ہے۔ یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ مگر آوازیں نہایت صاف سنتا ہوں۔

خورشید۔ آپ کیا سنتے ہیں؟

مسافر۔ آوازیں۔

خورشید۔ آوازیں؟

مسافر۔ صرف آوازیں!

خورشید۔ بالکل عجیب بات کہی آپ نے۔

مسافر۔ واقعی۔

خورشید۔ عجیب اور دلچسپ۔

مسافر۔ میں اس وقت بھی ایک آواز سُن رہا ہوں۔

خورشید۔ اس وقت؟ میں قطعی آواز تو نہیں کر رہا؟

مسافر۔ نہیں۔ آواز بالکل صاف سنائی دے رہی ہے۔

خورشید۔ آپ کے خیال میں کونسا سٹیشن ہوگا۔

مسافر۔ سٹیشن؟ کوئی معمولی سٹیشن نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک دیوتا کی آواز ہے۔ جو اکثر مجھ سے باتیں کرتا ہے،

خورشید۔ [حیران ہو کر] دیوتا؟

مسافر۔ جی دیوتا! ہمالیہ کی چوٹی سے بول رہا ہے۔

خورشید۔ ہمالیہ کا دیوتا۔ اس کا مجسمہ کمرے کی آرائش کا کام تو خوب دے سکتا ہے

مسافر۔ خوفناک دیوتا۔

خورشید۔ خوفناک! دیوتا!

مسافر۔ مگر ان پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

خورشید۔ آخر دیوتا ہے ــــ کیا وہ بولتے ہیں؟ اور کرۂ ہوائی پر بھی انکا تصرف ہوتا ہے؟

مسافر۔ ضرور

خورشید۔ آپ اس کی آواز اس وقت بھی سُن رہے ہیں؟

مسافر۔ اسکی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی ہے۔

خورشید۔ بالکل غیر معمولی سی بات۔

مسافر۔ اور اس نے ابھی حکم دیا ہے۔ کہ ــــ

خورشید۔ حکم، کیا؟

مسافر۔ ہاں! فوری حکم

خورشید۔ اُونہہ!

مسافر۔ دیوتا کہتا ہے کہ میں تمہیں قتل کر دوں۔

خورشید۔ مجھے قتل کر دیں؟

مسافر۔ ہاں آپ کو قتل کر دوں! دیوتا خونی قربانی چاہتا ہے۔

خورشید۔ مگر ــــ

مسافر۔ دیوتا کا حکم اٹل ہوتا ہے۔

خورشید۔ دیکھئے مذاق ختم کیجئے۔ یہ ریل گاڑی ہے [اُٹھ کہ گاڑی ٹھہرانے کی زنجیر کی طرف بڑھتا ہے]

مسافر۔ بیٹھ جاؤ۔ اگر اس طرف ایک قدم بھی بڑھایا تو ــــ

خورشید۔ کیا آپ مذاق کر رہے ہیں ؟

مسافر۔ مذاق، کیسا مذاق ؟

خورشید۔ آپ سنجیدہ ہیں ؟

مسافر۔ بالکل ــــ (جیب سے چاقو نکالتا ہے)

خورشید۔ اوہو !

مسافر۔ دیوتا کا حکم اٹل ہے۔

(خورشید کو احساس ہوتا ہے کہ اسکا ساتھی خوفناک قسم کا پاگل ہے)

خورشید۔ دیوتا کا حکم اٹل ہے مگر ــــ آپ کا وائرلیس دماغ صحیح سے ٹھیک تو ہے۔ بعض دفعہ اچھے اچھے ریڈیو سٹ کرہ فضائی کی دوسری آواز کو بھی پکڑنے لگتے ہیں۔

مسافر۔ مگر میرا دماغ ایسا نہیں۔

خورشید۔ ہوگا، دیوتا بعض دفعہ ملکوتی زبان بولتے ہیں۔ اُن کی بات میں کوئی خاص رمز ہوتی ہے۔ شاید آپ مطلب ہی نہ سمجھے ہوں۔

مسافر۔ ایسا نہیں ہے۔

خورشید۔ ہمالیہ میں ایک دیوتا میرا بھی آشنا ہے۔ شاید وہ آپ کے دیوتا کا بھی آشنا ہوگا۔ وہ بعض اوقات مجھ سے مذاق کیا کرتا ہے اور شاید ــــ

مسافر۔ مگر میرے دیوتا کا حکم تو مذاق نہیں ہے۔

خورشید۔ ہو تو سکتا ہے۔ آیئے ہم اس کا امتحان کر لیں۔

مسافر۔ امتحان؟ کیسا امتحان؟ اس کا حکم اٹل ہے۔

خورشید۔ ہوگا، ہوگا! آپ ذرا چاقو کو ادھر رکھ دیجئے تو میں آپکو بتا سکونگا کہ۔

مسافر۔ کیا؟

خورشید۔ آپ تین بار دیوتا سے سوال کیجئے۔ اگر وہ تین بار یہی حکم دے تو میں

حاضر ہوں۔ ورنہ ــــــ

مسافر۔ تین بار سوال کروں؟ کیوں۔

خورشید۔ میرا دماغ بھی واٹرلیس ہے۔

مسافر۔ ہاں!

خورشید۔ بالکل! میں نے ہمالیہ کے سینکڑوں دیوتاؤں سے باتیں کی ہیں۔

یقین جانئے نصف سے زیادہ دیوتے مسخرے ہوتے ہیں۔

مسافر۔ مگر میرا دیوتا تو ایسا نہیں۔

خورشید۔ اس بات کا ثبوت؟ ہاں اگر وہ تین بار کہدے۔ تو

مسافر۔ اس کی حکم عدولی شاید اسے اور غضبناک بنادے۔

خورشید۔ دیوتا کو غضبناک نہ ہونے دیجئے ــــ احتیاط پھر بھی لازمی ہے۔

مسافر۔ وہ غصے میں دنیا کو تباہ کر دے گا۔

خورشید۔ دیوتاؤں کا حکم ماننا ہی پڑتا ہے۔

مسافر۔ اور مجھے ماننا ہی ہوگا ــــ

خورشید۔ دیکھئے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کا دیوتا جو کہتا ہے۔ وہ ٹھیک ہوتا

ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ ہمالیہ کے دیوتا جو بات تین بار دہرائیں وہ

ٹھیک ہوتی ہے۔ اور اٹل۔ ہم میں سے کون سچا ہے، اس کا فیصلہ
اگلے سٹیشن پر ہم گارڈ سے کرائیں گے وہ ضرور جانتا ہوگا کہ ـــــ

مسافر۔ مجھے جو احکام ہیں۔ تیسرے کو اس میں دخل دینے کا کیا حق ہے۔

خورشید۔ بالکل بجا اور درست۔ آپ اپنی مرضی کیجئے، میں تو صرف چاہتا تھا کہ
آپ ذرا اپنے دیوتا کے اصلی مقصد کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

مسافر۔ میرا دیوتا قربانی مانگتا ہے۔ یہی اس کی مرضی ہے۔ دیوتاؤں کی خوراک
صرف قربانی ہوتی ہے۔

خورشید۔ قربانی دینا ان کی عادتیں بگاڑنے کے مترادف ہے گویا۔

مسافر۔ قربانی دینا ہی ہوگی آخر۔

خورشید۔ پھل پھول اور سبزی کی بھینٹ، دیوتا زیادہ پسند کرتے ہیں۔

مسافر۔ میرا دیوتا خون چاہتا ہے۔

خورشید۔ نہیں صاحب ایسا نہ کہئے، دیکھئے، دیکھئے، ـــ

[گاڑی کا شور آہستہ آہستہ مدھم ہوتا جا رہا ہے]

آپ جلد بازی کریں گے تو پھر لوگ آپ کو پاگل خانے بھجوا دیں گے۔ ریلوے
سٹیشن آگیا ہے۔ اگر آپ نے اپنے وائرلیس دماغ کا کہا کیا تو آپکو پچھتانا
پڑے گا۔ اب رُک جائیے۔ یہ لوگ تو آپ کے وائرلیس دماغ کے قائل
نہیں۔ کہیں پھر آپ کو دُکھ نہ دیں۔ گاڑی ذرا چلنے دیجئے۔ پھر دیوتاؤں
کا ذکر چھیڑیں گے ـــــ

مسافر۔ خوب! درست فرمایا آپ نے، میں ایسا ہی کروں گا، مگر سنئے اگر آپ

نے میرے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نکالا تو یہ چاقو آپ کے سینے
سے پار ہوگا ـــــ

خورشید - اس کا یقین رکھیئے ـــــ میں اتنا بیوقوف تو نہیں ہوں -

مسافر - پھر کہتا ہوں ـــــ [چاقو دکھاتا ہے]

خورشید - صاحب! میں قسم کھاتا ہوں کہ ـــــ

مسافر - اگر تم نے کہنا چاہا تو تم زمین پر تڑپ رہے ہوگے، میرا کیا، میں پھر اسی پُرسکون
مقام پر بھیجیا جاؤں گا - جہاں سے ابھی آرہا ہوں ـــــ باغ یا غیچہ رصد گاہ
کا پر لطعت کمرہ، مگر تم جہنم میں جا چکے ہو گے -

خورشید - صاحب یقین رکھیئے میں قسم کھاتا ہوں ـــــ

مسافر - اگر تم خاموش رہے تو گویا پانچ منٹ کی اور زندگی مل گئی - سمجھے (چاقو
دکھاتا ہے)

خورشید - شکریہ! خوب

مسافر - پانچ منٹ کی زندگی -

خورشید - آپ کا احسان

[گاڑی پلیٹ فارم پر رُکتی ہے]

مسافر - لوگ اس طرف آرہے ہیں، اگر تم نے ان سے کہدیا ـــــ کیا نام کہ
میں پاگل ہوں، تو جانتے ہو اسکا انجام -

خورشید - جی ہاں، خوب جانتا ہوں مگر میں نے تو قسم ـــــ

مسافر - ٹھیک! تم بہت خوش قسمت ہو - تم اس چاقو کی قسم کھاؤ -

تاکہ تمہاری قسم کا یہ شاہد رہے۔

خورشید۔ ضرور، ضرور، کتنا خوبصورت چاقو ہے۔

مسافر۔ خوبصورت، اور کافی بڑا۔

گارڈ۔ [دروازہ کھول کر ڈبے میں جھانکتا ہے] جنٹلمن معاف کیجئے۔ لاہور کے پاگلخانہ سے ایک خطرناک دیوانہ بھاگا ہوا ہے، ہمیں اسکی تلاش ہے۔

مسافر۔ ہم نے تو اُسے نہیں دیکھا (خورشید کی طرف دیکھتا ہے)

خورشید۔ بالکل نہیں جناب!

گارڈ۔ کسی سیٹ (seat) کے نیچے تو نہیں۔

مسافر۔ یہ بھاگا ہوا پاگل کوئی زیادہ خطرناک ہے؟

گارڈ۔ اطلاع تو یہی ہے۔

مسافر۔ اچھا ہوا کہ میں ساتھ چاقو لیتا آیا۔ دیکھئے نا، یہ چاقو ایک نادر چیز ہے اگر وہ پاگل کہیں سے ٹپک پڑا تو اس کی خوب خبر لوں گا۔

گارڈ۔ بشرطیکہ وہ آپ پر حملہ کرے، ورنہ خواہ مخواہ چاقو کا استعمال —

مسافر۔ چاقو — یہ ایک نادر تحفہ ہے، پرانی یادگار!

گارڈ۔ چاقو، پرانی یادگار!

مسافر۔ صاحب میں ذرا ڈرتا بہت ہوں، اسلئے میں حفاظت ذاتی کے لئے چاقو ہمیشہ پاس رکھتا ہوں۔

گارڈ۔ بہتر ہے (سیٹوں کے نیچے دیکھتا ہے) یہاں تو وہ نہیں ہے۔

مسافر۔ شکریہ (خورشید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) مسٹر، چاقو کی ہم دونوں

کو ضرورت ہے۔

خورشید۔ جی۔ بالکل۔

گارڈ۔ کسی دوسرے ڈبہ میں ہوگا۔ ہمیں لاہور سے تار ملا ہے کہ اُسے فسٹ کلاس کے ڈبے میں سوار ہوتے دیکھا گیا ـــــ

مسافر۔ اس کا حلیہ ؟

گارڈ۔ تار میں تو نہیں لکھا۔ مگر دیوانے کو کون نہیں پہچان لیتا ـــــ

مسافر۔ کیوں نہیں۔

خورشید۔ [گارڈ سے] جناب ذرا ٹھہریئے، ہم دونوں کو آپ کی صحبت سے لطف آ رہا ہے۔

گارڈ۔ اس ذرہ نوازی کا شکریہ، ہم ڈرائنگ روم میں نہیں ہیں۔ یہ امرتسر کا ریلوے سٹیشن اور مجھے گاڑی اسٹارٹ (start) کرنی ہے۔

خورشید۔ مگر ان سیٹوں کا ایک دفعہ اور جائزہ لے لیجئے، شاید وہ مل جائے ـــــ میرے ساتھی کو ڈر محسوس ہو رہا ہے۔

گارڈ۔ ڈرنے کی کیا بات ہے ـــ مجھے دوسرے ڈبے بھی تلاش کرنے ہیں

[سٹیشن ماسٹر داخل ہوتا ہے]

سٹیشن ماسٹر۔ [گارڈ سے] او کے مسٹر گارڈ

خورشید۔ [خود بخود] او کے یقین جانئے میرا ساتھی بالکل فرزانہ ہے۔ یہ میرے دوست بھی ہیں۔

سٹیشن ماسٹر۔ مگر مسٹر تمہارا کیا حال ہے (مشتبہ نگاہوں سے دیکھتا ہے)

تم کچھ گھبرائے سے ہو۔

خورشید۔ گھبرایا سا ہوں، میں؟

سٹیشن ماسٹر۔ (گھورتا ہے) جی ہاں، حضور گھبرائے سے ہیں۔

خورشید۔ جی میں دیوانہ ہوں ــــ لاہور سے بھاگا ہوا ــــ پاگل خانہ، خوبصورت باغ، عالیشان عمارت، اس کی پُر لطف رصدگاہ، پھولوں کی کیاریاں مگر وہ داروغہ ــــ

سٹیشن ماسٹر۔ (خورشید کے لباس کو دیکھکر) صاحب آپ ہمیں دیوانہ بنا رہے ہیں

خورشید۔ (دیوانہ وار قہقہہ لگاتے ہوئے) آپ دیوانے ــــ آپ سے مذاق ــــ سٹیشن ماسٹر صاحب! بھلا میں ایسا کر سکتا ہوں۔

سٹیشن ماسٹر۔ آپ کا نام۔

خورشید۔ میں چاند کا شہزادہ ہوں۔

سٹیشن ماسٹر۔ یعنی۔

خورشید۔ میں چاند کا شہزادہ تھا۔ وہاں بغاوت ہوگئی، باغیوں نے مجھے باہر پھینک دیا۔ میں ایک ٹی ٹرے (Tea Tray) میں گرا۔ آپ نے دیکھی ہوگی۔ ٹی ٹرے، خادم نے مجھے اُٹھا کر اس ڈبے میں دھکیل دیا۔

سٹیشن ماسٹر۔ (گارڈ سے) حضرت آخر مل ہی گئے۔ چاند کے شہزادے۔

گارڈ۔ مسٹر ذرا باہر تشریف لائیے۔ ٹی ٹرے میں بٹھا کر آپ کو چاند میں واپس بھیجدیا جائے۔ وہاں کی رعایا منتظر ہے، اور تخت خالی ــــ

خورشید۔ اور میرا تاج!

گارڈ۔ اور آپ کا محل۔

خورشید۔ [مسافر سے] دوست الوداع

مسافر۔ دیکھئے مجھے بھی ــــ

خورشید۔ ٹی ٹرے دو کا بوجھ نہیں سہار سکے گی۔

سٹیشن ماسٹر۔ مسٹر شہزادہ چلئے۔

مسافر۔ سنئے تو، انہیں نہ لیجائیے۔ مجھے ان کی ضرورت ہے۔

سٹیشن ماسٹر۔ کیسی ضرورت؟

مسافر۔ میں اکیلا سفر نہیں کر سکتا، میرا دل کمزور ہے۔ ڈر لگتا ہے مجھے،

سٹیشن ماسٹر۔ مگر یہ تو پاگل ہے۔

خورشید۔ بالکل پاگل۔

مسافر۔ یہ تو میرے دوست ہیں، بالکل فرزانہ۔

خورشید۔ میں چاند کا شہزادہ ہوں۔ مجھے چاند نگری جانا ہے ابھی ــــ جلدی کرو

ــــ میری سواری ٹرے ــــ

مسافر۔ یہ بالکل ٹھیک ہیں۔ میں انہیں ایک عرصہ سے جانتا ہوں ــــ

خورشید۔ میں ایک مہک ہوں۔ جسے جو سونگھتا ہے والہ و شیدا ہو جاتا ہے

چاند کی روشنی مجھ سے پیدا ہوتی ہے۔ چاندنی رات کا سکون میرا سایہ

ہے، چاند کا شہزادہ ــــ

(خورشید کو ڈبے سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ سٹیشن ماسٹر اور خورشید
پلیٹ فارم پہ کھڑے ہیں۔ سیٹی کی آواز، گاڑی حرکت کرتی ہے۔ گارڈ

اپنے کمرے میں کھڑا جھنڈی ہلا رہا ہے۔ جب اسکا ڈبہ خورشید کے سامنے سے گذرتا ہے تو وہ زور سے چلاتا ہے، چاند کے شہزادے آداب عرض]

سٹیشن ماسٹر۔ اب ذرا آرام سے تشریف لے چلئے۔

خورشید۔ ایک بات تو سنئے ـــــ

سٹیشن ماسٹر۔ [سختی سے] کہئے۔

خورشید۔ [گاڑی کی طرف تک رہا ہے] چند لمحے اور ٹھہریئے۔ ذرا گاڑی دور نکل جائے۔

سٹیشن ماسٹر۔ [حیران ہو کر] کیوں؟

خورشید۔ [ایک اطمینان کا سانس لیکر] خدایا!

سٹیشن ماسٹر۔ [ششش و پنج میں] مسٹر خیر تو ہے۔

خورشید۔ جان بچی لاکھوں پائے، میرا ساتھی ہی بھاگا ہوا پاگل تھا۔

سٹیشن ماسٹر۔ آپ کا ساتھی؟

خورشید۔ جی ہاں! وہ حضرت میرے سینے میں اپنا چاقو گھونپنے کے لئے تیار بیٹھے تھے ـــ فوراً اگلے سٹیشن پر فون کر دیجئے۔ اور میرے سامان کے لئے بھی۔

سٹیشن ماسٹر۔ مگر آپ نے یہ سوانگ ـــــ

خورشید۔ جان کس طرح بچتی؟

[دور سے گاڑی کی آواز سنائی دے رہی ہے]

سودا

کردار

پہلا راہب، دوسرا راہب، تیسرا راہب۔
جون۔ ایک دیہاتی۔ اور شیطان

منظر:۔ [خانقاہ۔ تیسرا راہب پتھر کی بنچ پر بیٹھا کچھ پڑھ رہا ہے۔ اس کے پیچھے ایک کھڑکی ہے]

[دوسرا راہب داخل ہوتا ہے]

دوسرا راہب۔ بھائی اب تو شک وشبہ کی گنجائش تک نہیں رہی۔

تیسرا راہب۔ واقعی!

دوسرا راہب۔ اب تو کوئی شک ہو ہی نہیں سکتا۔

تیسرا راہب۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔

دوسرا راہب۔ بات صاف ظاہر ہے —— بالکل ظاہر!

تیسرا راہب۔ اور ہوتی کیوں نہ؟

دوسرا راہب۔ آپ کا مطلب ہے کہ —— ؟

تیسرا راہب۔ معجزے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

دوسرا راہب۔ لیکن ——

تیسرا راہب۔ کیا تمہیں ان پر یقین نہیں؟

دوسرا راہب۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ مگر بھائی ——

تیسرا راہب۔ مگر بھائی کیوں نہیں؟ وہ مقدس ہیں، روزے رکھتے ہیں، موٹا لباس پہنتے ہیں، عورتوں سے انہیں نفرت ہے۔ ایک بار ایک حسینہ نے انہیں دیکھنے کی جرأت کی تو انہوں نے چابک سے اُس کی کھال ادھیڑ کر رکھدی۔

دوسرا راہب۔ مگر پھر بھی بھائی ......

تیسرا راہب۔ پھر بھی کیا؟

دوسرا راہب۔ ہم اُسے خوب جانتے ہیں —— ہاں مگر آسمانی اولیاء کے بارے میں تو ہم کچھ نہیں جانتے۔

تیسرا راہب۔ بے شک ایسی بات تو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی تھی —— تم کہتے ہو کہ یہ بالکل سچ ہے؟

دوسرا راہب۔ ہاں بالکل سچ۔

تیسرا راہب۔ اوہ! چند دنوں سے میں دیکھ رہا تھا، ایک دن میں مشرقی جانب کی کھڑکی میں سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک میری آنکھیں چندھیا گئیں۔ میں نے خیال کیا کہ دھوپ کی تیزی کی وجہ سے ہے۔ مگر یہ دھوپ نہ تھی۔ کچھ اور تھا۔

دوسرا راہب۔ اب تو تمہیں بھی شک نہیں رہا۔

تیسرا راہب۔ بالکل نہیں۔

دوسرا راہب۔ [اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور آہ بھرتا ہے] مجھے اس کا حسد نہیں۔

تیسرا راہب۔ [تکلف سے] اور نہ مجھے۔

دوسرا راہب۔ لیکن تم مغموم کیوں ہو!

تیسرا راہب۔ مغموم؟ مغموم تو کوئی بھی نہیں۔

دوسرا راہب۔ چہرہ اترا ہوا ہے۔

تیسرا راہب۔ اوہ! یونہی دکھائی دیتا ہے۔

دوسرا راہب۔ مگر بھائی آخر تمہیں ہے کیا؟

تیسرا راہب۔ [آہ بھرتا ہے] اب ہم۔ وہ اور میں۔ مل کر پھولوں کو پانی نہ دے سکیں گے۔ ہم باغ کو درست نہ کر سکیں گے، کیاریوں کو کون سینچے گا!

دوسرا راہب۔ یہ کیوں؟ وہ آخر ہمارا بھائی ہے۔ یہ امتیاز وہ ہم سے روا نہیں رکھ سکتا۔

تیسرا راہب۔ کیوں نہیں؟ وہ اب ولی ہے اور ہم معمولی راہب۔ وہ آسمانی باپ کی بادشاہت میں داخل ہو چکا ہے، مقدس باپ کا بیٹا۔

[زور سے گھنٹی کی آواز سنائی دیتی ہے]

دوسرا راہب۔ بھائی! دیکھنا دروازے پر کوئی ہے۔ اب اس غم انگیز بات کو بھول جاؤ۔ اور مسکراتے ہوئے آنیوالے کا خیر مقدم کرو۔

تیسرا راہب۔ غم کو بھول جاؤں؟ صرف اسلئے کہ دروازے پر کوئی گھنٹی بجا رہا ہے۔

دوسرا راہب۔ کیوں نہیں بھائی! دنیا ہمارے دروازے پر کھڑی ہے۔ دنیا والوں میں سے ایک کو ابھی ہم دیکھیں گے۔ وہ ہم سے دنیا کی باتیں کرے گا۔ دلفریب دنیا کی، جسے ہم تیاگ چکے ہیں —— مسکراؤ۔ بھول جاؤ اس غم کو۔ اٹھو! جاؤ اور آنے والے کا مسکراتے ہوئے خیرمقدم کرو۔

تیسرا راہب۔ آج مجھ سے مسکرایا بھی نہیں جاتا۔ میرے دل و دماغ پر ایک بوجھ ہے۔

[جون داخل ہوتا ہے]

جون۔ بڑے راہب اندر ہیں؟

دوسرا راہب۔ نہیں، وہ اندر نہیں ہیں۔

جون۔ اندر نہیں؟

دوسرا راہب۔ دوست بات کیا ہے؟ تم گھبرائے ہوئے سے معلوم ہوتے ہو۔

جون۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم لوگوں نے یہ کیا شعبدہ بازی شروع کر رکھی ہے؟

دوسرا راہب۔ دوست خداوند تمہیں معاف کریں۔ یہ ناراضی کیسی؟

تیسرا راہب۔ بھائی آخر ناراض ہونیکی وجہ بھی تو ہو؟

جون۔ تم میں سے ایک شعبدہ بازی کرتا پھرتا ہے اور ہم اسے پسند نہیں کرتے۔

تیسرا راہب۔ شعبدہ بازی؟

جون۔ شعبدہ بازی، یا تمہاری اصطلاح میں معجزہ، ہم باز آئے ان معجزوں سے، ہم جو مذہب کے نام سے تنگ ہیں تم ان شعبدہ بازیوں سے ہمیں

مرعوب کرنا چاہتے ہو؟

تیسرا راہب۔ [دوسرے راہب سے] بھائی یہ کیا کہتا ہے۔ میں تو خاک بھی نہیں سمجھ سکا۔

دوسرا راہب۔ [جون سے] دوست تم نے تو ہمیں حیران کر دیا۔ ہم منتظر تھے کہ تم ہمیں اُس وسیع اور پُر فریب دنیا کا حال سناؤ گے۔ اپنی فریب کاریوں اور گناہوں کے لئے ہم سے دعا کے طالب ہو گے —— اور ——

جون۔ اب زمانہ بدل چکا ہے حضرت! ہمیں ان چیزوں کی اب ضرورت ہی نہیں رہی

دوسرا راہب۔ دوست پھر ہمیں بتاؤ کہ ان باتوں سے تمہارا مطلب کیا ہے تم کیا چاہتے ہو؟ —— اچھا تم ہمیں دنیا کا حال ہی سناؤ۔

جون۔ وہ بھی آ گیا، شعبدہ باز —— آ گیا! —— او خدا! ——

[مڑتا ہے اور بھاگ جاتا ہے]

تیسرا راہب۔ بڑے راہب آ گئے!

دوسرا راہب۔ ہاں! آ گئے۔

تیسرا راہب۔ اُس نے انہیں شاید کھڑکی ہی سے دیکھ لیا ہے۔

دوسرا راہب۔ اب اس بات کو یہیں رہنے دو۔

تیسرا راہب۔ یہیں رہنے دوں؟ کیوں؟

دوسرا راہب۔ اس قصے کو بڑھا کر خانقاہ کی پُر سکون فضا کو مکدّر نہیں کیا جا سکتا۔

[بڑا راہب داخل ہوتا ہے، اس کے سر کے گرد ایک نورانی ہالہ ہے۔

وہ سٹیج پر سامنے آتا ہے۔ اور گزر کر دوسرے راستے سے باہر چلا جاتا ہے]

دوسرا راہب۔ [دہراتا ہے] خانقاہ کی پُرسکون فضا کو مکدر نہیں کیا جا سکتا۔

تیسرا راہب۔ مگر بات تو بڑھ چکی ہے۔

دوسرا راہب۔ میں بھی جانتا ہوں۔

تیسرا راہب۔ میں نے یہ نورانی ہالہ تین دن قبل دیکھا تھا، بالکل مدھم سا مگر میں یہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ بڑھکر ـــ اتنا تیز اور روشن ہو جائیگا۔

دوسرا راہب۔ ہاں صرف تین دن میں ایک انقلابِ عظیم رونما ہو گیا۔

تیسرا راہب۔ تین دن قبل تو یہ مدھم تھا، مگر اب ـــ

دوسرا راہب۔ گذشتہ رات سے تو یہ شعلوں کی طرح چمک رہا ہے۔ ایک مافوق الفطرت چیز۔ اس مادیت کے زمانے میں ایک اچنبھا، لوگ کیا کہہ رہے ہیں اور کیا کہیں گے۔ ابھی ایک کی ہی باتیں سُنی ہیں۔ خدا جانے باقی کیا چرچا کر رہے ہوں گے۔

تیسرا راہب۔ [مغموم لہجے میں] افسوس!

دوسرا راہب۔ ہم بھی تو اُن کے چہرے کو تک نہیں سکتے۔

تیسرا راہب۔ بالکل نہیں۔ غیر معمولی۔ مافوق الفطرت

دوسرا راہب۔ ایسا معجزہ تو صدیوں میں بھی رونما نہیں ہوا ہو گا۔

تیسرا راہب۔ [غم انگیز لہجے میں] نہیں بھائی! بیچارا ہمارا بھائی!

دوسرا راہب ۔ وہ خود بھی تو کھویا ہُوا سا ہے۔

تیسرا راہب ۔ اور ہمیں یہاں دیکھ کر وہ آگے بڑھ گیا۔ ورنہ وہ اس جگہ آکر اکثر بیٹھا کرتا تھا۔

دوسرا راہب ۔ ہاں! وہ اپنی حالت سے خود بھی پریشان سا ہے۔

تیسرا راہب ۔ اور پھر ہم چلیں ۔ وہ یہاں بیٹھ کر چند لمحے آرام کرے۔ اسے یہاں سکون اور راحت میسّر ہوگا۔

[وہ اُٹھ کر چلے جاتے ہیں]

تیسرا راہب ۔ [جاتے ہوئے] بیچارا ہمارا بھائی!۔

دوسرا راہب ۔ [ادھر ادھر دیکھ کر] اب وہ واپس آجائے گا!

[دونوں کے پاؤں کی چاپ جونہی بند ہوتی ہے تو بڑا راہب آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا داخل ہوتا ہے۔ وہ بغیر موزوں کے کھڑاؤں پہنے ہے۔ وہ بنچ پر جاکر بیٹھ جاتا ہے۔ سر کو جنبش دیتا ہے کہ شاید نورانی ہالہ غائب ہو جائے۔ مگر بے فائدہ۔ وہ آہ بھرتا ہے، پھر ایک کتاب کھول کر پڑھنے لگتا ہے۔ اس کے لب ہلتے ہیں پھر گنگناہٹ پیدا ہوتی ہے۔ گنگناہٹ بڑھکر صاف الفاظ سنائی دینے لگتے ہیں]

بڑا راہب ۔ ...... آخر کار شیطان کو پاؤں تلے کچل ڈالو۔

[شیطان داخل ہوتا ہے ۔ اس کے سر پہ دو سینگ ہیں۔ بدن پر لمبے بال اور بکرے کی طرح داڑھی۔ اس کی آواز پہ سمادی آواز

کا شبہ ہوتا ہے]

بڑا راہب۔ [کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھا لیتا ہے] پناہ مانگتا ہوں اس کے نام کی جو ——

شیطان۔ مجھ پر لعنت نہ بھیجئے۔

بڑا راہب۔ پناہ مانگتا ہوں ——

شیطان۔ مجھے مت پھٹکاریئے۔ ورنہ پچھتایئے گا۔ میری سُن تو لیجئے۔

بڑا راہب۔ پناہ ——

شیطان۔ سنئے تو!

بڑا راہب۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟

شیطان۔ خداوندی بادشاہت سے اخراج کے وقت مجھے ایک رُوح عطا کی گئی۔ جس کے نفس سے کبھی رات اور سحر منوّر ہوا کرتی تھی۔

بڑا راہب۔ پھر —— ؟

شیطان۔ اب ہم اندھیرے میں سر پٹکتے پھرتے ہیں۔

بڑا راہب۔ تو مجھے اس سے کیا مطلب؟

شیطان۔ اس روح کے لئے جو اپنی روشنی کھو چکی ہے۔ میں آپ سے یہ نورانی ہالہ خریدنے آیا ہوں۔ اور اس کے بدلے میں ——

بڑا راہب۔ مردُود! دُور ہو جا۔

شیطان۔ میں اس کے عوض ——

بڑا راہب۔ دور ہو جا!

شیطان۔ اس کے عوض آپ کو جوانی دوں گا۔
بڑا راہب۔ میں تجھ سے کوئی سودا نہیں کر سکتا۔
شیطان۔ میں آپ کا ایمان نہیں مانگتا، صرف یہ نورانی ہالہ مجھے دیدیں۔
بڑا راہب۔ یہ سماوی نور تجھ ایسے جہنمی کے لئے نہیں ہے۔
شیطان۔ مگر میری پیشکش — جوانی!—
بڑا راہب۔ مجھے ضرورت نہیں۔ زندگی ایک دکھ ہے۔ گناہ کی دنیا میں سرگردانی کا نام جوانی ہے۔ میں نے عمر بھر جذبات کا مقابلہ کیا — اب تو مجھے اسی گناہ کے سمندر میں دھکیلنا چاہتا ہے؟
شیطان۔ [مسکراتا ہے] دھکیلنا؟
بڑا راہب۔ ہاں! ہاں دھکیلنا چاہتا ہے!
شیطان۔ [قہقہہ لگا کر ہنستا ہے اور کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے] حضرت! موسم بہار کا نظارہ کیجئے اور قدرت کی بوقلمونی سے لطف اندوز ہوجیئے
بڑا راہب۔ یہ میری عبادت کا وقت ہے۔
شیطان۔ [ہنستا ہے] دیکھئے، پہاڑی کی سرسبز چوٹی پر حسین و رعنا چھوکریاں اٹھلاتی ہوئی چڑھ رہی ہیں۔ دامن کوہ میں سبزے کی بہار کیسی روح پرور ہے

[بڑا راہب لبادے سے چابک نکال لیتا ہے]

بڑا راہب۔ مقدس خانقاہ میں عورتیں؟ میں ان کی ابھی خبر لیتا ہوں۔
شیطان۔ [روکتے ہوئے] حضرت! ایسا ظلم نہ کیجئے۔ وہ تو بہت دور ہیں قدرت کا شاہکار، جنس لطیف۔ اور آپ کا چابک۔ نہیں۔ نہیں! حضرت

وہ دیکھئے ایک نے گلاب سے اُلجھ کر دامن کو چاک کر لیا ہے۔

بڑا راہب۔ میں اس کی جا کر خبر لوں گا۔ بے شرم کہیں کی۔

شیطان۔ غصہ تھوک دیجئے! ذرا دیکھئے اس کی کلائی۔ دامن چھڑانے کی کی کوشش کر رہی ہے، شرم سے چہرہ لال ہو رہا ہے ماتھے پر پسینے کے قطرے کیسا غضب ڈھا رہے ہیں۔ بال گویا ناگ ہیں کہ ڈسنے کو بے تاب ہیں، یہ حسین مخلوق اور چابک! حضرت! عقل سے کام لیجئے۔

بڑا راہب۔ اگر اس کمبخت نے مقدس زمین پر قدم رکھا تو اس کی کھال ادھیڑ دوں گا۔

شیطان۔ وہ اکیلی نہیں، اس کی سہیلیاں بھی ساتھ ہیں۔ سات خوبصورت لڑکیاں ہیں، [بڑا راہب چابک مضبوطی سے تھام لیتا ہے] اُن کے ہاتھوں میں پھولوں کے گجرے! واہ وا! کیا کہنے!

بڑا راہب۔ بکواس بند کرو ——

[شیطان دیوار کے سہارے کھڑا ہو جاتا ہے اور مسکراتا ہوا کھڑکی سے باہر دیکھتا ہے]

شیطان۔ پتوں پر سورج کی کرنیں انہیں اور بھی حسین بنا رہی ہیں، وہ کافرہ اب گھاس کے مخملیں فرش پر بے خود ہو کر بیٹھ گئی ہے، وہ دیکھئے اسکی سکھیاں پھول لا لا کر اس کے بالوں میں گوندھ رہی ہیں۔

بڑا راہب۔ [کھڑکی سے دور باہر تکتا ہے اور بے اختیار ہو کر] کیا رنگ ہے؟

شیطان۔ بالکل سیاہ۔

بڑا راہب۔ میں اس کے بالوں کا رنگ نہیں پوچھتا۔ میرا مطلب پھولوں سے تھا۔

شیطان۔ خوب سمجھا! زرد رنگ ہے۔

بڑا راہب۔ [آہ بھر کر] زرد

شیطان۔ ایک سولہ سال کی۔ دوسری سترہ کی۔ تیسری پندرہ کی اور چوتھی سولہ کی۔ سب کی سب کم سن، الھڑ اور دوشیزہ۔ میں تمہیں بیس سال کا نوجوان سکتا ہوں۔ پھر تم ان میں سے کسی کو پسند کر لو، جوانی ـــــ حیات تازہ!

بڑا راہب۔ [داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے] مَیں اور جوان؟ ناممکن۔

شیطان۔ ناممکن! میرے لئے ہر ایک بات ممکن ہے۔ مگر میری نجات؟

بڑا راہب۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟

شیطان۔ مجھے یہ نورانی ہالہ دے دیجئے، ستاروں کے نمودار ہونے اور شفق پھولنے کے درمیان جب چاند بادل کے سمندر میں تیر رہا ہو۔ مجھے اس پہاڑی کے دامن میں ملئے۔

بڑا راہب۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

شیطان۔ موسم بہار، ان مہ طلعتوں کا رقص، دیکھئے ان کے ساعدِ سیمیں اور بلوریں ساقیں ـــــ

[بڑا راہب چابک بلند کرتا ہے]

شیطان۔ [ذرا سنجیدگی سے] چالیس یا پچاس ایسے موسم بہار لطف اندوزی کے لئے میسر آسکیں گے۔

بڑا راہب۔ یہ ہرگز ہرگز نہ ہوگا۔

شیطان۔ نفس کشی کی زحمت سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی۔ ان کا بے خود رقص مستانہ ہوا ہیں، بہار کی قبا تھنی روح کو تروتازگی عطا کر رہی ہے۔ جوانی کا خون ان کی نس نس سے پھوٹا پڑتا ہے۔

بڑا راہب۔ مجھے کیا! میں اب ان کی طرف دیکھوں کا بھی نہیں!

شیطان۔ دیکھو! دیکھو!! ان کے وہ سرو قد، باد بہار ان کے کالے بالوں سے اٹھکیلیاں کر رہی ہے۔

بڑا راہب۔ ہرگز نہیں! میرا چابک ان کے لئے موجود ہے۔

[شیطان آہ بھرتا ہے۔ لڑکیاں زور زور سے ہنستی ہیں جن کی مدھم آواز دور پہاڑی سے بڑے راہب کے کانوں میں بھی آتی ہے۔ جیسے بہت سی چاندی کی تھیلیوں کا منہ کھول دیا گیا ہو۔ ایک نقرئی ساز]

[اس کے چہرے پر خوف سا طاری ہو جاتا ہے]

بڑا راہب۔ کہاں! [پس منظر میں دور ایک لڑکی کے قہقہوں کی آواز سنائی دے رہی ——— چاند کے بربط سے پھوٹے ہوئے نغموں کا سیلاب] دامن کوہ میں، کہاں؟

شیطان۔ چنار کے اس درخت کے نیچے۔

بڑا راہب۔ [سنبھل جاتا ہے] وہ درخت آج ہی کاٹ دیا جائے گا اور
جلا دیا جائے گا۔

شیطان۔ [مایوسانہ لہجے میں] افسوس!

بڑا راہب۔ تم ایک راہب کو نہیں بہکا سکتے۔

شیطان۔ مگر وہ تو اب خانقاہ کی طرف آ رہی ہیں۔

بڑا راہب۔ کیا کہا؟

شیطان۔ حضرت! اپنا چابک ذرا تھامئے ——

بڑا راہب۔ مگر —— انہوں نے کوئی قصور بھی تو نہیں کیا۔ کہ میں انہیں
سزا دوں۔

شیطان۔ وہ پھولوں کا ایک ہار بنا کر لائی ہیں جوان کے نرم و نازک ہاتھوں
کی صنعت کا نمونہ ہے۔ کاش کہ آپ جوان ہوتے —— نوجوان!

بڑا راہب۔ شیطان! مجھے ترغیب نہ دے۔ مجھے نہ بہکا۔

[پس منظر میں لڑکیوں کا گانا سنائی دے رہا ہے۔ شیطان کھڑا
مسکرا رہا ہے —— راہب ایک بار کھڑکی کی طرف جاتا ہے اور
پھر پتھر کی بنچ پر آن بیٹھتا ہے۔ لڑکیاں گاتی ہوئی کھڑکی کے
قریب سے گذرتی ہیں۔ کھڑکی کے سامنے ایک درخت کو
ہلاتی جاتی ہیں۔ پتے گرتے ہیں۔ لڑکیاں گاتی ہوئی آگے بڑھ
جاتی ہیں۔ راہب بیٹھا گانا سُن رہا ہے]

بڑا راہب۔ [ہاتھ پیشانی پر رکھ دیتا ہے] اس گانے سے تو میرا سر درد

کرنے لگا ــ نہیں، شاید ہالہ اتنا بوجھل ہے کہ درد سر ہو رہا ہے۔
کتنا بھاری ہے یہ ہالہ ــ

[شیطان آگے بڑھ کر بڑے راہب کو ہالہ اتارنے میں مدد دیتا ہے۔ شیطان ہالہ اتار لیتا ہے۔ راہب خاموش بیٹھا ہے]

شیطان ۔ حضرت آداب عرض ہے! یاد رکھیئے، جب چاند بادلوں کے سمندر میں تیر رہا ہو ــــ

[باہر نکل جاتا ہے۔ کھڑکی کے سامنے درختوں سے پتے جھڑ جھڑ کر نیچے گر رہے ہیں، گانا بدستور سنائی دے رہا ہے راہب خاموش بیٹھا ہے۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب کیفیت ہے]

[پردہ آہستہ آہستہ گرتا ہے]

یادِ رفتگاں

کردار

مرزا بیدار بخت۔	شاہی مغل خاندان کا ایک فرد ستر سالہ بوڑھا
جمیلہ خاتون۔	مرزا بیدار بخت کی بیوی۔
بلند اقبال۔	ایک مغل شہزادہ۔
خسرو مرزا۔	مرزا بیدار بخت کا چھوٹا بھائی۔
نیلام کرنیوالا۔	ایک انگریز۔
مسٹر ایکس۔	ایک مستشرق۔

زمانہ:۔ ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے چند سال بعد

بیدار بخت۔ میں نے آپ لوگوں کو کسی معمولی بات کے لئے یہاں آنے کی تکلیف نہیں دی۔ بلکہ معاملہ نہایت نازک اور اہم ہے۔

آوازیں۔ واقعی! واقعی!

بیدار بخت۔ آپ نے شاید اندازہ بھی کر لیا ہو گا کہ وہ معاملہ کیا ہے؟

[وقفہ] شہزادہ بلند اقبال ......

خاتون۔ میرا ماتھا ٹھنکا تھا کہ یہی ہوگا۔

بیدار بخت۔ اور یہی ہے۔

خاتون۔ اب کے تو خیر ہے؟

بیدار بخت۔ خود ہی فیصلہ کر لوگی، ذرا سن تو لو، اگر معاملہ معمولی ہوتا۔ تو بلند اقبال کا سرپرست ہونے کی حیثیت سے میں خود ہی اس کا تصفیہ کر لیتا۔ مگر بلند اقبال! کیا یہ معمولی معاملہ ہے؟

بلند اقبال۔ چچا جان! ہاں، نہیں تو۔

بیدار بخت۔ میں نے چاہا کہ یہ بات سارے خاندان کے سامنے رکھوں تاکہ اس گتھی کو سب مل کر سلجھا سکیں۔

خاتون۔ مگر اس نے کیا کیا ہے؟۔

بیدار بخت۔ کیا کیا ہے؟ میں آپ کے سامنے سارا واقعہ رکھے دیتا ہوں۔ خاندان کا سب سے بوڑھا فرد ہونے کے باعث مجھے اپنے فرائض اور ذمہ داری کا پورا احساس ہے۔ ہماری شانِ رفتہ کی یادگار اور آیندہ امیدوں کا مرکز بلند اقبال ہی ہیں۔ میں ان کا بدخواہ ہو سکتا ہوں؟ توبہ! توبہ! [وقفہ] میں نے اقبال کو شعر لکھتے دیکھا تو ——

خاتون۔ شعر کہنا کوئی بُری بات تو نہیں ہے۔ جہاں پناہ بھی تو ——

بیدار بخت۔ اسی لئے سلطنت گنوا بیٹھے۔ شعر و شاعری کے چرچے ہی دربار میں رہتے تھے جس نے یہ حالت کر دی۔

خاتون۔ کبھی کبھی شعر کہہ لینا بُری بات نہیں ہے۔

بیدار بخت ۔ مگر اس سے بڑھ کر ـــــــ

[کھانسنے کی آوازیں۔ جن سے خاندان کے دوسرے افراد کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے]

خاتون ۔ کیا؟

بیدار بخت ۔ اور ایک بات!

ایک آواز ۔ بڑھ کر اور بات!

بیدار بخت ۔ جی ہاں! شعر کہنا ابتدا تھی اور فضول خرچی اسکا نتیجہ۔

خاتون ۔ اے خدا!

بیدار بخت ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی زیادہ رقم ضائع کی گئی۔ آخر ان کی رگوں میں شاہی خون ہے۔ محلوں میں پلے ہیں۔ اور دولت میں کھیلے ہیں۔ اگر یہ لاکھوں روپے بھی خرچ کر دیں تو مجھے ذرا بھی دکھ نہ ہو [ایک سرد آہ بھر کر] آخر بلند اقبال نے دیکھا ہی کیا ہے ـــــ [وقفہ] مگر جس بیدردی سے اُنھوں نے دس روپے کا نوٹ خراب کیا۔ مجھے اس سے بڑا دکھ ہوا۔

خاتون ۔ آخر ابھی لڑکا ہی تو ہے!

بیدار بخت ۔ یہ جانتے ہوئے بھی مجھے کہنا پڑتا ہے کہ وہ اب بیس برس کا ہو چکا ہے۔ اس عمر کے دوسرے نوجوان بھی اسی طرح دولت کو برباد کرتے ہیں۔

خاتون ۔ اقبال نے آخر کیا کیا؟

ایک آواز۔ حضرت! آخر ہوا کیا؟

بیدار بخت۔ [وقفہ کے بعد] نوٹ کو کاغذ کی جگہ استعمال کیا۔

خاتون۔ استعمال کیا ——؟

بیدار بخت۔ پرزۂ کاغذ کی طرح!

ایک آواز۔ پرزۂ کاغذ؟

بیدار بخت۔ انہوں نے کاغذ پر لکھا۔ میں ان منحوس نوٹوں ووٹوں کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ فرنگی کا نوٹ سکہ بھی عجیب ہے —— کوئی بھلا اس طرح دولت کو برباد کر سکتا ہے۔ نوٹ اب ایک پائی کا بھی نہیں رہا۔

پہلی آواز۔ اونہہ!

دوسری آواز۔ اُوہو!

تیسری آواز۔ کیسے!

خسرو مرزا۔ نوٹ خراب ہو گیا ہے۔

بیدار بخت۔ خراب ہو گیا ہے نا؟

خسرو مرزا۔ جی ہاں! بھائی جان!

بیدار بخت۔ یہی میری رائے تھی۔

بلند اقبال۔ چچا! کہتے ہیں اگر نمبر باقی ہوں تو سرکار سے قیمت مل جاتی ہے۔ اس کے نمبر تو موجود ہیں۔

بیدار بخت۔ بیٹا تم نے بھائی کی بات نہیں سنی۔ وہ کہتے ہیں نوٹ بالکل خراب ہو گیا ہے۔

بلند اقبال - اوہ!

خاتون - بیٹا۔ مگر تم نے ایسا کیوں کیا؟

بلند اقبال - چچی جان! کل صبح دریچے میں بیٹھا لال قلعہ کا نظارہ کر رہا تھا کہ جہاں پناہ کی وہ غزل یاد آگئی ؎

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آسکے میں وہ ایک مشت غبار ہوں

یاد رفتگاں سے دل ایسا بے قرار ہوا کہ اسی زمین میں کہنے کو جی چاہا۔ اتفاقاً پاس کوئی کاغذ نہ تھا۔ بازار سے کون لاکر دیتا۔ خیالات کے ہجوم سے مجبور تھا۔ اتفاقاً یاد آیا کہ جیب میں ایک نوٹ ہے میں نے اس کی پشت پر لکھنا شروع کر دیا۔ اس میں حرج ہی کیا تھا۔

خاتون - ہاں بیٹا!

بیدار بخت - تم نے نوٹ کی پشت پر لکھنا شروع کر دیا!

بلند اقبال - جی ہاں! خیال تھا باریک خط میں پوری غزل لکھ سکوں گا۔

بیدار بخت - مگر تم نے تو ــــــ

بلند اقبال - جی ہاں! بقول غالب ؎ ہم بھرے بیٹھے تھے کیوں آپ نے چھیڑا ہم کو۔ اشعار کی آمد کو میں روک نہ سکا۔ مجبوراً مجھے دوسری طرف لکھنا پڑا۔

بیدار بخت - [حاضرین کو مخاطب کر کے] سنا آپ نے! انہیں دوسری طرف لکھنا پڑا! جہاں پناہ نے شعر و شاعری میں سلطنت گنوا دی اور یہ حضرت دولت یوں برباد کر رہے ہیں۔ ہمیں خاندان کی بقا کے لئے اسکا سدباب

کرنا ہوگا۔ یہ شاہی خاندان کی عزت کا سوال ہے۔ بلند اقبال صرف ایک
نوجوان ہی نہیں بلکہ وہ شہنشاہ بابر کی آخری یادگار ہے۔ یادگار!یں نے

بلند اقبال۔ مجھے خود اسکا ازحد افسوس ہے چچا جان!

بیدار بخت۔ میں نے ــــ

خاتون۔ شاعری عادت نہیں ہے خدا کی دین ہے۔

بیدار بخت۔ عادت نہیں ہے۔ یہ مانتا ہوں اور میں شہزادے کو کسی چیز
کا عادی ہونے بھی نہیں دوں گا۔ میں نے ایک حلفی اقرارنامہ تیار کیا ہے
جس پر بلند اقبال کو دستخط کرنے ہونگے اور آپ لوگ گواہ ہونگے۔ میں
پڑھے دیتا ہوں۔ [جیب سے مسودہ نکال کر پڑھتا ہے] "میں [یہاں
بلند اقبال اپنا نام خود تحریر کریں گے) حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ آیندہ کبھی کسی
نوٹ یا اسی قسم کی سرکاری تحریر یا بنک کے کاغذات کی پشت پر یا سیدھی
طرف کوئی تحریر نہ لکھوں گا۔" میرا خیال ہے کہ یہ تحریر مختصر مگر جامع ہے اور
مجھے امید ہے کہ بلند اقبال کبھی اسکی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ اور پھر
کبھی دولت کی یوں بےعزتی نہ کریں گے۔

بلند اقبال۔ میرا مقصد ہرگز دولت کی بےعزتی کرنیکا نہ تھا۔

بیدار بخت۔ [رازدارانہ لہجے میں] ہم سب پہلے ہی بیشمار مصائب کا
شکار ہیں، اب اگر کوئی سرکار میں اطلاع کردے کہ بلند اقبال نے ملکہ
معظمہ کی تصویر پر لکھکر اس کی بےعزتی کی تو کیا ہو؟

آوازیں۔ اوہ!

خاتون - پنشن میں آپ ایک نوٹ لائے تھے جس کی پشت پر ہند سے لکھے تھے

بیدار بخت - وہ اور بات ہے۔

خاتون - مگر لکھنے والے نے نوٹ کو خراب کیا۔

بیدار بخت - اس کا کیا - یہ تو ہیں شہزادے جنہیں ـــــ

بلند اقبال - مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ لوگوں کو بلاوجہ تکلیف ہوئی - میں کبھی ایسا نہ کرتا - مگر خدا جانے میری کیا حالت تھی میں طبیعت کی روانی کو روک نہ تھا - "یادِ رفتگاں" کے تصور نے مجھے وہ اشعار لکھنے پر مجبور کر دیا۔

خسرو مرزا - بھائی جان! اقبال آخر نوجوان ہیں - ان سے غلطی ہوگئی - ان پر زیادہ سختی نہ کیجئے۔

بیدار بخت - واہ بھائی خوب! میں سختی کر رہا ہوں - اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو آیندہ شعر کہنے کی قسم لیتا - مگر میں نے تو نوٹ پر لکھنے کی قسم لی ہے - جانتے ہو - اسکے نتائج - میں امین ہوں - خاندانی امانت کا محافظ ـــــ

خاتون - اقبال ابھی نو عمر ہے۔

خسرو مرزا - ہاں! بھابی جان ٹھیک کہتی ہیں۔

بیدار بخت - اسلئے میرا فیصلہ نرم ہے - اقبال! تم اپنے آپ کو اس شعر و شاعری سے باز رکھنے کی کوشش کرو - اس نے سلطنت برباد کر دی۔

بلند اقبال - چچا جان آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔

خاتون۔ خدا میرے بیٹے کو سلامت رکھے۔

بیدار بخت۔ بیٹا مرحبا! زندہ باد۔

بلند اقبال۔ مگر بعض اوقات تو شعر کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔ جب یادِ رفتگاں ——

سین دوم

چند سال بعد لندن کا ایک نیلام گھر

نیلام کرنیوالا۔ "یادِ رفتگاں" کا اصلی مسودہ۔ دس روپے کے نوٹ پر دہلی کے آخری تاجدار کا وارث اپنے قلم سے لکھتا ہے۔ لیڈیز اینڈ جنٹلمین! یہ ایک نادر روزگار چیز ہے —— کاغذ پر تو سبھی لکھتے ہیں۔ مگر مغل خاندان کا آخری چشم و چراغ نوٹ پر لکھتا ہے۔ پہلی اور آخری بار —— آخری بار؟ آپ حیران ہوں گے۔ ذرا برٹش میوزیم میں چکر لگائیے۔ وہاں آپ کو ایک قلمی حلف نامہ ملے گا۔ اسی شہزادے کا —— حلف نامہ معمولی چیز نہیں۔ حضرات! سلطنتِ دہلی کے وارث خاندان کے ٹمٹماتے چراغ سب موجود تھے۔ جب یہ حلف نامہ لکھا گیا —— یہ کرنسی نوٹ —— ہندوستانی بنکنگ کی تاریخ کا نیا باب۔ جب ہندوستان میں پہلی بار نوٹ رائج ہوئے —— ہر لحاظ سے نادر —— لکھا گیا ہے۔ "یادِ رفتگاں" مرثیہ اپنی گزشتہ عظمت کا مرثیہ، بہادر شاہ ظفر کے اشعار کی زمین میں ——

ہندوستانی شاعری کا مکمل نمونہ ـــــ بولیئے ـــــ بولیئے ـــــ

لیڈیز اینڈ جنٹلمین!

مسٹر ایکس۔ ایک پونڈ۔

نیلام کرنیوالا۔ خوب! خوب! ادیب لوگ بڑے خشک مشہور ہیں۔ مگر آپ تو خوب بذلہ سنج ہیں اور پکے بیوپاری۔ ایک پونڈ میں نادر روزگار یادگار۔ یادِ رفتگاں کا مسودہ۔ شاہی خاندان کی آخری نشانی۔ خوب رہا آپ کا مذاق۔

مسٹر ایکس۔ دس گنی۔

نیلام کرنیوالا۔ شکریہ! شکریہ! آپ نے تو حد کر دی۔ میرے سرپرستوں میں آپ جیسا با مذاق شاید ہی کوئی ہو۔ بولیئے۔ بولیئے صاحب۔

ایک آواز۔ بیس گنی۔

نیلام کرنیوالا۔ بیس گنی! صاحبان بیس گنی۔

مسٹر ایکس۔ پچیس گنی۔

نیلام کرنیوالا۔ شکریہ! خوب ابھی تک آپ مذاق ہی کر رہے ہیں۔

دوسری آواز۔ تیس گنی۔

نیلام کرنیوالا۔ شکریہ جناب! تیس سے بڑھیئے "یادِ رفتگان" ایک سلطنت کے اقبال اور زوال کی داستان!

تیسری آواز۔ پینتیس گنی۔

نیلام کرنیوالا۔ شکریہ! شکریہ جناب! بڑھیئے۔ بڑھیئے۔ مجھے بھی روٹی

کمائی ہے۔ ایسی نایاب دستاویز پینتیس گنی میں فروخت کر کے میں نے کیا کمایا۔

تیسری آواز۔ چالیس گنی۔

نیلام کرنیوالا۔ چالیس گنی۔ شکریہ! وقت کی قدر کیجئے۔ یہ کیا ہے۔ اس کا اندازہ آپ ایسے مستشرقین نہ لگائیں گے۔ تو کون لگائے گا۔ دنیا میں اپنی شان کا ایک ہی مسودہ، اس کے اصلی ہونے کا ثبوت برٹش میوزیم میں موجود ہے۔ لیڈیز اینڈ جنٹلمن! سنیئے [ایک ٹائپ شدہ کاغذ سے پڑھتا ہے] یہ ترجمہ ہے اس مسودہ کا ــــ میں چیلنج کرتا ہوں اسکو نقلی ثابت کیجئے۔ ایک ہزار پونڈ انعام، بولیے حضرات! بولیئے۔ ــــ لعل و گہر کی قیمت معمولی کانچ کو مدِ نظر رکھ کر نہ لگایئے ــــ وقت ضائع نہ کیجئے ــــ وقت دولت ہے۔

چوتھی آواز۔ پچاس۔

نیلام کرنیوالا۔ شکریہ! لعل و گوہر کی قیمت شیشہ کے معیار پر ــــ معاف کیجئے ادب نوازی کا جنازہ نکل رہا ہے۔

پہلی آواز۔ پچپن گنی۔

نیلام کرنیوالا۔ پچپن گنی۔ بڑھیئے! بڑھیئے!

دوسری آواز۔ ساٹھ!

نیلام کرنیوالا۔ ساٹھ گنی۔ خوب ساٹھ گنی!

تیسری آواز۔ پینسٹھ۔

نیلام کرنیوالا۔ پینسٹھ جناب!

چوتھی آواز۔ ستّر۔

نیلام کرنے والا۔ ستر سے بڑھیئے۔

چوتھی آواز۔ پچھتّر۔

نیلام کرنے والا۔ شکریہ! پچھتّر گنی —— نایاب مسودہ —— ایک سو میں بھی مہنگا نہیں —— آپ کی لائبریری دنیا میں ایک نمایاں شان کی ہوگی۔ آپ کو ناز ہوگا۔ صرف ایک سو گنی۔

چوتھی آواز۔ اچھا سو گنی۔

نیلام کرنیوالا۔ شکریہ! بولیئے لیڈیز اینڈ جنٹلمین! ختم کر دوں؟

پہلی آواز۔ ایک سو پانچ۔

نیلام کرنیوالا۔ دولت کمائی جا سکتی ہے مگر یہ مسودہ —— پہلا اور آخری —— تاریخی یادگار —— چند گنیوں میں۔ انقلاب! بڑھیئے!

دوسری آواز۔ خوب!

نیلام کرنے والا۔ خوب! ایک سو دس آپ کے؟

دوسری آواز۔ بہتر!

نیلام کرنے والا۔ ایک سو دس ایک —— ایک سو دس دو۔

تیسری آواز۔ پندرہ۔

نیلام کرنیوالا۔ پندرہ —— طاق ہندسہ۔ جانے دیجئے حضرت جفت بنایئے جفت۔

چوتھی آواز۔ بیس۔

نیلام کرنے والا۔ خوب! خوب! ایک سو بیس۔ جناب آپ خوش قسمت ہیں۔ ایک سو بیس گنی کی قلیل رقم اور یہ نادر روزگار تحفہ۔ ایک سلطنت کی بربادی کا مرثیہ، شاہی خاندان کی یادگار ــــ شہزادے کے تاثرات ــــ جگر پارے ــــ انقلابِ زمانہ کی تصویر۔ بولیے بولیے ــــ ختم کردوں ــــ لیڈیز اینڈ جنٹلمین! ــــ جاتا ہے، تیر کمان سے نکل کر واپس نہیں آسکتا ــــ بولیے ــــ

مسٹر ایکس۔ پچاس۔

نیلام کرنے والا۔ ایک سو پچاس ــــ مسٹر ایکس شکریہ ــــ میں نے کہا تھا کہ آپ مذاق کر رہے تھے ــــ مگر آخر آپ نے سنجیدگی سے اسے سوچا ــــ شکریہ ــــ بڑھیے۔ ایک سو پچاس ایک ــــ ایک سو پچاس ایک ــــ ایک سو پچاس۔

{پردہ گرتا ہے}

سبزہ زار

[امریکن ڈرامے کی تاریخ میں "سبزہ زار" کو ایک نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ اس کی فنی خوبیوں کا اندازہ تو اسی حقیقت سے ہو سکتا ہے کہ اس کی تصنیف پر مصنف کو امریکہ کا مشہور پلیٹزر انعام دیا گیا۔ اس انعام کو ریاستہائے متحدہ امریکہ میں وہی شہرت حاصل ہے جو نوبل انعام کو یورپ میں، اس کے علاوہ بھی مذہبی ڈرامے کی صنف میں اس ناٹک کا خاص درجہ ہے۔ اس کے کردار تمام تر پرانے عہدنامے سے لئے گئے ہیں۔ گویا ڈرامہ کی صورت میں توریت کے فسانے کو بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس بیان میں فن کی پُرکاری کے ساتھ ساتھ جس سادگی کو ملحوظ رکھا گیا ہے وہ اس کے تاثر میں بیش بہا اضافہ کرتی ہے۔ بچوں کیلئے تخلیق کائنات کی کہانی جس قدر حیرت انگیز اور دلکش ہو سکتی ہے۔ اسی کی نسبت سے مصنف نے یہاں فائدہ اُٹھایا ہے نیز تمام کردار اور ماحول کو حبشی رکھ کر ایک ایسا اچھوتا پن پیدا کیا ہے جس سے مذہبی حکایت کی بوسیدگی جاتی رہی ہے۔

آج کل کے بدلتے ہوئے زمانے میں جبکہ مذہب سے انسان دور ہوتے جا رہے ہیں۔ بعض منتخب افراد کا خیال ہے کہ اگر مذہب کی ضرورت کے بجائے احساس مذہبی کی تربیت پر زور دیا جائے تو زیادہ مدلل معلوم ہو۔ اور ہمارا خیال ہے کہ اس نئے انداز نظر کو پیدا کرنے کے سلسلے میں زیر نظر ڈرامے کی ایسی کوششیں بہت کچھ کام کر سکتی ہیں]

پردہ اُٹھتے ہی گرجے کا ایک کمرہ دکھائی دیتا ہے جس میں ایک معلّم مسٹر ڈینشی مختلف عمر کے دس حبشی بچّوں کو توریت کی تعلیم دے رہا ہے۔ وہ ایک عمر رسیدہ بُردبار اور حلیم الطبع آدمی ہے۔ بچّوں کا لباس بھی مختلف قسم کا ہے جیسا کہ عام حبشی گھرانوں کا ہو سکتا ہے اور وہ اپنے اپنے مذاق اور سمجھ کے مطابق سبق میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

تین چار بچے اس قدر منہمک ہیں کہ استعجاب سے ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی ہیں۔ دو تین بچّے حیران ہیں لیکن سبق میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ چھوٹے بچّے اپنے کھلونوں کی طرف زیادہ متوجہ ہیں۔ ایک کسی کھلونے سے کھیل رہا ہے دوسرا اپنی کرسی کے بازوؤں پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔

مسٹر ڈینشی سبق شروع کرتا ہے۔

جب آدم ایک سو تیس برس کا ہوا تو اُس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا جو بالکل اپنے باپ کا ہم شکل تھا۔ آدم نے اسکا نام شیث رکھا۔ اس کے بعد آدم سو برس اور زندہ رہا۔ اس کے ہاں اور بہت سے لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئے۔ آدم نو سو تیس سال زندہ رہ کر مر گیا۔

مسٹر ڈینشی شیث پیغمبر سے حنوک پیغمبر اور حکیم متوسلح پر پہنچتا ہے اور اُن کی زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے وہ نوح پیغمبر پر آکر رُکتا ہے:۔

"دُنیا میں سب سے زیادہ عمر کا انسان نوح تھا ــــــــ!"

مگر نوح کے حالات کو دوسرے دن پر ملتوی کیا جاتا ہے۔ اور آخر میں معلّم یہ وعدہ کرتا ہے:۔

"اگلی اتوار ہم تمہیں نوح پیغمبر کے بارے میں کچھ بتائیں گے۔ آج ہم نے تمہیں "کتاب پیدائش" کے پانچ حصوں کے حالات بتا دیئے ہیں۔ بچّو! بتاؤ ــــ کیا تم توریت مقدس کو پسند کرتے ہو؟"

جواب مختلف ہیں۔ ایک لڑکی اسے حیرت انگیز کہتی ہے۔ ایک لڑکا حیران ہے کہ توریت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ کیسے اتنی لمبی عمر تک زندہ رہے۔ کارلیسل نام کا ایک لڑکا یہ جاننے پر اصرار کرتا ہے کہ جب خدا نے پیدائش شروع کی تو دُنیا کی کیا حالت تھی اور ان کا قصبہ نیو اورلینز کہاں تھا۔

مسٹر ڈیشی بیان کرتا ہے:۔

"اس وقت نیو اورلینز میں کوئی بھی نہ تھا، بلکہ نیو اورلینز ہی نہیں تھا۔ پہلے باب کا یہی مطلب ہے۔ اسے خوب ذہن نشین کر لو۔ اس وقت کوچے اور بازار نہ تھے لوسیانا نہ تھا ــــ دنیا میں کچھ نہ تھا ــــ بچو! اس وقت تو یہ دنیا ہی نہ تھی!"

کارلیسل کرید کرید کر باتیں معلوم کرتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ خدا نے دنیا کو بنانے کا ارادہ ہی کیوں کیا اور پھر اسی جگہ پیدا ہی کیوں کیا جہاں یہ دنیا اب ہے اس کا جواب اسے یہ دیا جاتا ہے کہ کتاب میں یونہی لکھا ہے۔ اور معلّم سوال کی معقولیت کا اعتراف کرتا ہے:۔

"سوال تو بڑا دلچسپ ہے مگر کتاب مقدس میں یہی درج ہے اور جب میں ابھی ابھی بچہ ہی تھا تو میرے دل میں بھی یہی سوال پیدا ہوا تھا۔ میرے استاد مسٹر دوبوئے بڑے شاندار انسان تھے۔ انہوں نے میرا سوال سن کر جواب دیا "بچے! کتاب میں اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کا ذکر نہیں ہو سکتا" وہ ان کا خیال درست تھا۔ بعض اوقات مجھے خیال آتا ہے کہ شاید خدا کا مقصد یہ ہے کہ بہت سی باتوں کے متعلق ہم خود بخود سوچیں۔ ایک وقت ایسا بھی تھا۔ جب ابھی صرف فردوس بریں ہی تھی یہ ہم نہیں جانتے تھے۔ لیکن تھی ضرور ــــ شاید کل کائنات ہی جنت تک محدود ہو۔ تب ایک دن خدا نے سوچا ہوگا کہ آؤ اور چیزیں پیدا کریں، اس نے سورج، چاند اور ستارے بنائے ــــ اور پھر زمین کو پیدا کیا! اس وقت انسان کا وجود نہ تھا صرف فرشتے اور حوریں تھیں!"

مسٹر ڈیشی کا خیال تھا کہ ان فرشتوں کا کام صرف اس قدر تھا کہ وہ بہشت میں اڑتے پھریں اور یوں ہی دل بہلایا کریں۔ وہ ہر طرف گلگشت کرتے پھرتے ہوں گے اور مچھلیاں بھوننا ان کا مشغلہ ہوگا۔ نوجوانوں کے لئے دودھ میں پھینٹے ہوئے انڈے اور عمدہ سگار موجود ہونگے۔ ہر ہفتے مچھلی کی دعوت اڑائی جاتی ہوگی اور ننھے فرشتوں کے لئے سکول بھی بنے ہوں گے۔

خدا کی شکل کیسی ہے؟

"خدا کیا ہے یہ کوئی نہیں جانتا" مسٹر ڈیشی با دلِ ناخواستہ مان لیتا ہے۔ لیکن جب میں تمہاری طرح ابھی بچہ تھا تو میں خدا کا تصور پادری

ڈیولیس کی مانند کیا کرتا تھا۔ میرے نزدیک وہ دنیا کے بہترین انسانوں سے تھا میں سوچا کرتا تھا کہ جب کبھی خدا زمین پر انسانی شکل میں نمودار ہوگا تو وہ بالکل مسٹر ڈیولیس کی طرح ہوگا!"

بچوں کے گھر جانے کا وقت ہو رہا ہے مگر اُٹھنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے سبق کی خاص خاص باتوں کو دہرالیں۔

بچو! جو کتاب ہم پڑھ رہے ہیں اس کا نام کیا ہے؟

"کتابِ پیدائش"

ٹھیک! ٹھیک!! اس کا دوسرا نام؟

"موسیٰ کی پہلی کتاب"!

بالکل ٹھیک اور اس کا پہلا باب ..... [روشنی مدھم ہونے لگتی ہے] ..... سب سے پہلے خدا نے جنت اور زمین کو پیدا کیا۔ زمین ایک خلا تھی اور اس خلا میں ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی ......"

سٹیج پر تاریکی چھا جاتی ہے!۔

دوسرا منظر

سٹیج پر اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ مدھم آوازیں کورس میں حمد گانے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ سٹیج پر آہستہ آہستہ روشنی ہوتی ہے۔ اُجالا ہو لیتا ہے، تو فرشتے حمد گاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے سفید لبادے پہنے ہوئے ہیں اور شانوں پر پروں کی شکل کے چھوٹے چھوٹے بازو ہیں۔ مگر ان کے

چہروں اور حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ حبشیوں کی ایک جماعت مچھلی بھوننے کی تقریب پر آئی ہوئی ہے۔ یہ منظر تخلیق آدم سے قبل کا ہے۔ پس منظر میں نیلا آسمان ہے جو تمام فضا پر محیط نظر آتا ہے۔ سٹیج پر رنگ رنگ کے بادل چھا رہے ہیں جو اڑتے ہوئے شاہ بلوط کے درخت پر سے جو سٹیج کے بائیں طرف ایستادہ ہے گذرتے ہیں۔ درخت خوب گھنا ہے اور بادلوں کا سایہ اسے اور بھی تاریک بنا رہا ہے (سٹیج پر رنگ) ساتھ تلے مچھلی بھوننے کا سامان رکھا ہے۔ آگ جل رہی ہے۔ جس پر ایک بڑی سی کیتلی چربی سے پُر رکھی ہے۔ زمین میں چار لکڑی کے ٹکڑے گاڑ کر ان پہ تختے جوڑے گئے ہیں جو ایک بڑی مگر بھدی سی میز کا کام دے رہے ہیں۔ میز پر روٹی کے ٹکڑے، بسکٹ اور تلی ہوئی مچھلی رکھی ہے۔ دیودار کی لکڑی کے ایک دودھ بلونے والے برتنوں میں دودھ میں پھینٹ کر اُبالے ہوئے انڈے ہیں۔ ان برتنوں کے قریب کھانا نکالنے کے لئے تونبا نما برتن، گلاس۔ اور مختلف انواع واقسام کے پیالے رکھے ہیں۔

مچھلی بھوننے کے کام پر جو فرشتے مامور ہیں وہ بڑی تندہی سے کام کر رہے ہیں۔ حوریں ننھے فرشتوں کے لئے کھانا برتنوں میں لگا رہی ہیں۔ فرشتے مچھلی کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر باورچیوں کو دے رہے ہیں۔ ایک ننھے فرشتے کے حلق میں کانٹا اٹک جاتا ہے تو حور اُس کی پیٹھ پر تھپکی دے کر کانٹا نکالتی ہے۔

بعض حوریں سایہ دار ٹوپیاں پہنے ہیں۔ کئی فرشتے بڑے اطمینان سے بیٹھے سگار پی رہے ہیں۔ پُر کیف فضا مسرت اور اطمینان سے لبریز ہے۔ تمام ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ تقریب کامیاب ہے

کسی کو غصہ بھی آجائے تو اُسے قہقہوں میں اڑا دیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ فرشتوں کے سماوی دلائل میں ارضی خصوصیت موجود ہے۔ وہاں بھی اس وقت عورت کا مسئلہ وہی حیثیت رکھتا ہے جو ہماری اپنی دنیا میں ایک فرشتہ دوسرے سے کہہ رہا ہے

"ان سے بات کرنا محال ہے ذرا کوئی بات سمجھانی چاہی اور وہ روٹھ گئیں"

ننھے فرشتوں کو بھی ڈانٹا جاتا ہے۔

"نیچے اترو!" ایک حور جوش میں اپنے نڈر بچے کو جو ایک درخت کی شاخ پر جا بیٹھا ہے ڈرا رہی ہے۔ "تمہارا نام گناہوں کی کتاب میں لکھا جائے گا — اگر تم نے میرا کہا نہ مانا تو وہیں آکر سزا دوں گی۔ سنتے ہو؟ تم ہو بڑے شریر!"

اس مجلس میں کہیں کہیں شیطان کا ذکر بھی ہو رہا ہے۔ نجانے وہ کہاں گیا۔ جنت کے سوا اگر کوئی اور جگہ نہیں تو وہ لازماً وہیں کہیں ہوگا۔ مگر اسے کسی نے عرصے سے نہیں دیکھا تھا۔ اسلئے خدا نے اُس کے لئے کوئی اور جگہ تجویز کی ہوگی۔ اجی وہ کہیں گیا ہو، فرشتوں کو اُس سے کیا کام؟

ایک موٹا فرشتہ:۔

"خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔ جس دن سے شیطان کو باغ جنت سے نکالا گیا ہے۔ اب کوئی گناہ بھی نہیں کیا جا سکتا ہے، حوریں جہاں چاہیں جائیں کسی کی کیا مجال جو ذرا بھی نظر بد ڈال سکے!"

مقرب فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ننھے فرشتوں کے لئے سکول کے داخلہ کے فارم لے کر داخل ہوتا ہے اور انہیں ننھوں میں تقسیم کرتا ہے اس

دوران میں ننھے فرشتے دھیمی آواز میں کچھ گا رہے ہیں۔

فضا میں آہٹ سنائی دیتی ہے۔ اور جبریل نمودار ہوتا ہے۔ وہ کافی جسیم و لحیم ہے۔ اور اس کا لباس مقرب فرشتے سے زیادہ پرشوکت ہے وہ جوان معلوم ہوتا ہے۔ اس کے لباس میں شوکت کے باوجود سادگی ہے۔ ایک ہی لمحے میں جنت کی یہ مجلس ہمہ تن گوش ہو جاتی ہے۔

جبریل ہاتھ بلند کر کے پھر جھک جاتا ہے اور باآواز بلند پکارتا ہے:۔

خداوند یہواہ تشریف لاتے ہیں!

خدا داخل ہوتا ہے۔ وہ سب سے دراز قد اور قوی الجثہ ہے۔ اس کا لباس سفید قمیص سفید ٹائی۔ الپاکے کا سیاہ لمبا کوٹ اور سیاہ پتلون ہے خدا کی آواز میں ہیبت اور جبروت ہے۔

خدا پکارتا ہے:۔

"کیا تم سب نے بپتسمہ لے لیا؟"

"خداوند، بے شک!"

"کیا تم سب نے بپتسمہ لے لیا ہے؟"

"خداوند بے شک، بے شک!!"

"کیا تم سب نے بپتسمہ لیا ہے؟"

"بے شک بے شک خداوند! بے شک!"

پھر آیات الٰہی کی تلاوت ہوتی ہے۔ دوسری آیت کے ختم ہوتے ہی سب کے سر جھک جاتے ہیں۔ خدا سب پر ایک نظر ڈالتا ہے اور پھر نہایت

شان سے اپنا ہاتھ اٹھاتا ہے۔

مچھلی بھوننے کی تقریب جاری رہے!

فضا میں پھر ہل چل شروع ہو جاتی ہے۔ خدا اپنے مقرب فرشتے سے باتیں کر رہا ہے کہ بہت سے ننھے فرشتے خدا کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ بعض اس کے کوٹ کا دامن تھام لیتے ہیں مگر وہ بُرا نہیں مانتا۔ اہرمن — ایک ننھا فرشتہ اس کے دامن کو بُری طرح زور زور سے کھینچتا ہے، خدا اُسے اُٹھا لیتا ہے اور پیار سے اُسے تھپکیاں دیتا ہے۔

فرشتے خدا کو مچھلی کے سموسے پیش کرتے ہیں۔ مگر وہ نرمی سے انکار کر دیتا ہے۔ ہاں وہ دودھ میں پھینٹے ہوئے انڈے چکھ لے گا۔ سگار جب پیش کیا گیا تو خدا نے اُسے لے لیا۔ جب اسے بتایا گیا کہ صبح سے اس تقریب میں مشغول ہیں، اور بہت خوش ہیں۔ نیز مچھلی کی دعوت نہایت خوبی سے سرانجام پا رہی ہے، تو وہ بہت خوش ہوا۔

"ہم نے سُنا ہے کہ تم نے خوب وقت گزارا" [سب تعظیم سے جھک جاتے ہیں] ہمیں نغمہ سناؤ!

"جو حکم ہو خداوند!"

سب مل کر حمد گاتے ہیں جسے خدا پسند کرتا ہے۔

خدا جونہی پھینٹے ہوئے انڈوں کا پیالہ لبوں کے قریب لے جاتا ہے تو اس کے چہرے پر ناپسندیدگی کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ دوسری بار چکھتا ہے۔ اُسے پھر پسند نہیں آتا۔

جبرئیل۔ خدائے عز وجل! کیا بات ہے؟

خدا۔ [پھر چکھتے ہوئے] مجھے یہ پسند نہیں آیا۔

باورچی فرشتہ۔ خداوند! کیا یہ خوش ذائقہ نہیں!

خدا۔ یہ اچھی طرح تیار نہیں کیا گیا — کیا تم نے پکایا تھا۔

باورچی فرشتہ۔ بجا ارشاد خداوند! مگر میں نے سارا مسالہ ڈالا تھا، پھر کیوں پسند نہیں آیا۔

خدا۔ انڈا، مکھن اور شکر — یہ ان کا ذائقہ ہے [یکایک] نقص کیا ہے [وقفہ] ہاں اس میں آکاش کا پانی ڈالا گیا؟

فرشتہ۔ خداوند! وہ بھی اس میں موجود ہے!

خدا۔ ہوگا مگر بہت کم۔

فرشتہ۔ بجا فرمایا خداوند! مگر میں نے سارے کا سارا ختم کر دیا تھا۔

خدا۔ اچھا کیا! اچھا کیا! لیکن اور پانی چاہیئے! ٹھہرو [کورس بند ہو جاتا ہے] آکاش کا پانی! میرا ارشاد کن فیکون ہے [سٹیج پر دھند لکا سا پھیل جاتا ہے۔ خدا اور تمام سماوی مخلوق اس دھند لکے میں اوجھل ہو جاتی ہے جونہی خدا اپنا کلام ختم کرتا ہے فضا میں رعد کی مہیب آواز پیدا ہوتی ہے۔ سٹیج اور بھی تاریک ہو جاتی ہے] میری منشا، پوری ہوتی ہے [فرشتوں کی ملی جلی آوازیں "پانی خوب برسنے لگا" "یہ" "ہے آکاش کا پانی" "یہ کب تھمے گا"]

ایک حور۔ خداوند عالم! پانی کب تھمے گا، "بچے" بھیگ رہے ہیں۔

دوسری حور۔ میری بچی تو سکڑی جا رہی ہے۔ پانی سر سے گذرا جا رہا ہے!

خدا۔ پانی کو کہیں اکٹھا کر لو۔

جبرئیل۔ خداوند، ہمارے پاس کوئی جگہ نہیں!

پہلی حور۔ اگر اجازت ہو تو ہم ننھوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیں۔

خدا۔ میں اس تقریب کو درہم برہم نہیں کرنا چاہتا۔ میں ایک معجزہ دکھاؤنگا معجزوں میں یہی خرابی ہے کہ ایک معجزہ دکھا کر دوسرا دکھانا ہی پڑتا ہے۔ [ایک خاموشی طاری ہو جاتی ہے] پانی کے لئے جگہ ہو جائے! پہاڑ نمودار ہو جائیں۔ وادیاں پیدا ہوں! جھیلیں بن جائیں اور سمندر بن جائیں اس پانی کو سمندر تک پہنچانے کے لئے دریا اور ندیاں ظاہر ہوں۔ اے زمین! ـــ پیدا ہو جا!! اے سورج! طلوع ہو تاکہ ننھے فرشتوں کے پر سوکھ جائیں! [سٹیج پر روشنیاں اوپر کر لی جاتی ہیں اور ان کی جگہ سورج کی روشنی سے اُجالا ہو جاتا ہے سٹیج پر ایک اونچا سا گیلری نما کٹہرے دار چبوترہ نمودار ہو جاتا ہے۔ ننھے فرشتے دھوپ کی وجہ سے ایک راحت سی محسوس کرنے لگتے ہیں۔ حوریں انہیں اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ "میرا ننھا" ایک کہہ رہی ہے۔ "اب تو سردی نہیں لگ رہی میرے بچے کو"؟ دوسری بولی۔ مقرب فرشتہ چبوترے پر کھڑا سب کو گھور رہا ہے]

مقرب فرشتہ۔ دیکھو! [سب فرشتے فوراً چبوترے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور بے اختیار ہمہ تن سوال بن کر پوچھتے ہیں "ارشاد"؟ کیا بات ہے! چبوترے کے درمیان جبرئیل کھڑا نظر آتا ہے، خدا کسی خیال میں محو ہے۔

فرشتے حمد گانے لگتے ہیں۔ "تیرا نام مالک دوسرا، تیری شان جل جلالہٗ"۔
جب کورس آہستہ آہستہ ختم ہوتا ہے تو جبرئیل خدا کی طرف جاتا ہے، اور
جھک کر ہاتھ کے اشارے سے زمین کی طرف توجہ دلاتا ہے]

جبرئیل۔ خداوندِ قدیر! دیکھا آپ نے!

خداوند۔ [آہستہ سے سر ہلائے بغیر] ہاں جبرئیل!

جبرئیل۔ مالکِ ارض وسما! یہ زمین کتنی خوبصورت ہے۔

خدا۔ ہاں جبرئیل [جبرئیل کٹہرے پر کھڑا ہو کر زمین کو دیکھ رہا ہے]

جبرئیل۔ [نیچے دیکھتے ہوئے] اے حکیم وبصیر! کتنی پر بہار ہے زمین! ہر
طرف سبزہ ہی سبزہ لہرا رہا ہے۔

خدا۔ میری تخلیق کا شاہکار ہے یہ کرۂ زمین [خدا مڑتا ہے۔ جبرئیل جھک
کر راستہ دیتا ہے] ہاں تو اس کرہ میں ایک مخلوق کی ضرورت ہے جو ہماری
نعمتوں سے فائدہ اٹھائے۔

[یکایک خدا کچھ سوچتا ہے۔ وہ زمین پر جانے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ اس
کی غیر حاضری میں جبریل کو امورِ خداوندی کی دیکھ بھال کا اختیار ہوگا۔ میں
جلد ہی لوٹ آؤں گا۔ خدا وعدہ کرتا ہے اور وہ مڑ کر کورس کو خاموش
ہونے کا اشارہ کرتا ہے]

میں ایک اور معجزہ دکھانے والا ہوں۔ یہ معجزہ سب سے بڑا اعجاز ہوگا
تم سب مل کر ایک ہیبت ترین آواز پیدا کرو۔

[خدا آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور اپنا بازو بلند کرتا ہے]

"آدم ——— پیدا ہو جا!"

[فضا میں ایک کڑک سنائی دیتی ہے۔ سین تاریک ہو جاتا ہے۔ فرشتے سجدے میں گر کر کورس میں تحمید گانے لگتے ہیں۔ آہستہ آہستہ روشنی نمودار ہوتی ہے]

[پہلا منظر ایک نئے سین میں جذب ہو جاتا ہے]

تیسرا منظر

قسم قسم کے درخت خوبصورت پھول اور پتے، کیاریاں اور روشیں نظر آ رہی ہیں۔ فضا پر ایک دھندسی چھا رہی ہے۔ آہستہ آہستہ سورج کی روشنی نمودار ہوتی ہے۔ اور دھند کو غائب کر دیتی ہے۔ سٹیج کے وسط میں آدم نمودار ہوتا ہے۔ اس کی عمر تیس سال کے لگ بھگ معلوم ہوتی ہے۔ درمیانہ قد۔ لباس ایک عام دیہاتی کسان کی مانند سادہ، وہ ننگے سر ہے ——— دُور سے گانے کی آواز آتی ہے۔ ایک پرندہ چہچہاتا ہے۔ جسے سن کر آدم خوش ہوتا ہے، سورج کی گرمی کے ساتھ ساتھ آدم میں بھی زندگی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں وہ اپنے مضبوط بازوؤں کو دیکھ کر خوشی محسوس کرتا ہے۔ اپنے پاؤں فرش پر دیکھ کر وہ انہیں ہلاتا ہے۔ خدا داخل ہوتا ہے۔

خدا۔ [پکار کر] کیسے ہو بیٹا؟

آدم۔ [ذرا تن کر] خداوند! آداب عرض کرتا ہوں۔

خدا۔ تمہارا نام کیا ہے بیٹا؟

آدم۔ آدم

خدا۔ آدم! صرف آدم؟

آدم۔ صرف آدم۔

آدم جنت سماوی کو پاکر خوش ہے۔ اس کیلئے نیا کام ہے۔ مگر وہ اسے جلدہی سمجھنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن ایک چیز کی وہ کمی محسوس کرتا ہے۔ اس کا کوئی جیون ساتھی نہیں ہے۔ اسکا دل پکار پکار کر اس کمی کو جتا رہا ہے۔ خدا بھی آدم کی تائید کرتا ہے۔

جیون ساتھی کی کمی تھی، مگر یہ کمی کیسے پوری ہوگی۔ یہ آدم نہ جانتا تھا۔ خدا نے اسکو پورا کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

سٹیج یکایک تاریک ہو جاتی ہے۔ اور اس تاریکی میں خدا حوّا کو پکارتا ہے۔ جونہی دوبارہ روشنی ہوتی ہے۔ آدم اور حوّا اکٹھے کھڑے دکھائی دیتے ہیں —— دنیا کا پہلا جوڑا!

حوّا کی عمر چھبیس سال ہے۔ وہ بہت خوبصورت ہے۔ اس کا لباس دیہاتی لڑکیوں کا سا مگر بالکل نیا سا۔ خدا سٹیج کے ایک طرف دور کھڑا ان کو غور سے دیکھ رہا ہے۔ حوّا حیران ہوکر آدم کو تکتی ہے۔ پھر دھیرے دھیرے سر کو پھراتی ہے۔ اور آخر اس کی نگاہ خدا پر جا پڑتی ہے۔ وہ رکتی ہے اور دونوں ایک دوسرے کو تکتے رہتے ہیں خدا مسکرانے لگتا ہے۔

خدا۔ تم دونوں میرے اس باغ کے محافظ ہو۔ اس میں رہو سہو۔ حوّا تو آدم کے لئے ہے۔ اور آدم تو حوّا کے لئے۔ تم ایک دوسرے کا لباس ہو، تمہارے

لئے اس باغ میں تسکین اور امن ہے اور جاوداں مسرت۔ پیاس بجھانے کے لئے ندی کا صاف اور شفاف پانی۔ انگوروں کا رس۔ اور کھانے کے لئے —— پھل، جہاں سے تم چاہو [یکایک رُک جاتا ہے] مگر یاد رکھو اس درخت [اشارہ کرتا ہے] کے نزدیک نہ جانا [وقفہ —— منہ دوسری طرف کرتے ہوئے] میرے بچو! میرے حکم کی تعمیل ہو۔

دونوں - خداوند! ارشاد کی تعمیل ہو گی [مگر آہستہ آہستہ ان کے سر شجرِ ممنوعہ کی طرف مڑ جاتے ہیں] تو ہی تعریف کے قابل ہے، اے خدا!

خدا - اب میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے اور نعمتیں بھیج سکوں، باغ میں خوش خوش رہو۔

خدا جاتا ہے۔ آدم اور حوّا اسے جاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں دونوں کے ہاتھ خود بخود ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں، اور دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے شجرِ ممنوعہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

"آدم"!

حوّا پکارتی ہے۔ وہ جواب دیتا ہے مگر اس کی آنکھوں میں ایک قسم کا خوف دکھائی دے رہا ہے۔

اندھیرا ہو گیا ہے اور اس تاریکی میں مسٹر ڈیشی اور بچوں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔

"بچو! جانتے ہو آدم اور حوّا کی پیدائش کے بعد پھر کیا ہوا؟"

ایک آواز۔ انہوں نے ممنوع درخت کا پھل کھالیا اور جنت سے نکالے گئے۔

ڈیلشی۔ اور پھر کیا ہوا؟

آواز۔ دونوں کو اس کا بہت صدمہ ہوا۔

ڈیلشی۔ صدمے کی بات جانے دو۔ یہ بتاؤ کہ ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا؟

آوازیں۔ ہاں، ہاں!

قابیل اور ہابیل کی پیدائش کا معاملہ ختم ہوا، بچے سمجھتے تھے کہ دونوں کی پیدائش اس وقت ہوئی جب آدم اور حوا جنت سے نکالے جانے کے بعد زمین پر رہنے لگے تھے۔ سب جانتے تھے کہ قابیل بڑا لڑکا ہے۔

روشنی مدھم ہو جاتی ہے۔

چوتھا منظر

سڑک کے کنارے، قابیل، ایک موٹا تازہ حبشی نوجوان۔ ہابیل کی لاش کے قریب کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا پتھر ہے۔

خدا نے جب یہ دیکھا تو وہ ناراض ہوا۔ قابیل کا خیال تھا کہ اس کی توہین کی گئی۔ جس کا اس نے بدلہ لیا۔ وہ کھیت میں کام کر رہا تھا اور قابیل درخت کے سائے تلے بیٹھا بھائی کو مذاق کرنے لگا۔ ہابیل نے کہا:-

"بھیا ہم تو اس گرمی میں کام کرنے سے باز آئے۔ ہمارا تو بھیجا اُبل آئے گا۔ لیکن تم! تمہارے سر میں تو بھیجا ہی کہاں ہے

تمہیں اس کا کیا خطرہ ؟

قابیل نے غصّے میں آکر اسے پتّھر دے مارا۔ نہ جانے اگر کوئی اور چیز ہوتی تو وہ اسے بھی دے مارتا۔ قابیل کے اس جرم کی سزا خدا نے اسے یہ دی کہ تمام عمر وہ مصائب کی زنجیروں میں جکڑا رہے گا۔ اسے جلاوطن کر دیا گیا۔ خدا نے کہا کہ وہ جاکر شادی کرلے اور اپنی سزا کو بیوی بچوں کی محبت سے بھلانے کی کوشش کرے۔ انسان کی فطرت ہی یہی ہے۔

قابیل روانہ ہو جاتا ہے۔ پس منظر میں الوداعی گانا سنائی دیتا ہے۔ روشنی مدھم ہو رہی ہے۔ منظر معدوم ہو جاتا ہے۔

پانچواں منظر

قابیل چلا جا رہا ہے۔ راستے میں بڑے دلکش نظارے ہیں۔ اور وہ چلتا جا رہا ہے۔ آخر وہ ایک باڑ کے قریب آکر رکتا ہے، باڑ کے قریب ایک اونچا درخت ہے جس پر "سرحد" کا بورڈ آویزاں ہے۔

قابیل درخت کے سائے تلے ذرا سستانے کے لئے بیٹھ جاتا ہے اسے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ گویا وہ چالیس برس تک متواتر چلتا رہا ہے۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ درخت کی ٹہنیوں میں سے کسی نے اُسے پکارا۔

آواز۔ دیہاتی !

قابیل۔ کون (اوپر دیکھ کر) اوہو، تم ؟ گاؤں کا راستہ کونسا ہے ؟

دونوں کی شناسائی کی ابتدا یوں ہوتی ہے۔ چشم زدن میں ایک لڑکی اس

کے پہلو میں آکر بیٹھ گئی۔ وہ قابیل کی طرح مضبوط بدن کی، خوبصورت لیکن شریر ہے، اور بھڑکیلا شوخ لباس پہنے ہوئے ہے۔

لڑکی ۔ دیہاتی! دیکھو ان مضبوط بازوؤں سے کسی لڑکی سے بُرا سلوک نہ کرنا کسی کا گھورنا میں برداشت نہیں کر سکتی۔

قابیل ۔ مجھ پر یقین رکھیں اتنا کمینہ نہیں!

لڑکی اور قابیل گھُل مل جاتے ہیں، اور رازدارانہ لہجے میں گفتگو ہونے لگتی ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ کیا اسکے گھر والے اسے اپنے ہاں ٹھہرنے کی اجازت دیں گے۔ لڑکی کا خیال ہے کہ وہ بخوشی ایسا کریں گے!

لڑکی ۔ مجھے تم سے خوف محسوس ہوتا ہے۔ اگر میں نے کبھی تمہاری مرضی کے خلاف کوئی بات کر دی تو شاید تم مجھے مار ہی ڈالو۔

قابیل ۔ ایسی فضول باتیں نہیں سوچا کرتے!

دور سے گانے کی آواز آتی ہے اور وہ گاؤں کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں خدا سڑک کے دوسرے کنارے پر نمودار ہوتا ہے اور دونوں کو جاتے ہوئے دیکھ رہا ہے، اور اپنا سر ہلا کر کہتا ہے

"یہ آغاز بہت بُرا ہے —— ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا!"

چھٹا منظر

جنت میں خدا کا ذاتی دفتر ہے۔ اس کی ایک بڑی کھڑکی میں سے وسیع نیلا آسمان نظر آرہا ہے۔ میز بہت ہی شاندار ہے۔ اس کے سامنے چمڑے سے

منڈھی ہوئی کرسی رکھی ہے۔ میز پر لکھنے کا سامان رکھا ہے۔ میز کے نیچے ردّی کی ٹوکری ہے۔ ایک کتاب دان میز پر رکھا ہے۔ جس میں قانون کی کتابیں آراستہ ہیں۔ دیوار پر کلنڈر لٹک رہا ہے اور کھونٹی سے جبرئیل کا صُور آویزاں ہے۔

دفتر کی فضا بالکل لوسینیا کے حبشی وکیل کے دفتر کی سی ہے۔ جونہی سٹیج پر روشنی ہوتی ہے۔ خدا بکس سے ایک نیا سگار اٹھاتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ اور اسکو سُلگائے بغیر کش لگانے لگتا ہے۔ جبرئیل ہاتھ میں بہت سے کاغذ اور ایک پنسل لئے ایک کرسی پر بیٹھا ہے۔

خدا اور جبرئیل ابھی ابھی ایک اہم معاملے کی تکمیل سے فارغ ہوئے ہیں۔ ایک ننھے فرشتے کا قضیہ باقی رہ گیا ہے جو مقربین کے سونے کے محل میں رہتا ہے۔ اس کے پَر بے موسم ہی جھڑ رہے ہیں۔ جبرئیل کو اس معاملے کی طرف توجہ کا حکم دیا گیا ہے۔

جبرئیل چاہتا ہے کہ وہ چپکے چپکے اپنے صُور پر مشق کرے۔ وہ صور کو اتارتا ہے مگر خدا بغیر مڑے اسے ایسا کرنے سے منع کر دیتا ہے۔

چاند میں بسنے والی مخلوق کی طرف ایک شکایت موصول ہوئی، کہ سورج کی گرمی سے چاند پگھلنے لگا ہے، لیکن خدا پہلے ہی سے یہ جانتا تھا۔ کیونکہ بعض فرشتے رات کو چاند کے ارد گرد ناچتے پھرتے تھے۔ ان کے پَروں کی پھڑپھڑاہٹ سے گرمی پیدا ہوتی تھی۔ خدا حکم دیتا ہے۔

"اب ہمارے اس حکم کے بعد ایسا کرنا گناہ ہوگا۔ ناچنا بند کر دیا جائے اس طرح چاند ٹھنڈا رہے گا!"

زمین سے انسانوں کی بہت سی دعائیں قبولیت کے لئے درگاہ ایزدی میں پہنچ چکی تھیں۔ خدا اس سے ذرا پریشان سا ہو گیا ہے۔ آخری بار تین چار سال کا عرصہ ہو گیا وہ زمین پر جو کچھ دیکھکر آیا تھا اُس نے اُسے برہم کر دیا تھا۔

خدا پھر زمین پر جانے کا ارادہ کرتا ہے: تاکہ چند دن ذرا تفریح ہو جائے وہ جبرئیل سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:۔

"میں زمین پر جا رہا ہوں اور اپنی غریب مخلوقات کو دیکھنا چاہتا ہوں، کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

روشنی مدہم ہو رہی ہے، منظر اس میں معدوم ہو جاتا ہے!

ساتواں منظر

جونہی پردہ اُٹھتا ہے، کورس میں گانا سنائی دیتا ہے، روشنی ہوتی ہے اور خدا ایک سڑک پر چلتے دکھائی دیتا ہے، سڑک کے دو رویہ سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔ کھیتوں کے پار سے عبادتخانوں کے گھنٹوں کی آواز سنائی دے رہی ہے۔

کٹے ہوئے درخت کے تنے پر ایک لڑکی بیٹھی ساز کے ساتھ گا رہی ہے۔ اس کا لباس چست اور شوخ ہے، اس کی عمر اٹھارہ سال کے لگ بھگ ہے

خدا نے اسے کہا سبت کے روز یوں گانا درست نہیں۔ وہ ہنس پڑی کیونکہ اب سبت کا دن ہی کوئی نہ رہا تھا۔

لڑکی ۔ اتوار کا دن اب جشن منانے کے لئے ہے۔

خدا ۔ تم عجیب لڑکی ہو!

لڑکی ۔ بلکہ عجیب سے بھی عجیب۔

خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ لڑکی مرعوب ہو کر اسے بتاتی ہے کہ وہ شیث پیغمبر کی نسل سے ہے۔ ان کے واعظ نے لڑکی سے کئی بار کہا تھا کہ تو دوزخ کی راہ پر چل رہی ہے مگر اس کے نزدیک یہ راہ ایک ایسی ہی وادی کو جا نکلے گی۔ جہاں اُس کے باپ دادا ہوں گے اور وہ خوشی خوشی وہاں سیر و تفریح کر سکے گی۔

اتنے میں قابیل ششم داخل ہوتا ہے۔ وہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے بالکل بے پرواہ معلوم ہوتا ہے۔ اسے صرف اپنے بچے کی فکر ہے۔ لڑکی اس کی بغل میں بیٹھی گا رہی ہے۔

جب تک گانا ختم نہیں ہوتا وہ خدا کو نہیں دیکھ سکتے۔ دونوں اپنے آپ میں محو ہیں۔ قابیل نے بڑی افواہیں سنی ہیں کہ زیبا کسی اور مرد سے راہ و رسم پیدا کر رہی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اسے بتا دے کہ زیبا کا واحد مالک صرف وہی ہے اور اس کے لئے اس کے پاس ایک ثبوت ہے اور وہ ہے ـــــ ریوالور!

زیبا اور قابیل سڑک پر روانہ ہو جاتے ہیں۔

"بہت برا ہے یہ ـــــ!" یہ کہتا ہوا خدا بھی چل دیتا ہے

خدا اب پھر سڑک پر تنہا چل رہا ہے۔ درختوں پر پرندے چہچہا کر اور کھیتوں

میں پھول مسکرا کر اپنے خالق حقیقی کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔

"پھولو! — تم کیسے ہو؟"

"بڑے مزے میں ہیں خداوند!"

"تم ہو بھی خوبصورت"

"شکریہ — خالقِ ارض و سما"

"مگر انسان نے مجھے بڑا تنگ کیا ہے"

خدا پھر روانہ ہو جاتا ہے۔

"آج اتوار کا دن کیسا سہانا ہے۔ میرے بندے اس وقت میری عبادت کر رہے ہوں گے"

راہ میں لڑکوں کا ایک جمِ غفیر نظر آتا ہے۔ وہ جھکے ہوئے کھڑے ہیں شاید وہ عبادت میں مشغول ہیں لیکن وہ عبادت خانے میں کیوں نہیں گئے؟ مگر جب خدا ان کے نزدیک پہنچتا ہے تو ایک لڑکا جھک کر اپنا ہاتھ تین چار مرتبہ زور سے ہلاتے ہوئے کہتا ہے۔

میرے خدا اب کے تو بیڑا پار کر دے۔ دل کی آس بھر لا۔ میرے مولا تیرا فضل"

وہ پانسہ پھینکتا ہے۔

"وہ مارا — پو بارہ! — سبحان تیری قدرت!!"

جُوا اور میرے نام پر —!

جواری جُوے میں اس قدر محو ہیں کہ انہیں خدا کی موجودگی کا احساس نہیں

ہوتا۔ خدا ایک چھوٹے سے بچے کی طرف سب سے زیادہ متوجہ ہے، جو اس عمر میں جوئے اور گناہ کی لعنت کا شکار ہو رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ وہ اپنے باپ کی طرح تمباکو بھی چبا رہا ہے۔ اسے شرم آنی چاہیئے۔ دوسرے جواریوں کو بھی شرم آنی چاہیئے جو اس معصوم بچے کو گناہ کی تعلیم دے رہے ہیں۔!

خدا کو یوں متوجہ دیکھکر ایک جواری کہتا ہے

"حضرت! — کیا خوب پانسہ پھینکتا ہے!"

"میں ابھی جاکر اسکی ماں سے کہتا ہوں کہ اسکا لڑکا خراب ہو رہا ہے"

"وہ اس کے کرتوت نہیں جانتی ہوگی۔ نہیں تو —"

"نہیں جانتی ہوگی، بڑی بھولی ہے وہ!"

"ضرور بتانا میری ماں کو — ضرور!"

خدا ایک مکان پر جاکر رکتا ہے۔ یہ لڑکے کا گھر ہے۔ آواز دینے پر اندر سے جواب آتا ہے کہ جب تک تلاشی کے وارنٹ نہ ہونگے دروازہ نہیں کھلے گا — جواری لڑکا! اس کی ماں ریلوے کے ایک ملازم کیساتھ بھاگ گئی تھی اسکا باپ میز کے نیچے نشے میں چور پڑا ہے۔ ہر شخص جو گذشتہ رات دعوت میں موجود تھا — دھت ہے! اور جواب دینے والا بھی شاید مدہوش ہی ہوتا اگر اس کی نئی کشید کی ہوئی شراب نے اسکا حلق جلاکر اُسکی مے نوشی کو روک نہ دیا ہوتا!

خدا مایوس ہو کر آگے چل دیتا ہے اور اپنے آپ سے باتیں کرتا جاتا ہے۔

"اس طرح تو کچھ بھی نہیں بنے گا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کی حالت کچھ حوصلہ افزا نہیں ہے! اور اس سے میں نے اپنی دنیا آباد کی تھی!"

وہ رکتا ہے اور مڑ کر پیچھے دیکھتا ہے :۔

" میرا خیال ہے کہ ان سب کو تباہ کر کے اس دنیا میں فرشتوں کو آباد کر دوں، نہیں — جہاں تک نغمات، ناچنا اور ہوا میں پرواز کرنے کا سوال ہے، فرشتے بہترین مخلوق ہیں، لیکن یہ کھیتی باڑی اور عمارتیں بلند کرنے کا کام نہیں کر سکتے۔ انسان اس طرح تو دنیا کے لئے سب سے موزوں مخلوق ہے۔ بشرطیکہ یہ گناہ میں اس قدر غرق نہ ہو جائے۔ میں تو اس دنیا انسان اور اس کے گناہوں کو آباد کرنے پر اسے مچھلیوں سے بسانے کو ترجیح دیتا ہوں — میں اسے برداشت نہیں کر سکتا!"

وہ دوبارہ آگے بڑھنے کو ہے کہ نوح داخل ہوتا ہے۔ اُس نے ایک دیہاتی مبلّغ کا لباس پہنا ہوا ہے۔ اور اپنی بغل میں ایک کتاب دبا رکھی ہے۔

نوح - آداب عرض، بھائی صاحب!

خدا - آداب عرض، بھائی — میں کہہ سکتا ہوں کہ تم ایک شریف آدمی نظر آتے ہو۔

نوح - میری کوشش ہے کہ میں ایسا بن سکوں — میں یہاں پر تبلیغ کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے۔ کہ میں نے تمہیں کسی مجلس میں نہیں دیکھا [ساتھ ساتھ چل دیتے ہیں]۔

خدا - مجھے یہاں آئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور اس دوران میں بھی میں بہت مصروف رہا ہوں۔

نوح - جی ہاں، ہر شخص یہی کہتا ہے کہ وہ بے حد مصروف ہے۔ کیا وہ مذہبی

مجلس میں شرکت کیلئے بھی وقت نہیں نکال سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جتنی زیادہ محنت سے میں تبلیغ کرتا ہوں۔ اتنی قدر زیادہ بے پروائی لوگوں میں پیدا ہوتی جارہی ہے، عبادت گاہ میں حمد گانے والوں کی ہی تعداد پوری نہیں ہوتی! اور مجھے وعظ کہنے کے علاوہ گانے کا فرض بھی خود ادا کرنا پڑتا ہے۔

خدا۔ سچ؟

نوح۔ جی ہاں — یہاں تو ہر شخص بے حد مصروف ہے۔ شراب، جوا، اور نہ جانے کیا کیا مصروفیات ہیں۔ تم ذرا صبر کرو — جبرئیل کو صور پھونکنے دو اور پھر دیکھو گے کہ دوزخ میں ان کے لیئے عذاب حاصل کرنے کو کتنا وقت نکلتا ہے — سمجھے جناب؟

خدا۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ انکی صحت تو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔

نوح۔ صاحب، صحت تو سب کی اچھی ہے لیکن اسے کیا کریں کہ وہ سب نکمے سست، کمینے اور گنہگار ہیں — تم بھی واعظ ہی معلوم ہوتے ہو بھائی — کیوں؟

خدا۔ کچھ ایسا ہی ہے۔

نوح۔ گردونواح کے علاقے میں سفر کر رہے ہو شاید؟

خدا۔ ہاں میں دیکھنا چاہتا کہ تمہاری قوم کا کیا حال ہے — میں تمہاری رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔ ان کی حالت بہت مایوس کن ہے، اور تمہارا حوصلہ پست کرنے کے لئے بہت کافی۔

نوح ۔ یہ درست ہے لیکن مجھے اپنا فرض بہر صورت انجام دینا ہوگا۔۔ تمہیں کہاں جانا ہے بھائی؟

خدا ۔ فی الحال تو جدھر پاؤں اُٹھتا ہے چل دیتا ہوں۔ میرا ارادہ ہے کہ اگلے گاؤں میں جاؤں۔

نوح ۔ کافی دُور ہے یہاں سے ۔۔ خیر یہ میرا مکان آگیا (رک کر) اگر تم آج رات کھانا یہاں کھا کر میری عزّت افزائی کرو تو کیسا رہے میرا خیال ہے کہ میری بوڑھی بیوی نے آج رات چوزا پکایا ہے۔

خدا ۔ اوہ! ۔۔ تم بہت نیک دل ہو بھائی! ۔۔ شاید میں ابھی تک تمہارا نام نہیں جانتا۔

نوح ۔ نوح ۔۔ صرف نوح، بھائی! ۔۔ یہ میرا گھر ہے۔ بے تکلّف اندر چلے آؤ!

نوح اور خدا، نوح کے گھر کی طرف چل دیتے ہیں جو پن چکّی کے قریب نظر آرہا ہے۔ سٹیج پر تاریکی چھا جاتی ہے ۔ منظر تبدیل ہو جاتا ہے۔

آٹھواں منظر

خدا اور نوح، نوح کے کمرے میں جو کھانے اور سونے دونوں کا کام دیتا ہے نظر آتے ہیں۔ کمرہ صاف اور خوشنما ہے۔ میز پر چار خانے کا میز پوش ہے۔ نوح کی بیوی (ایک بوڑھی، سیدھی سادی جبشن، صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے) انہیں وہاں ملتی ہے۔

نوح کی بیوی ایک اور مبلغ کو کھانے پر مدعو پاکہ بہت خوش ہوتی ہے ہر چیز تیار ہے۔ چوزا رکابی میں رکھا ہے۔ کچھ دیر نہیں۔ وہ سام۔ ہام اور یافث کو آواز دیتی ہے۔

"یہ ہمارے بچے ہیں" نوح کی بیوی کہتی ہے "یہ سب کافی دور ایک علیحدہ مکان میں رہتے ہیں۔ لیکن اتوار کو ہم سب رات کا کھانا اکٹھے کھاتے ہیں"

خدا نوح کی بیوی سے بہت خوش ہوتا ہے۔ وہ نوح کے گھر کو بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ سچ پوچھو تو وہ بے تکلف بھی بہت ہو جاتا ہے اور نوح کو اپنے دس دس آنے والے سگاروں میں سے ایک پیش کرتا ہے۔ پھر وہ سنجیدہ گفتگو چھیڑ دیتے ہیں۔

خدا۔ آخر نوح بنی نوع انسان میں سب سے بڑی خرابی کیا ہے؟

نوح۔ بھئی جہانتک میرا خیال ہے سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ کرۂ زمین بہت وسیع ہے۔ اب تم جانتے ہو کہ اس سے انسان تن آسان ہو جاتا ہے اور اپنا تمام وقت لڑنے جھگڑنے، فضول بکواس جوئے اور شراب نوشی میں ضائع کر دیتا ہے۔

خدا۔ اور، عورت ـــــ اس کا کیا حال ہے؟

نوح۔ کچھ نہ پوچھو۔ عورتیں تو مردوں سے بھی گئی گذری ہیں۔ اگر وہ عشق بازی سے باز آتی ہیں تو جوئے کے ٹکٹوں کے لئے روپیہ قرض لینے یا چرانے کیلئے نکل کھڑی ہوتی ہیں ـــ ابھی پچھلے سے پچھلے اتوار کا ذکر ہے کہ میں گرجے میں عبادت شروع ہونے سے ایک گھنٹہ پیشتر پہنچگیا۔ کیا دیکھتا

ہوں کہ ایک عورت منبر کا کپڑا چرانے کی کوشش کر رہی ہے ان میں اخلاق تو نام کو بھی نہیں صاحب۔ اب تم وہ واقعہ ہی لے لو جو گذشتہ ماہ ایسٹ پٹنی میں رونما ہوا۔ اس نوجوان۔ ولی روبک کا معاملہ ــــ

خدا۔ وہ کیا تھا؟

نوح۔ ایک لڑکا تھا وہاں سترہ سال کا ــــ وہ اپنی چچی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اب دیکھئے نا۔ ایسی باتیں ہمسایہ علاقے کے لئے تو بہت بُرا اثر رکھتی ہیں نا؟

خدا۔ بے شک ــ بے حد زہریلا اثر!

نوح۔ جی ہاں۔ یہ بہت اچھی قوم ہوا کرتی تھی۔ میں انہیں سدھارنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہوں لیکن معلوم دیتا ہے کہ جتنا میں انہیں انسان بنانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اسی قدر جانوروں سے بھی بدتر ہوتے جا رہے ہیں ــــ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس دنیا کا کیا بنے گا۔

خدا۔ یہ سچ ہے!

یکایک نوح کو اپنے گھٹنے میں ٹیس معلوم ہوتی ہے۔ وہ اسے بارش ہونے کا شگون تصوّر کرتا ہے۔ خدا کو بھی نوح کی رائے سے اتفاق ہے ــ ایک ایسی بارش ہوگی، وہ کہتا ہے۔ جو اس علاقے میں پہلے کبھی نہ ہوئی ہو!

"اگر متواتر چالیس دن اور چالیس رات بارش ہوتی رہے تو تم اسے کیا کہو گے؟"

"میں اسے ایک مکمل بارش کے نام سے موسوم کرونگا"۔ نوح جواب دیتا ہے"

"نوح!۔ تم نہیں جانتے میں کون ہوں ــــ جانتے ہو کیا؟"

تمہارا چہرہ بہت پُرسکون ہے :۔ لیکن میرا خیال نہیں کہ میں تمہیں جانتا ہوں"
اس وقت خدا خاموشی سے اُٹھتا ہے اور اپنے پورے قد پر پہنچکر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ بجلی گرتی ہے۔ بادل کی خوفناک گرج دل ہلا دیتی ہے ——— ایک لمحے کے لئے سٹیج پر تاریکی چھا جاتی ہے۔ جب دوبارہ روشنی ہوتی ہے تو نوح خدا کے سامنے دوزانو نظر آتا ہے۔

"مجھے پہچان لینا چاہیئے تھا تجھے ۔ اے پروردگار"! بوڑھا نوح کہہ رہا ہے۔ "مجھے تیرا جلال نظر آجانا چاہیئے تھا! میں محض ایک بوڑھا مبلغ نوح ہوں — خداوندا! تیرا ناچیز بندہ — میں کچھ بھی نہیں ہوں لیکن تو نے مجھے سب کچھ بخش دیا ہے"!

طوفان کے متعلق خدا کی تدابیر تکمیل ہو چکی ہیں۔ تمام بنی نوع انسان میں سے صرف نوح اور اس کے کنبے کو بچایا جائے گا۔

"میں تمہیں نابود نہ ہونے دوں گا، نوح" خدا کہتا ہے "تم اور تمہارا کنبہ تمہارے مویشی اور وہ تمام جاندار جو انسان نہیں ہیں بچا لئے جائیں گے۔ — لیکن باقی سب کچھ تباہ کر دیا جائے گا [اپنی جیب سے کاغذ اور پنسل نکالتا ہے] سنو! نوح! [نوح سیدھا ہوتا ہے اور خدا کے شانے کی طرف دیکھتا ہے] میں چاہتا ہوں کہ تم ایک کشتی بناؤ۔ اس کا نام کشتیِ نوح رکھا جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی شکل ایسی ہو [وہ کاغذ پر تصویر بناتے ہوئے گفتگو جاری رکھتا ہے] میں چاہتا ہوں کہ تم ہر چرند اور پرند کا جو اس ملک میں پایا جاتا ہے ایک ایک جوڑا لے کر

اس کشتی میں رکھ لو۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ تم ہر قسم کے بیج اور پودوں کی شاخیں بھی رکھ لو کیونکہ ایک نہایت تباہ کن طوفان آنے والا ہے ایک ایسا سیلاب جو ہر شئے کو فنا کر دے گا۔ سمندر میں تیرنے والا کوئی جہاز اس طوفان کی زد سے نہ بچ سکے گا۔ ہر چیز کو فنا ہونا پڑے گا۔ ہر چیز کو! ہر اس چیز کو جو میں نے اس خوبصورت دنیا میں بنائی، سوا ایک کے — اور وہ نوح! تم اور تمہارا کنبہ اور وہ جانور جو میں نے تمہیں بتائے ہیں۔ تم کشتی میں بیٹھ کر سیلاب سے بچ جاؤ گے۔ یہ سب کچھ اسی طرح ہوگا، نوح"

نوح کو جانوروں کے متعلق کچھ تشویش ہے۔ تمام جانوروں کے جوڑے جمع ہو کر اچھی خاصی دردِ سری کا باعث بن جائیں گے اور پھر خاص طور پر ہر قسم کے سانپ کا ایک جوڑا۔ اور اگر ہر قسم کے سانپ کشتی پر رکھنے ہی ہونگے تو بہتر ہوگا کہ وہ ایک پیپا بھی اپنے ساتھ لیتا جائے اور سانپوں کو ان میں بند کر دے۔ خدا اس رائے سے اتفاق کرتا ہے۔ نوح کہتا ہے کہ دو ٹھیک رہیں گے۔ ایک کشتی کے اس سرے پر اور دوسرا دوسرے سرے پر، تاکہ وزن قائم رہ سکے۔ لیکن خدا ایک پیپا لے جانے پر مصر ہے۔ نوح صرف ایک پیپا لے جا سکے گا جو وہ کشتی کے درمیان میں رکھ دے گا!

نوح کی بیوی کھانا لاتی ہے — دور سے بادل کے متواتر گرجنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ نوح اور خدا اپنی اپنی کرسیاں میز کے قریب لے آتے ہیں۔

منظر معدوم ہو جاتا ہے!

منظر نواں

نوح اور اسکے بیٹے سام، حام اور یافث کشتی بنانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ پہاڑی کے دامن میں گاؤں کے چند لوگ حیرت اور استعجاب سے انہیں دیکھ رہے ہیں۔ نوح کو کہیں سے جہاز ران کپتان کی وردی مل گئی ہے جو وہ پہنے ہوئے ہے۔ وہ خود تو کام نہیں کر رہا بلکہ صرف حکم دینے پر اکتفا کرتا ہے۔

مجمع، خصوصاً عورتیں نوح سے مذاق کر رہی ہیں بعض لوگ اسے سودائی خیال کرتے ہیں۔ لیکن وہ ان سب سے بے پروا اپنے کام میں مشغول ہے۔ جانوروں کے آنے کا وقت بھی قریب آ رہا ہے اسلیئے حام کو چاہیئے کہ وہ انہیں دامن کوہ سے جا کر لے آئے۔ اتنے میں زیبا اپنے نئے آشنا لڑکے کو لئے وہاں پہنچ جاتی ہے۔ یہ لڑکا دراز قد، بدصورت اور سیاہ فام ہے یہ بھی نوح کو دیوانہ خیال کرتا ہے۔ بعض دانا لوگ بھی کشتیاں بنانے میں مصروف ہیں مگر ان کا خیال ہے کہ اگر بارش ہوئی بھی تو نوح کے کہنے کے مطابق پانی اتنی بلندی تک نہ پہنچ سکے گا۔

قابیل ششم اور جواری لڑکے بھی ہجوم میں آ کر مل جاتے ہیں۔ وہ سب کے سب بہت خوش و خرم ہیں۔ زیبا جونہی قابیل کو دیکھتی ہے، مواقع کی نزاکت کو تاڑ جاتی ہے اور اپنے نئے آشنا کو آگاہ کر دیتی ہے کہ قابیل کے پاس ریوالور ہے۔ لیکن قابیل زیبا کی تردید کرتا ہے۔ اور

دیوالو رہ بڑھا دیتا ہے۔ آشنا لڑکا دیوالو رکو پکڑنے کے لئے آگے بڑھتا ہے تو قابیل چپکے سے چاقو نکال کر اس کی پشت میں پیوست کر دیتا ہے۔

"لوگو! زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں"۔ وہ یہ کہکر زیبا کو اپنے بازوؤں میں لے لیتا ہے، "میں نے اپنا راستہ صاف کر لیا ہے!"

لڑکے کا مردہ جسم زمین پر پڑا ہے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ اسے دفن کرنا ضروری نہیں کیونکہ اس جگہ بھلا آتا ہی کون تھا اور پھر وہ لڑکا تھا بھی کونسا بڑا آدمی!

بارش شروع ہو جاتی ہے۔ نوح منتظر ہی تھا۔ لیکن اسکا دل دکھتا ہے کہ کاش دوسرے لوگ عبرت پکڑیں اور توبہ کریں۔

لوگوں نے بارش کو معمولی جانا اور مجمع منتشر ہونے لگا۔ پہاڑی کے دامن میں چوپائے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ حام نے آکر کہا کہ جونہی ان جانوروں کو کشتی میں لادنے کے انتظامات مکمل ہو جائیں گے تو وہ انہیں جا کر لے آئے گا۔

نوح باواز بلند پکارتا ہے

"خدا نے اپنا نشان دکھا دیا۔ جانوروں کو فوراً سوار کر دو۔ خدائے قہار اب دنیا کو غرق کر کے ہی رہے گا۔"

حام کا چابک ہوا میں گونجتا ہے۔ جانور کشتی میں سوار ہو رہے ہیں!

پس منظر میں گانا سنائی دیتا ہے تاریکی چھا رہی ہے۔ گانے کی آواز آہستہ آہستہ بارش کی بوندوں میں گم ہو جاتی ہے!

دسواں منظر

کشتی سمندر میں جارہی ہے۔ سمندر کی لہریں ساکن ہیں۔ ہر طرف تاریکی ہی تاریکی چھائی ہے۔ صرف کشتی پر تھوڑی سی روشنی پڑ رہی ہے۔ سام کشتی پر بیٹھا پائپ پی رہا ہے۔

حام بھی بھائی کے پاس آن بیٹھتا۔ سام پوچھتا ہے۔

بھیا! یہ سفر کب تک جاری رہے گا؟"

"خدا جانے کب تک۔ ابا کہتے ہیں کہ بارش چالیس دن اور چالیس رات متواتر ہوتی رہیگی۔ اس کے بعد شاید ہم کہیں کنارے لگ جائیں نہ جانے بارش کب تھمے"!

تیسرا بھائی یافث بھی ان میں آن ملتا ہے اور کہتا ہے کہ بوڑھے ابا نے کہا ہے کہ اُس نے خواب میں کشتی کو کنارے لگتے دیکھا ہے۔ لیکن یہ خواب ہی خواب ہے —— نوح کی بیوی نوح سے ناراض ہو رہی ہے۔

"دیکھو بیٹو! تمہارے ابا تو شراب سے مخمور ہیں"۔ وہ غصے سے حکم دیتی ہے "کشتی کھینا چھوڑ دو!"

"لیکن وہ تو کہتے ہیں کہ انھیں خدا کا یہی حکم ہے!

"لیکن میرا یہی حکم ہے وہ تو دیوانہ ہو رہا ہے"۔ نوح بھی آہستہ آہستہ نیچے سے اوپر آتا دکھائی دیتا ہے۔ بیوی کی حقارت آمیز نگاہوں کے باوجود وہ اپنا اثر ڈالتا ہے۔

نوح ۔ کشتی کا اب محافظ کون ہو؟
بیوی ۔ کوئی ہوگا ۔۔ تمہیں کیا؟
نوح ۔ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں!
بیوی ۔ تم تو اتنی پی گئے ہو کہ آپے سے باہر ہو رہے ہو۔
نوح ۔ میں آپے سے باہر نہیں ہو رہا بلکہ تم ۔۔۔
وہ جانتا ہے کہ کشتی کا کھویا خود خدا ہے!

نوح کہتا ہے کہ ایک فاختہ اڑا دی جائے اور سام جا کر ایک فاختہ لے آتا ہے۔ حام بانس سے پانی ناپتا ہے۔ اب پانی کم ہوتا جا رہا ہے۔ مشرق کی طرف روشنی دکھائی دیتی ہے۔ دور سے کورس میں حمد گانے کی آواز سنائی دے رہی ہے۔

"زمین! ۔۔ خدا نے ہمیں کنارے لگا دیا ۔۔ سام تم آگ لا کر جلاؤ اور اسکو سینکو ۔۔ حام بیٹا تم بھی اپنے بھائی کی مدد کرو!"

فاختہ زیتون کی تازہ پتی لئے واپس آتی ہے۔ نوح اسے کشتی کے نچلے حصے میں بھیج دیتا ہے تاکہ وہ دوسرے جانوروں کو بھی یہ مژدہ جانفزا سنائے کشتی کے مکین سب خوش ہیں اور نوح کی بیوی اپنی گفتگو پر نادم ہو رہی ہے۔

"میں اس طویل عرصے میں بہت اکتا گئی تھی نوح!" وہ معذرت چاہتی ہے۔
"مجھے امید ہے کہ تم مجھے معاف کر دو گے۔"
"کوئی بات نہیں!" نوح کہتا ہے

پانی غائب ہو جاتا ہے لیکن کشتی پھر پہاڑی کے دامن میں نظر آتی ہے دُور۔ پس منظر، پہاڑ دھند میں سے نظر آنے لگتے ہیں۔ کشتی کے اوپر

قوسِ قزح نمودار ہوتی ہے!

نوح جنگلے کا سہارا لیئے ہوئے قدرت کی اس نیرنگی کی شان میں زیرِ لب کہہ رہا ہے "تیرا شکر ہے پروردگار ـــ لاکھ، لاکھ شکر!"

وہ یہ کہہ ہی رہا ہے کہ خدا اُس کے قریب نمودار ہوتا ہے۔ وہ نوح کو کشتی کی کامیاب اور بخیریت واپسی پر مبارکباد دینے آیا ہے۔ وہ اُن کی شراب نوشی اور متبذل گفتگو کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

میرا خیال ہے کہ تمہاری طرح کے ایک جہازران کو جو اس قدر لمبے سفر کے لیئے نکلا ہو کچھ مشورے کی ضرورت تھی تاکہ وہ پریشان نہ ہو جائے۔"

"شکریہ خداوندا ـــ اب کیا ارشاد ہے؟"

"تمام جانور بخیر و عافیت ہیں؟"

"ہر طرح سے تندرست اور صحت ور"

"تو پھر میں چاہتا ہوں کہ تم دائیں ہاتھ کے تختے کا دروازہ کھول دو اور انہیں پہاڑی کے دامن میں آزاد کر دو ـــ اور تم اور تمہارا کنبہ تمام بیج اور پودوں کی شاخیں لیکر کاشت کرے۔ میں سب کچھ از سرِ نو شروع کرنا چاہتا ہوں، نوح!"

نوح باہر چلا جاتا ہے۔ خدا اپنے ارد گرد نظر ڈالتا ہے۔

"اب ـــ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے!"

خدا مسکرا رہا ہے۔ وہ جانوروں کے باہر نکالے جانے کا شور سنتا ہے۔ چابک کی آوازیں اور کشتی میں سوار آدمیوں کی چیخ وپکار سنائی دیتی ہے

—— اُس طرف لے جاؤ"—— اوہ! آرام سے کام کرو"—— قطار میں رکھو انہیں"—— اس طرح کی ملی جلی آوازیں آتی ہیں —— پروں کے پھڑپھڑانے کا شور پیدا ہوتا ہے۔

"اب ٹھیک ہُوا — اے آوارہ پرندو! تمہیں نئے آشیانے بنانے ہونگے"

پرندوں کی چہچہاہٹ کا شور بلند ہوتا ہے —— خدا کچھ دیر سنتا رہتا ہے — اور پھر اپنا ایک بازو جنگلے پر رکھ کر آرام سے کھڑا ہو جاتا ہے۔

وہ آہستہ سے کہتا ہے ——

"جبرئیل —— ایک منٹ کے لئے آسکو گے!"

جبرائیل نمودار ہوتا ہے۔

"خداوند!"

کشتی کے دوسرے سرے سے آنیوالی آوازیں دب جاتی ہیں خدا ہاتھ اٹھا کر نئی دنیا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

خدا۔ دیکھو —— یہ ہو گیا!

جبرئیل۔ [ادب سے لیکن متاثر ہوئے بغیر] میں دیکھ رہا ہوں۔

خدا۔ ہاں! —— از سرِ نو ابتدا ہو گی!

جبرئیل۔ ہاں، خداوند

خدا۔ [چونک کر اُسے دیکھتے ہوئے] معلوم ہوتا ہے کہ تم اس سے کچھ زیادہ متاثر نہیں ہوئے۔

جبرئیل۔ ہاں خداوند مگر —— [جھجکتا ہے] آخر مجھے اس سے کیا غرض

یہ میرا کام بھی تو نہیں!

خدا - کیا؟

جبرئیل - میرا مطلب ہے کہ میں اس بارے میں کچھ زیادہ علم نہیں رکھتا۔

خدا - مجھے معلوم ہے تمہیں علم نہیں —— میں صرف یہ چاہتا تھا کہ تم اسے دیکھو [اُسے ایک دم کچھ خیال آتا ہے] ہاں، ہاں تمہیں اس سے کیا مطلب آخر؟ - یہ میرا کام ہے - یہ میرا تخیل تھا - اور اس کا ہر جزو میرا اپنا کام ہے کسی اور کا نہیں! یہ سب بوجھ میرے اپنے کاندھوں پہ ہے —— اور مجھے یقین ہے کہ اسی لیئے میں ان لمحات میں اس درجہ سنجیدہ اور متین ہوں —— تم جانتے ہو کہ یہ ایک خاصہ معمہ بن گیا ہے - میرے لئے؟

جبرئیل - [حلیمی سے] لیکن یہ سب کچھ ٹھیک تو ہے خداوند - جیسا آپ نے چاہا ویسا ہو گیا!

(خدا ایک گہری آہ بھرتا ہے - آہستہ سے دائیں اور بائیں دیکھتا ہے اور پھر نرمی سے کہتا ہے)

میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اب دوبارہ یہ سب کچھ ٹھیک طرح سے ہوتا رہے۔

[پردہ گرتا ہے]

دوسرا حصّہ

دو خادمائیں خدا کا دفتر صاف کر رہی ہیں اور اسی دوران میں باتیں بھی کرتی جا رہی ہیں۔ باہر سے بھنبھناہٹ کا مسلسل شور اور دور دور فاصلے سے خوفناک گرج کی آواز متواتر سنائی دے رہی ہے ـــ یہ آوازیں آہستہ آہستہ بلند ہوتے ہوتے نغمے میں دب جاتی ہیں جو پس منظر میں پیدا کیا جا رہا ہے۔

گرج کی دبی ہوئی آواز دور سے سنائی دیتی ہے لیکن اس کا مطلب کسی پر قہر کی خبر ہے۔ ناشتے سے لیکر اس وقت تک خدا زمین اور اس پر رہنے والے ناپاک انسانوں پر چھیالیس مرتبہ تباہ کن بجلیاں پھینک چکا ہے۔

خدا کبھی اس قدر نہیں جھلّایا تھا۔ اپنے دنیا کے سفر اور اس میں بسنے والے اُن آدمیوں کے معائنے کے دَوران میں بھی نہیں! جنکی مثال اس غلاظت کی سی ہے جو پانی پر تیر رہی ہو۔ ایک کہتی ہے۔

" جہاں تک میں جانوں انہیں ان کی مانگی مراد مل رہی ہے۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ میرا بھائی زمین پر ایک ولی کو یہاں لانے کیلئے گیا اس نے جو کچھ دیکھا اُس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر شیطان کی حکومت ہے اور تمام انسان اس کے مطیع ہو گئے ہیں۔"

چونکہ زمین کے ناگفتہ بہ حالت کو سدھارنے کے لئے خدا کو بے حد مصروفیت تھی اور گذشتہ چند دن وہ بہت دیر تک اپنے دفتر میں بیٹھا کام کرتا رہا تھا اسلئے دفتر کی صفائی کی ضرورت محسوس کی گئی۔ صفائی کرنیوالیوں کا خیال ہے کہ خدا کا دفتر بہت آراستہ اور خوبصورت ہونا چاہیئے اس لحاظ سے خدا کچھ قدامت پسند واقع ہوا ہے۔

ایک کہتی ہے "یہ جگہ تو اس وقت قابل دید ہوتی ہے۔ جب خداوندیاں کسی ضروری مطالعے میں محو ہو۔ بہشت میں ہر چیز اس قدر پر شوکت اور پر تکلف ہے کہ وہ کبھی کبھی اس سے اُکتا کر سادگی کی تلاش میں یہاں آن بیٹھتا ہے"

دوسری اپنے بارے میں کہتی ہے

"یہی حال میرا ہے۔ میرا جی بھی بعض دفعہ یہی چاہتا ہے کہ خدا کا دفتر دیکھوں اور میں صفائی کرنے یہاں آجاتی ہوں۔"

ان کا کام ختم ہونے کو ہے۔ خدا داخل ہوتا ہے۔ جبرئیل اس کے پیچھے پیچھے ہے۔ وہ آج صبح بیحد مصروف رہے تھے۔ جبرئیل کے حساب کے مطابق کل بجلیوں کی تعداد اٹھارہ ہزار نوسو ساٹھ نکلتی ہے :

"ان میں جو تسشی قوم کا گاؤں بھی شامل ہے۔ ان کی تعداد یقیناً جلد بڑھ جائے گی۔ وہ مجھے بہت بڑے لگتے ہیں۔ وہ مجھے بے حد بڑے لگتے ہیں"! خدا متانت سے کہتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ بادل کی کڑک اور بجلیوں سے کام نہیں نکلے گا۔

اکثر اوقات خدا کو بعض معاملات اپنے ہاتھ میں لینے پڑتے ہیں مثلاً خدا اس وقت ایک جھوٹے شخص کی طرف انگلی اُٹھا رہا ہے۔ یہ شخص زمین پر ایک بھولی بھالی لڑکی سے شادی کا جھوٹا وعدہ کر رہا ہے ـــ "او خدا!" کی ایک ہلکی سی نسائی چیخ جو زمین سے آتی ہے۔ اس اثر کو ظاہر کرتی ہے جو خدا کے کسی انسانی کام میں دخل سے پیدا ہوتا ہے۔

خدا کا حوصلہ ٹوٹ گیا ہے۔ لیکن وہ جبرئیل کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرتا کہ پہلے سیلاب کی طرح دنیا کو پھر تباہ کر دے۔

"سیلاب سے کس قدر فائدہ ہوا، یہ تو تم دیکھ ہی رہے ہو ـــ آج کے دن بھی دنیا کی وہی حالت ہے جو ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے!"

اور نہ وہ انسان کو دنیا سے مٹا کر وہاں کوئی اور جاندار آباد کر سکتا ہے کیونکہ یہ اس کے اعترافِ شکست کے مترادف ہے۔

خدا۔ نہیں!۔ یہ نہیں ہو سکتا ـــ انسان سے مجھے ایک قسم کا اُنس ہو گیا ہے۔ اور اس کی فلاح کی کوشش سے ہاتھ اُٹھا لینا مجھے منظور نہیں ـــ بہر حال، اندرونی یا۔ کسی اور طریقے سے انسان کو درست تو کرنا ہی ہوگا ـــ آخر میں اس جھنجھٹ میں سرے سے پڑا ہی کیوں؟

جبرئیل۔ یہی تو ایک جھگڑا ہے جس کے متعلق پریشان ہوتے ہوئے میں آپ کو نہیں دیکھ سکتا، خداوند!

خدا۔ جبرئیل! ایسی تو کوئی چیز بھی نہیں جو کسی کے لیے کسی نہ کسی تفکّر کا

باعث نہ ہو! — میں نے تمہارے سامنے کبھی اپنی مشکلات کا ذکر نہیں کیا جو زمین اور آسمان کے کاروبار چلانے میں مجھے پیش آتی ہیں — یہ ایک لمبی کہانی ہے! جس قدر زیادہ جم کر میں مسندِ خدائی پر بیٹھتا ہوں اسی قدر زیادہ محنت سے مجھے کام کرنا پڑتا ہے — زیادہ توجہ سے حالات کو سنبھالنا پڑتا ہے اور اس کے لئے دماغی کاوش اور وقت درکار ہے۔ انسان میں سب سے زیادہ خرابی یہی ہے کہ مجھے اس پر اپنا بہت سا وقت ضائع کرنا پڑتا ہے۔ اُسے چاہیئے کہ وہ خود بھی کبھی اپنی مدد کر لیا کرے۔ [وہ رُکتا ہے اور خیالات میں ڈوب جاتا ہے] اوہ! وہ مارا!! — میں سمجھ گیا!

جبرئیل۔ کیا سمجھ گئے آپ خداوند؟

خدا۔ کتنی اچھی تدبیر! — کتنی اچھی تدبیر سُوجھی ہے مجھے!!

جبرئیل۔ مجھے بھی بتائیے نا، خداوند؟

خدا۔ جبرئیل! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بنی نوع انسان میں اچھے اچھے لوگ بھی پیدا ہونے لگے ہیں۔

جبرئیل۔ بجا ارشاد ہے خداوند۔

خدا۔ ذرا ابراہیم اور اسحاق ہی کو لو اور ان کی اولاد سے یعقوب اور ان کے بیٹے۔

جبرئیل۔ خداوند!

خدا۔ کتنے اچھے تھے یہ لوگ۔

جبرئیل - اور یہی وجہ ہے کہ وہ آج ہمارے ساتھ بہشت بریں میں اُڑتے پھرتے ہیں ورنہ ـــــ

خدا - کیا کہا تم نے ؟

جبرئیل - کیوں بار الٰہا!

خدا - جب تک انسان تمہاری طرح رہا تو باغ عدن میں آرام اور سکھ تھا ـــــ وہ رات، دن فرشتوں کی طرح بیکار رہتا تھا لیکن جوں ہی میں نے اسے تھوڑا سا اختیار دیا تو بس وہ ـــــ (وقفہ) ـــــ ہاں مجھے یاد آیا، ـــــ

میں ایک نیا تجربہ کرنا چاہتا ہوں

جبرئیل - [اشتیاق سے] نیا تجربہ - خداوند، وہ کیا ہے۔

خدا - میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا ـــــ تم جا کر ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کو بھیجدو۔

خدا نے جبرئیل کو مشورہ دیا کہ وہ چاہِ ظلمات کے پاس سے گذرے تو وہ کنارے پر جھک کر شیطان سے کہتا جائے کہ اس نے نافرمانی کرکے لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا ہے۔

جبرئیل کو خدا کا یہ پیغام سن کر خوشی ہوئی اور اُسے موقع مل گیا کہ وہ شیطان کے منہ پر پھٹکار ڈال سکے۔

خدا کو تھوڑا سا وقفہ مل گیا ہے۔ جب تک ابراہیم اور اسحاق نہیں آتے وہ معجزہ دکھائے گا۔ سورج کی گرمی زیادہ ہو رہی تھی۔ اُس نے

ایک بادل کو پیدا کیا جس نے سورج پر چھا کر اُس کی تمازت کو مدھم کر دیا۔

میرے بندو! جونہی ابراہیم اسحاق اور یعقوب آرام سے کرسیوں پر بیٹھ گئے تو خدا نے کہنا شروع کیا۔" میں تم سے ایک تجویز کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ بات کچھ ایسی ہے کہ اس کا اثر تمہارے خاندان اور اولاد پر پڑے گا اسلئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ تم سے بھی مشورہ کرلوں۔ تم سے میں بہت خوش ہوں کیونکہ تم نے میرے منشاء کو پورا کیا ہے۔ میرے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے تم کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر تم کامیاب نکلے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ایک قطعہ زمین پسند کرلو تاکہ تمہاری اولاد کو میں وہ جگہ بخشدوں ۔۔۔ باقی دنیا جائے بھاڑ میں!

تمہاری فرمانبرداری کا صلہ تمہاری اولاد ہی کا حق ہے۔ تم دنیا سے خوب واقف ہو گے اس لئے جو جگہ تمہیں پسند ہے مجھے بتا دو۔ ہاں تم سوچ سکتے ہو تاکہ انتخاب لاجواب ہو!" [وقفہ]

ابراہیم۔ خداوندِ قدیر! میں تو کنعان کو پسند کروں گا۔

خدا۔ [اسحاق اور یعقوب سے] تمہاری کیا رائے ہے؟

یعقوب۔ [اسحاق کا اشارہ پاکر] ہمیں باباجان کی رائے سے اتفاق ہے۔

خدا۔ [کھڑکی کے قریب جاکر باھر دیکھتا ہے] سرزمین کنعان! ۔۔۔ اچھی جگہ ہے میں اُسے تمہارے لئے وقف کر دوں گا [پھر اپنی جگہ پر آن بیٹھتا ہے] لیکن تمہارا جانشین کون ہوگا ۔۔۔ یہ فخر

صرف تمہارے خاندان تک محدود ہے!

اسحٰق۔ باری تعالیٰ ــــ جانشین کیسا ہو؟ مقدس یا صاحبِ فراست؟

خدا۔ مقدس! فراست میں اسے خود دے دوں گا (تینوں خدا کی اس دین کا شکریہ ادا کرتے ہیں]

اسحٰق۔ [ابراہیم اور یعقوب سر سے اثبات میں اشارہ کرتے ہیں] خداوند میری نسل کا آخری بیٹا اس قابل ہے کہ تو اسے انتخاب کرے

خدا۔ وہ کہاں ہے؟

اسحٰق۔ اے عالم الغیب، وہ اس وقت مدین میں گلہ بانی کر رہا ہے مصر میں اس سے تھوڑی سی بات ہو گئی تھی۔ ایک مصری نے ہمارے خاندان کے ایک شخص کو گالی دی ــــ فرعونِ مصر نے ہمارے خاندان کو اس قدر ذلیل کر رکھا تھا کہ ہمارے خاندان کو گالی دینا معمولی بات تھی مگر ہمارا وہ غیور بیٹا بھڑک اٹھا اور اُس نے مصری کو مار ڈالا۔

خدا۔ ہاں میں نے سُنا تھا ــــ (غضب ناک ہو کر) لیکن انہیں ذلیل کس نے کیا! ان کی بُری عادت نے [سب کے سر شرم سے جھک جاتے ہیں] لیکن اب میں انہیں نجات دوں گا۔ وہ کنعان کے مالک ہوں گے۔ ان کا نجات دہندہ کون ہو گا ــــ موسیٰ تمہاری نسل کا آخری بیٹا اور تمہارا جانشین!

اسحٰق۔ بیشک خداوند!

خدا۔ (مسکراتے ہوئے) میں اسکو ایک عرصے سے دیکھ رہا ہوں۔

ابراہیم۔ خداوند کریم۔ تو ہمارے خاندان پر کس قدر مہربان ہے اور اس کو کتنی نعمتیں عطا کی ہیں تو نے!

خدا۔ میں نے تمہیں تمام دنیا پر فضیلت دی ہے — میں نے تمہیں سرفراز — اب تم جا سکتے ہو!

[تینوں نہایت عجز و انکسار سے اُٹھتے ہیں اور ان کے لبوں پر خدا کی حمد ہے]

"توہی سب تعریف کے لائق ہے تیری ہی ہم سب حمد کرتے ہیں۔ تو بڑا مہربان ہے خداوند —"

دُور سے نغمے کی آواز سنائی دینے لگتی ہے، خدا کھڑے کھڑے ان کو جاتے دیکھتا ہے۔ جاؤ! میں نے تمہیں دنیا کا وارث بنایا!

[وہ کھڑکی کی طرف بڑھتا ہے۔ نغمہ مدھم ہوتا جا رہا ہے وہ کھڑکی سے زمین کی طرف خطاب کرتا ہے]

موسٰے میں خود زمین پر آ رہا ہوں۔ میرے کلیم! میری مرضی پوری ہو کر رہے گی۔

[سٹیج تاریک ہو جاتی ہے۔ گانا بلند ہوتا جا رہا ہے۔ جب تک یہ منظر معدوم ہو کر دوبارہ روشنی ہونے سے دوسرا منظر پیدا نہیں ہوتا گانا زور سے گایا جا رہا ہے]

منظر دوسرا

ایک غار کے منہ پر ہری ہری گھاس پر موسیٰ بیٹھا دوپہر کا کھانا کھا رہا ہے جو اس کی بیوی صفورہ لائی ہے۔ موسیٰ کی عمر چالیس برس کے لگ بھگ ہے۔ صفورہ اس سے کم عمر ہے۔

غار کے قریب تاریکی ہے جس سے دونوں کچھ پریشان سے معلوم ہوتے ہیں۔ تمام فضا پر سورج کی روشنی دکھائی دے رہی ہے۔ جہاں وہ کھڑے ہیں وہاں بارش کے آثار نظر آ رہے ہیں۔

صفورہ کا خیال ہے کہ شاید خدا نے موسےٰ کو مصر کی آمد کی خبر دینے کے لئے یہ نشان دکھایا ہے اور نئے فرعونِ مصر نے موسےٰ کو گرفتار کرنے کے لئے اپنی فوج بھیجی ہے۔

موسےٰ کو اس کا ذرّہ بھر بھی خدشہ نہیں کیونکہ خدا خود اس کا محافظ ہے کئی سالوں سے وہ فرعون کی زد سے محفوظ رہا۔ اب وہ اس کو کیسے چھوڑ دے گا۔ اسے خدا پر پورا بھروسہ ہے۔ جونہی صفورہ لوٹتی ہے تاریکی میں سے خدا خود ظاہر ہوتا ہے اور ایک جھاڑی کے پیچھے سے آواز دیتا ہے۔ اوّلاً اسے موسےٰ اپنے بھائی ہارون کی آواز خیال کرتا ہے لیکن جھاڑی میں سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں۔ اب موسیٰ کو یقین ہو جاتا ہے کہ خدا اس سے ہمکلام ہو رہا ہے۔

یہ آگ نہ تھی بلکہ ایک معجزہ تھا خدا نے موسےٰ کو بتایا کہ اُسے بھی

معجزہ دکھانے کی اجازت ہے۔ خدا اُسے کہتا ہے کہ وہ مصر میں جاکر اپنی قوم کو نجات دلائے

"موسیٰ تیری قوم والے میرے منتخب لوگ ہیں۔ فرعون کا ظلم حد سے بڑھا جارہا ہے۔ اسلئے تم ان کو مصر سے نکال لے جاؤ۔ نیل کا پانی تمہیں راستہ دے دیگا۔ مگر یہ آسان کام نہیں ایک مدت تک تم سرگرداں رہو گے اور پھر —"

"پھر کیا خداوند؟"

"اور پھر تم کنعان کی بستی میں داخل ہو گے۔ وہ بستی ہم نے تمہارے لئے چُن لی ہے اور تمہاری قوم سے ہم اسکا وعدہ بھی کر چکے ہیں!"

"لیکن فرعون مجھے کب اجازت دے گا کہ میں اپنی قوم کو بچا لے جاؤں؟"

"میں جانتا ہوں — معجزہ تمہاری راہنمائی کرے گا!"

موسیٰ چاہتا ہے کہ خدا ہارون کو بھی اس کے ساتھ بھیجدے۔ خود خدا ہی ہارون کا نام تجویز کرتا ہے اور ایک اور معجزہ دکھا کر ہارون کو وہاں اپنے درمیان نمودار کر دیتا ہے۔

خدا دونوں کو بتانا شروع کرتا ہے کہ عصا کا معجزہ کیا ہے۔ موسیٰ کا عصا لیکر خدا زمین پر ڈال دیتا ہے اور پھر —

روشنی مدھم ہو جاتی ہے۔ سین معدوم ہو جاتا ہے۔ گانے کی آواز آرہی ہے!

منظر تیسرا

فرعون کے دربار میں اس کا تخت ــــ گویا حبشی مذاق کا ایک بڑا سا کمرہ۔ دیواروں پر بڑے بڑے شاہی پرچم آویزاں ہیں جن پر مصری نشانات ہیں۔

تخت ایک معمولی قسم کی کرسی ہے جو ایک اونچی جگہ پر رکھی ہے۔ فرعون تخت پر متمکن ہے۔ اس کا لباس اور تاج بالکل ایک حبشی افسر جیسا ہے۔ تخت کے اردگرد سلطنت کے اراکین ہیں۔ ان کی ٹوپیوں پر چھوٹے چھوٹے پر لگے ہوئے ہیں۔ ان کا لباس فوجی قسم کا ہے۔ کمر میں تلوار لٹک رہی ہے۔ تخت سے کچھ فاصلے پر سپاہی ہاتھوں میں خنجر لئے کھڑے ہیں۔ تخت کے ایک طرف خاص قسم کا لباس پہنے چند لوگ کھڑے ہیں۔ اُن کے چہروں پہ ڈاڑھیاں ہیں۔ ان کا لباس عجیب وضع کا ہے۔ یہ سلطنت کے جادوگر ہیں۔ درباریوں کا لباس گو مختلف ہے۔ مگر زرق برق ضرور ہے۔

فرعون سب سے بڑے جادُوگر کو طلب کرتا ہے اور اُس سے دریافت کرتا ہے کہ آیا اس کے احکامات کی تعمیل کی گئی۔ جواب میں جادُوگر مفصل بیان کرتا ہے کہ کس طرح فرعون کے حکم کی لفظ بلفظ تعمیل کی گئی ہے۔

"اے جاہ و جلال کے مالک! ہم نے تیرے حکم کی تعمیل میں

گذشتہ رات ہزار ہا بچے قتل کر دیئے"! جادوگروں کا سردار فخریہ
بیان کرتا ہے۔

"مرحبا! مرحبا! تم ہمارے حکم کو خوب بجالائے مگر ہمارا دل ابھی تک
خطرہ محسوس کرتا ہے بالکل پرواہ مت کرو۔ عبرانیوں کو خوب ذلیل کئے
جاؤ ــــ عبرانی کتے"!

درباریوں میں ہلچل سی پیدا ہو جاتی ہے۔ سپاہیوں کی روک تھام کے باوجود موسیٰؑ اور ہارون آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ دونوں آگے بڑھکر فرعون کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرعون گرج کر ان کے قتل کا حکم دیتا ہے۔ لیکن سپاہی کی تلوار بلند ہونے سے قبل ہارون کا ہاتھ بلند ہوتا ہے اور ایک نورانی ہالہ ان کے گرد نمودار ہو جاتا ہے۔

سپاہی خود بخود پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ فرعون اپنے جادوگروں کو آگے بڑھنے کا حکم دیتا ہے وہ موسےٰ اور اس کے معجزے کا رد سوچتے ہیں لیکن ان کی فسوں سازی بیکار ثابت ہوتی ہے۔ وہ مجبور ہو کر صلح پر رضا مندی کا اظہار کرتے ہیں۔ فرعون بھی خوش ہے کہ اس کے دربار میں دو اور جادوگروں کا اضافہ ہو گیا۔ وہ ان سے اپنی رغبت کا اظہار کرتا ہے۔

"مجھے جادوگری سے والہانہ محبت ہے۔ میں تو اس کے لئے بعض
دفعہ خزانوں کے دروازے بھی کھول دیتا ہوں۔ میری بخشش تمہیں
بھی مالامال کر دے گی"!

موسےٰ اور ہارون زمین پر عصا پھینکتے ہیں جو اژدھا میں تبدیل

تبدیل ہو جاتا ہے۔ فرعون اسے شعبدہ بازی سمجھ کر خوش ہوتا ہے لیکن اس قدر خوش بھی نہیں کہ موسیٰ کو اس کی قوم کی آزادی دیدے۔ اور فرعون بھلا عبرانیوں کو کب جانے دیتا ہے۔ کیا عبرانی اس کے غلام نہ تھے؟۔ وہ دونوں اپنی قوم کے کراہنے کی آواز جو دربار کے باہر سے آرہی تھی سُن رہے تھے۔ لیکن فرعون انہیں آزاد کس طرح کرے ــــ اُس نے کئی مرتبہ انکار ہی کیا، سنئے معجزے کی ضرورت تھی!

ہارون عصا کو ہوا میں ہلاتا ہے۔ تمام کمرے میں تاریکی چھا جاتی ہے اور مچھروں کی بھنبھناہٹ سنائی دیتی ہے۔ درباری چیخ پکار سے ہال سر پر اُٹھا لیتے ہیں۔ آخر کار فرعون چلاتا ہے ــــ

"یہ شعبدہ بازی روک لو!"

"کیا تم عبرانیوں کو آزاد کرو گے"

"ہاں، ہاں!"

دوبارہ روشنی ہو جاتی ہے بھنبھناہٹ کا شور معدوم ہو چکا ہے فرعون مسکرا رہا ہے۔ اُس نے شعبدہ بازوں کو جُل دے کر اُن سے کام نکال لیا۔ وہ بھلا غلاموں کو کیوں آزاد کرنے لگا ــــ؟

موسیٰ نے دوبارہ معجزہ دکھانے کا عزم کیا۔ ہارون نے پھر عصا اُٹھایا۔ تاریکی چھا گئی اور ہال بھڑوں سے بھر گیا۔ درباریوں کے بدن پر اُن کے ڈنک کا اثر ہونے لگا۔ آہ و بکا اور رو اویلا اس قدر بڑھا کہ مجبور ہو کر فرعون بھی چلّانے لگا۔ ایک بھڑ نے اُسے ناک پر کاٹ کھایا۔ اس نے اپنی

تکلیف کا اسے زیادہ احساس ہے۔ وہ دوبارہ عاجزی کرتا ہے۔

موسیٰ کے حکم سے بھڑیں جا چکی ہیں۔ فرعون مسکرا رہا ہے —— پھر وہی چال! وہ پھر اپنے قول سے پھر گیا۔ موسےٰ کی آنکھیں ایک سرمدی نور سے چمک اٹھتی ہیں۔ وہ غضب ناک ہو کر کہتا ہے۔

"اے بادشاہ! تو بار بار جھوٹ بول رہا ہے — تجھے اپنے قول کا بھی پاس نہیں؟"

"کیا کہا؟ میں جھوٹ بول رہا ہوں — یہی میرا شعبدہ ہے!"

"اے بادشاہ خدا سے ڈر۔"

"کس سے؟"

"بنی اسرائیل کے خدا سے۔"

"بنی اسرائیل کا خدا"

"اے بادشاہ، ڈر اس سے جس کا عذاب سخت ہے۔ اور بنی اسرائیل کو جانے دے!"

"تم یہاں تبلیغ کرنے آئے ہو؟"

"اے بادشاہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ ماسوا اس کے کہ عبرانیوں کو چھوڑ دے۔"

"خاموش! —— [موسیٰ کا اشارہ پا کر ہارون عصا اٹھاتا ہے] اگر تم نے یہ شعبدہ پھر کیا تو میں ——"

"اے خداوند ارض و سما میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے [ہارون سے] عصا پھینک دو!"

[بجلی گرنے کی ہولناک آواز۔ تاریکی۔ کئی چیخیں گونج اٹھتی ہیں۔ جب پھر یکایک روشنی ہو جاتی ہے تو بہت سے نوجوان درباری زمین پر بے ہوش گرتے نظر آتے ہیں۔ اور بعض کو دوسرے تھامے ہوئے ہیں]

"یہ تم نے کیا کر دیا؟۔ میرا بچہ کہاں ہے؟" [دروازے میں سے چار آدمی ایک لاش کو اٹھائے داخل ہوتے ہیں]

ایک آواز۔ اے مصر کے خدا!

[لاش جب نزدیک لائی جاتی ہے تو فرعون صدمہ کی تاب نہ لا کر کرسی سے گر پڑتا ہے]

"میرا بچہ — میرا لخت جگر!" [درباری سوگ میں سر جھکا لیتے ہیں]

"خدا کے قہر کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اے بادشاہ! اب بھی عبرت پکڑو اور بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے دو"۔

"تم انہیں لے جا سکتے ہو —"

[روشنی مدھم ہونے لگتی ہے۔ منظر غائب ہوا جا رہا ہے۔ دور سے آزادی کا گیت سنائی دے رہا ہے آوازیں بیشمار ہیں — آہستہ آہستہ روشنی تیز ہوتی ہے اور چوتھا سین نمودار ہوتا ہے!]

منظر چوتھا

گانا ابھی تک جاری ہے اور روشنی کی تیزی کے ساتھ بلند ہوتا جا رہا ہے۔ سٹیج پر بنی اسرائیل کے بچوں کا ایک جم غفیر عازم سفر ہے — وہ

سب گا رہے ہیں -

اس قافلے میں ہر عمر کے لوگ شامل ہیں۔ اکثر کا لباس پھٹا پرانا ہے ۔ ہر د کاندھوں پر اپنا اپنا بوجھ اُٹھائے جا رہے ہیں۔ بعض کے پاس ہاتھ گاڑی ہے۔ پچھلی رات کا وقت ہے۔ ستاروں کی روشنی سے لوگوں کے چہرے نمایاں ہوتے جا رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ پَو پھٹ رہی ہے۔

موسیٰ ہارون کے بازو کے سہارے آتا دکھائی دیتا ہے ۔ دونوں اب بوڑھے ہو چکے ہیں ۔ ان کی ڈاڑھیاں لمبی اور بھوری ہیں ۔ موسیٰ کچھ مضمحل سا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی ایسا واقعہ ہو گیا ہو جو پہلے کبھی نہ ہوا تھا اور موسیٰ اسکے بارے میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اب بوڑھا ہو چکا ہے۔ لیکن اسے خدا کا وعدہ بھی یاد ہے کہ خدا اُسے ضرور ارض موعود دکھائے گا۔ بالآخر وہ کہتا ہے -

"چالیس برس سے میں تمہاری رہنمائی کر رہا ہوں۔ میں تمہیں مصر سے باہر نکال لایا تھا میں نے تمہیں سینا کی لق و دق وادی سے نجات دلائی لیکن اب مجھ سے آگے نہیں بڑھا جاتا۔"

ہارون - رات بھر یہیں آرام کریں، صبح تازہ دم ہو کر آگے بڑھیں گے۔

موسیٰ ہم نے مخبروں کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ ہمیں یہاں سے تین میل کے فاصلے پر ملیں۔ اگر ہم وہاں نہ پہنچے تو وہ خواہ مخواہ پریشان ہو کر یہاں تک آئیں گے۔ اب اندھیرا ہو رہا ہے۔

ہارون - ابھی تو نہیں ــــــ بھائی !

موسیٰ۔ اوہ! ــــ میری آنکھیں کمزور ہوگئیں۔

ہارون۔ شاید گرد و غبار کی وجہ سے یوں محسوس ہوتا ہے۔

موسیٰ۔ میری بینائی کم ہوتی جا رہی ہے ــــ خداوند! کیا تیرے بندوں کا رہنما نابینا ہو جائیگا؟ ہارون تم کہاں ہو؟

ہارون۔ بھائی۔ میں یہ رہا۔

موسیٰ۔ کیا ابھی تک خدا کا وعدہ پورا ہونے کا وقت نہیں آیا؟

ہارون۔ کیوں نہیں بھائی!

[لوگ حیرانی سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگتے ہیں]

موسیٰ۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وقت آن پہنچا ہے۔ خدا نے مجھے دریائے یردان کا وعدہ دیا تھا۔ مگر میری قوم نے خدا کا وعدہ توڑ ڈالا اور چالیس برس تک بھٹکتی رہی۔ میں نے ابھی مکاشفہ میں دریائے یردن اور وہ بستی دیکھی ہے جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔

[دور سے خوشی کے نعرے بلند ہوتے سنائی دیتے ہیں]

قافلے کا سردار۔ نوجوان یشوع۔ کہاں ہے، کہاں ہے وہ

[یشوع یشوع کی پکار تمام سٹیج پر پھیل جاتی ہے۔ موسیٰ اُسے بلا رہا ہے۔

"کہاں گیا وہ؟" یشوع داخل ہوتا ہے۔ وہ ایک مضبوط چالیس سالہ حبشی ہے]

یشوع۔ [موسیٰ کے قریب جا کر] میں حاضر ہوں آقا!

موسیٰ۔ یشوع یہ شور کیسا تھا؟

یشوع۔ مخبر واپس آ گئے ہیں۔ وہ خبر لائے ہیں کہ دریائے یردن ہمارے دائیں ہاتھ کی طرف قریب ہی ہے۔ اور یریحو کی سرزمین بالکل اس

کے بالمقابل دوسری طرف ـــــ ہم خود دیکھ آئے ہیں۔

[نعرہ ہائے مسرت پھر بلند ہوتے ہیں۔ ہر کوئی اپنی مرضی کے مطابق نعرے لگا رہا ہے آخر کافی ہلچل کے بعد شور ذرا تھمتا ہے۔ قافلے میں اور بہت سے لوگ آن ملتے ہیں۔ یشوع نئے آنے والوں کو دیکھ کر پوچھتا ہے] "مخبر کہاں ہیں"؟

موسیٰ۔ [شور تھم جانے کے بعد] دریائے یروان کا پتہ مل گیا۔

پہلا مخبر۔ جی!

موسیٰ۔ یشوع، تم فوج کو سنبھالو اور ہارون یہاں کاہنوں کے ساتھ رہیگا۔

یشوع۔ اور آپ؟

موسیٰ۔ میں بھی پیچھے ہی رہ جاؤں گا۔ تم لوگوں کو اکٹھا کر کے حملہ کر دو۔ اور غروب آفتاب سے قبل شہر پر قبضہ کر لو۔

یشوع۔ اتنی جلدی ناممکن ہے۔ شہر کے گرد فصیل ہے اور ہمارے پاس آدمی بھی کافی نہیں۔

موسیٰ۔ تم فتح پاؤ گے!

یشوع۔ لیکن کیسے؟

موسیٰ۔ تم محاصرہ کر لو! ـ کاہن بھی ہمارے ساتھ ہی جائیں گے۔ وہاں جا کر بکرے کا سینگ بجانا، خدا خود میری مدد کرے گا اور ـــــ

یشوع۔ بہتر!

موسیٰ۔ میں نے جتنی بار کسی شہر پر حملہ کیا۔ خدا ہمیشہ میرے ساتھ رہا ـــــ

کبھی شکست نہیں کھائی ہم نے ؟

بہت سی آوازیں ۔ کبھی نہیں — کبھی نہیں ! [سب ہاتھ اُٹھاتے ہیں]

موسیٰ ۔ اب بھی خدا ہماری مدد کرے گا [وہ دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے سب جھک جاتے ہیں] اے خدا اب مجھ میں طاقت نہیں اس لئے میں بنی اسرائیل کے نوجوان اپنی راہ میں لڑنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ تو ہی ان کا محافظ و ناصر ہو! [وقفہ] میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اب اس کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔ اب یہ نوجوان ہیں اور تو — تو ہی ان کا رہنما ہو، تاکہ ہم موعودہ شہر کو دیکھ سکیں! آمین ! [یشوع سے] آگے بڑھو — اور تم سب اس کی پیروی کرو، کوچ کا حکم دے دیا جائے [نقارہ بجنے کی آواز سنائی دیتی ہے] رات کو تم ریحو کے شہر ہی میں آرام کرو گے !

فوج کوچ کر چکی ہے۔ قافلے کا گانا ختم ہو گیا ہے۔ خدا موسیٰ کی دعا کے جواب میں خود آتا ہے۔ وہ موسیٰ سے ناخوش نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے۔

"موسیٰ ! تو میرا نیک بندہ ہے۔ تو نے اپنی قوم کی خوب رہنمائی کی — ہاں ایک بار تیری حرکت پر مجھے غصہ آیا تھا — جانتا ہے کہ بعض دفعہ رحیم خدا، قہار بھی بن جاتا ہے۔ ہم نے تیری دعا کو سُن لیا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ خود ارض موعود کو دیکھ سکے — کیا تو کھڑا ہو سکتا ہے؟"

موسیٰ۔ کیوں نہیں خداوند!

خدا۔ آ! میں تجھے وہ سرزمین دکھاؤں جس کے لئے اس قدر بیتاب ہے تو اس پہاڑی پر چڑھ کر تو اسے دیکھ سکے گا۔ یہ جگہ ارض کنعان سے بھی ہزار درجہ زیادہ خوبصورت ہے۔

موسیٰ پہاڑ پر چڑھ رہا ہے اُس میں ایک تازگی آگئی ہے۔ وہ حیران ہے کہ خدا تو اس کے پاس ہے۔ یشوع اور اس کی فوج کی مدد کون کرے گا۔ خدا اسے بتاتا ہے کہ اس کا اپنا یقین موسیٰ میں تازگی پیدا کر رہا ہے۔ اور یشوع کی مدد خدا کر رہا ہے۔ دور سے سینگ کے بجنے کی آواز سنائی دیتی ہے اس کے ساتھ ہی فصیل کے گرنے کا دھماکہ ——— اور قریب سے پس منظر کا گانا ———

"خداوند ——— تو ہی حمد کے لائق ہے۔ تو نے ہی بنی اسرائیل کو فتح دی ——— وہ اب ارض کنعان میں داخل ہو رہے ہیں۔ اے خداوند! تیرا وعدہ پورا ہو گیا!"

خدا خاموش ہے۔ آخر کچھ دیر کے بعد وہ کہتا ہے۔

"موسیٰ ——— آؤ چلیں!"

اور پھر مسکراتا ہوا موسیٰ کو سہارا دیئے پہاڑی پر چڑھ رہا ہے۔ جب وہ چوٹی کے قریب پہنچتے ہیں تو تاریکی چھانے لگتی ہے۔

اندھیرے میں سے مسٹر ڈیشی کی آواز سنائی دیتی ہے ——— وہ کہہ رہا ہے۔

"بچو! اس کے بعد خدا کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ ارض کنعان میں بنی اسرائیل پھر ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے لگے اور اس کا نتیجہ ان کی غلامی ہوا۔ اب وہ ارض بابل میں پہنچ چکے تھے۔"

دور سے گانے کی آواز آرہی ہے ــــ منظر معدوم ہو جاتا ہے!

منظر پانچواں

نیو اورلین کے ایک پبلک نائٹ کلب کے ہال کا تصور دماغ میں لے آیئے۔ جہاں لوگ جمع ہیں۔ ان کا لباس وہی ہے جو محفل رقص و سرود میں حبشی پہنتے ہیں۔ یہ لوگ بابل کے عیاشوں کو پیش کریںگے۔ ہال میں ایک بہت بڑا اور لمبا میز رکھا ہے۔ اس کے ایک سرے پر ایک اور میز شہ نشین پر رکھا ہے۔ جس پر "بادشاہ کے لئے" لکھا ہوا ہے۔ رقص کے لئے ساز کی کے جدید موسیقی طرز پر نکالی جارہی ہے۔

رقص و سرود کی محفل ابھی شروع ہی ہوئی تھی کہ مہتمم بزم طرب بادشاہ کی آمد کی اطلاع دیتا ہے۔ بادشاہ داخل ہوتا ہے۔ سر پر ایک تاج ہے جس میں مصنوعی جواہرات لگے ہوئے ہیں۔ وہ شام کا لباس پہنے ہوئے ہے۔ اس کے ساتھ پانچ نوجوان لڑکیاں ہیں جن سے بادشاہ دل لگی کرتا جارہا ہے اور ان سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ انہیں کل صبح جواہرات سے مالامال کردے گا۔

محفل کا رنگ دیکھکر بادشاہ بہت خوش و خرم ہے۔ وہ ایک یہودی نژاد نوجوان کا منتظر ہے جسے اُس نے کاہنوں کے سردار کا عہدہ دے رکھا ہے۔ محفلِ رقص و سرود کا نظارہ جہاں اسکے لئے موجب انبساط ہے وہاں اسے یہ بھی خوشی ہے کہ وہ کاہن کو اپنی دلپسند لڑکیاں جن کا ثانی ارض بابل میں نہ تھا، دکھا کر اس سے داد لے گا۔

اچانک بادشاہ کی خوشی مایوسی سے بدل جاتی ہے۔ اور ایک شخص جو پیغمبر معلوم ہوتا ہے پھٹا پرانا لباس پہنے نمودار ہوتا ہے وہ رقص کو بند کرا دیتا ہے اور ان کو عذاب کی خبر سناتا ہے۔

"بابل کے بیٹو اور بیٹیو! میری سنو! بنی اسرائیل کی اولاد تو بھی سن! تم نے بابل والوں کی طرح اپنے آپ کو عیش و عشرت میں ڈال دیا ہے تم گناہ کے اتھاہ گڑھے میں ایسے گرے ہو کہ تمہیں خدا تک یاد نہیں رہا۔ خدا نے بھی تم پر اپنا عذاب نازل کر دیا ہے اب بھی وقت ہے کہ گناہ سے باز آؤ۔ توبہ کر لو۔ خداوند یہوواہ کا عذاب بڑا دردناک ہے۔ صدوم اور عمورہ کی بستیوں پر اُس نے آگ برسائی۔ تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ توبہ کرو ابھی وقت ہے ورنہ ــــ"

کاہنوں کے سردار کی آمد سے پیغمبر کی بات رُک جاتی ہے۔ وہ ایک موٹا سا عیاش نوجوان ہے۔ جو رنگین بھڑکیلا لباس زیب تن کئے داخل ہوتا ہے وہ ایک حسینہ کی باہوں میں باہیں ڈالے چلا آ رہا ہے۔ نبی کو دیکھ کر وہ بے پروائی سے بادشاہ کو مخاطب کرتا ہے:۔

"اوں! یہ بھی یرمیاہ اور یسعیاہ کی طرح کوئی وحشی معلوم ہوتا ہے"
بادشاہ کا خیال ہے کہ بوڑھے واعظ کو قلعہ کی دیوار سے گرا کر مار دیا جائے۔ لیکن پھر اسے خیال آتا ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔
"خدا تو ان پر لعنت بھیج۔ یہ تیرے نیک بندے کو دکھ دے رہے ہیں"۔ نبی کی یہی آخری دعا ہے۔ مہتمم بزم نشاط جلاد کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔

لاش کو دو خادم اُٹھا کر باہر لے جاتے ہیں۔ بادشاہ اور کاہن سرگوشی کر رہے ہیں۔ بادشاہ کاہن کو دو سو نقرئی سکے اس غرض کے لئے دیتا ہے کہ وہ عبرانیوں کے خدا کے پاس اس کی سفارش کر دے اور مقتول نبی کی بد دعا کے اثر کو زائل کرا دے۔ یکایک رعد کی کڑک سنائی دیتی ہے اور روشنیاں مدھم ہو جاتی ہیں۔

جب پھر روشنی ہوتی ہے تو خدا اس کمرے کے وسط میں کھڑا دکھائی دیتا ہے، خدا کی آواز میں ایک گرج ہے وہ کہہ رہا ہے:۔
"اب حد ہو گئی میں نے ابن آدم کو اپنا جانشین بنایا میں نے اس کے لئے زمین کو سبزہ زار بنا دیا۔ میں نے آدم، نوح، موسیٰ، اور داؤد کی مدد کی لیکن اس کا پھل مجھے کیا ملا۔ گناہ؟ دنیا میں ہر طرف گناہ ہی گناہ نظر آتا ہے۔ ابن آدم! میں نے تجھے موقعے دئے میں نے پیغمبر بھیجے، ان کے ذریعے احکام شریعت بتائے لیکن تو نے ہمیشہ سرکشی کی اور میرے احکام کی خلاف ورزی۔ میری نعمتوں کا کفران

کیا، ہر بار میں نے تجھے بخش دیا لیکن میری بخشش کا مذاق اُڑایا گیا۔ اب بنی اسرائیل کا کاہن سردار میرے نام پر رشوت لے رہا ہے۔ اب سنو! اے تاریکی کے فرزندو! تمہارا خالق تم سے بیزار ہے۔ تمہارا خداوند یہوواہ تم پر اپنی لعنت بھیجتا ہے تم انسانیت کے نام پر ایک دھبہ ہو [یکایک تاریکی پھیل جاتی ہے، رحم رحم کی آوازیں سنائی دیتی ہیں لوگ خدا سے بخشش کے طلبگار ہو رہے ہیں۔ یہ شور اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک کہ دوسرے منظر کے لئے روشنی تیز نہیں ہو جاتی]

چھٹا منظر

خدا بہشت میں اپنے دفتر میں میز پر بیٹھا لکھ رہا ہے۔ خدا دنیا سے ناراض معلوم ہوتا ہے خدا کے دفتر کے باہر ہوشعیا نبی —— ایک معزز بوڑھا آدمی جس کے بازوؤں پر یعقوب نبی کی طرح پر ہیں۔ بے چینی سے اِدھر اُدھر چکر لگاتا دکھائی دیتا ہے۔ خدا کو یہ پسند نہیں۔ ہوشعیا خدا کے کام میں دخل انداز ہو رہا ہے۔

جبرئیل ایک وفد کی آمد کی اطلاع کرتا ہے، وفد میں ابراہیم، اسحٰق، یعقوب اور موسٰی شامل ہیں۔ خدا انہیں با دلِ ناخواستہ ملاقات کی اجازت دے ہی دیتا ہے۔

یہ سب پھر پرانا قصہ لے آئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں کی مدد کے لئے خود جائے وہ جب بھی آتے ہیں یہی التجا لے کر آتے ہیں اور خدا ہمیشہ ایک ہی جواب دیتا ہے۔

"مَیں ابنِ آدم سے تنگ آ چکا ہوں، اب میں انکو نجات نہیں دونگا۔ اچھّا الوداع"

چاروں آہستہ آہستہ قطار میں باہر نکلتے ہیں۔ وہ بار بار کیوں آتے ہیں؟ جبرائیل کا خیال ہے کہ ان کا بار بار کا تقاضا شاید خدا کی مشیت کو تبدیل کر دے لیکن وہ خدا کے اٹل ارادے سے واقف نہیں۔

ہوشعیا نبی کی موجودگی خدا کو بُری معلوم ہو رہی ہے مگر وہ اس کو دُور بھی نہیں کر سکتا۔ ہوشعیا کو جنت میں آنے کا حق حاصل ہے ورنہ وہ آتا کیوں؟ خدا اسے روکنا پسند نہیں کرتا۔ خدا کو اقرار ہے کہ ——

"اس نے ایک لفظ تک مجھ سے نہیں کہا اور اگر وہ اندر آنا نہیں چاہتا تو یہ اس کی مرضی"

جتنی بار ہوشعیا نبی دروازے کے پاس سے گزرتا ہے اتنی بار ایک آواز اس طرح آ رہی ہے کہ خدا بھی اسے سُن رہا ہے۔ یہ آواز ہزڈرل (HEZDREL) کی ہے۔ زمین پر ہزڈرل یروشلم کو واپس لینے کے لئے برسرِ پیکار ہے لیکن خدا اس کی مدد کے لئے زمین پر جانا نہیں چاہتا۔

جبرئیل۔ [ہمدردانہ لہجے میں] خداوند آپ کو اس حالت میں دیکھ کر مجھے دُکھ ہو رہا ہے"

خدا۔ [ذرا دھیمی آواز میں] کوئی بات نہیں۔ خدا ہونے سے بھی سکھ اور چین میسّر نہیں آتا [جبرئیل باہر جاتا ہے، ہوشعیا نبی کا سایہ دیوار پر پڑ رہا ہے، خدا کھڑکی کی طرف بڑھتا ہے] میں نے تمہاری پکار سُن لی ہے تم بہادری سے مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہو۔ لیکن میں اب زمین پر نہیں اُتر سکتا کیا تم مجھے اب چین سے الگ نہیں رہنے دوگے؟

میں تم سے دُور رہنا چاہتا ہوں [خدا پر کبھی غصّے کی حالت طاری ہو جاتی ہے، کبھی رحم کی]

[سٹیج پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ پس منظر میں دعائیہ نغمہ گایا جا رہا ہے جب تک آیندہ سین کے لئے روشنی پھر تیز نہیں ہو جاتی اس وقت تک نغمہ برابر گایا جا رہا ہے]

ساتواں منظر

یروشلم کے معبد کی دیواروں کے سائے میں ہنرڈرل ایک کونے میں کھڑا ہے ہنرڈرل وہی شخص ہے جس نے پہلے منظر میں آدم کا پارٹ ادا کیا ہے اور وہ کھڑا بھی وہیں ہے جہاں آدم کھڑا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں تلوار ہے اور بایاں بازو زخمی ہونے کی وجہ سے بندھا ہُوا ہے۔

ہنرڈرل کے اردگرد اُن لوگوں کی لاشیں پڑی ہیں جو لڑائی میں مارے گئے اور نزدیک ہی جنگ کے جاری ہونے کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ دَف کی آواز سنائی دیتی ہے۔ چند آدمی آکر اسے بتاتے ہیں کہ جنگ رات بھر کے لئے بند کر دی گئی ہے۔

"کل صبح پھر جنگ جاری رہے گی، بادشاہ ہروڈیاس کہتا ہے کہ وہ کل عبادت گاہ بھی لے لے گا وہ ہماری کتابوں اور لوح مقدس کو جلا دے گا اور ہمیں قتل کرا دے گا!"

ہنرڈرل اس کے لئے بھی تیار ہے۔ اس کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کے

حوصلے بھی بڑھ جاتے ہیں۔

وہ انہیں تسلّی دیتا ہے "بہادرو! پروانہ کرو" جونہی ہمارا سر قلم ہوا ہماری رُوح خداوند کی آغوش میں ہوگی ہم چند روزہ زندگی دے کر حیات ابدی خرید رہے ہیں۔"

لوگ اپنے زخمیوں کو لے جاتے ہیں ہنز ڈرل اکیلا کھڑا رہ جاتا ہے کہ سامنے میں خدا نمودار ہوتا ہے وہ ایک بوڑھے مبلّغ کے بھیس میں ہے گویا وہ پہاڑوں کے پرے سے آیا ہے۔ ہنز ڈرل اسے جاسوس سمجھتا ہے، اس لئے اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھتا ہے۔

لڑائی میں ہنز ڈرل کا پلّہ کمزور رہا ہے اور اسے دوسرے دن اپنی شکست اور موت کا یقین ہو رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کے استقلال میں فرق نہیں آتا، اسے اپنے خدا پر پورا یقین اور بھروسہ ہے، اس کا یہ یقین دیکھ کر خود خدا کو حیرانی سی محسوس ہونے لگتی ہے۔

خدا۔ کیا ہوشعیا نبی کا خدا وہی یہوواہ نہیں جو موسیٰ نبی کا خدا تھا؟

ہنز ڈرل۔ (متکبرانہ لہجے میں) نہیں! وہ خدائے قہار و جبار تھا لیکن ہوشعیا نے ہمیں اور خدا بتایا ہے۔

خدا۔ وہ کیسا ہے؟

ہنز ڈرل۔ وہ خدائے رحیم ہے۔

خدا۔ کیا خدائے قہار اور خدائے رحیم دونوں ایک نہیں ہیں؟

ہنز ڈرل۔ ہوں گے، مجھے اس بحث سے کیا کام، شاید دونوں ایک

ہی ہوں، میرا تو خیال ہے کہ خدا کو خود بھی اپنی قہاریت پسند نہیں رہی اس لئے وہ رحم کا روپ بدل کر آتا ہے۔

خدا۔ اس سے تمہارا مطلب؟

ہزڈرل۔ خدا نے انسان کا روپ بدل کر ان میں رہنا شروع کر دیا تھا۔ اس لیئے خدا نے انسان کے گناہ کو قریب سے دیکھا خدا کو اس قرب نے قہار اور جبار بنا دیا، پھر خدا نے ہوشعیا نبی کو پیدا کیا اس نے رحم کو ڈھونڈا۔

خدا۔ کیسے؟

ہزڈرل۔ وہ ایک ہی راستہ ہے جسے ہوشعیا نبی نے پایا۔ میں نے بھی اسی راہ سے اسے ڈھونڈا ہے اور ہر کوئی اسی راہ سے اس کا پتہ لگا سکتا ہے۔

خدا۔ وہ کونسا راستہ ہے؟

ہزڈرل۔ اپنی جان پر دکھ جھیل کر ہم خدا کے رحم کو حاصل کر سکتے ہیں۔

خدا حیران ہے۔ اگر دوسرے دن بادشاہ ہروڈیاس، ہزڈرل کو قتل کر دے، معبد کو گرا کر لوح اور اس کتاب مقدس کو جلا دے جس کی اور کوئی نقل دنیا میں موجود نہیں۔ صرف لوگوں کو زبانی یاد ہیں جن میں سے بعض تو جان بچا کر بھاگ گئے ہیں۔ صرف اب ہزڈرل کو سارے احکامات یاد ہیں اور اس کے دماغ میں محفوظ۔

خدا۔ [اپنے بہادر بیٹے پر خوش ہوتا ہے] ہزڈرل تمہیں وہ شکست

نہیں دے سکتے "

ہنڈرل۔ یہ میں خوب جانتا ہوں ___ تم بھی جب اپنے پہاڑی علاقے میں جاؤ تو لوگوں کو یہی پیغام دینا کہ ہوشیا نبی کا خدا بڑا رحیم کریم ہے۔

خدا۔ بہتر۔ لیکن اگر کل تم قتل ہو گئے تو مجھے یقین ہے کہ ہوشیا نبی کا خدا تمہارا منتظر ہو گا۔

ہنڈرل۔ اس پر میرا ایمان ہے۔

خدا۔ شکریہ ہنڈرل!

ہنڈرل۔ کس بات کا شکریہ!

خدا۔ یہی کہ تم نے مجھے خدا کے بارے میں اتنی باتیں بتائیں۔ میں یہاں سے دور رہتا ہوں۔ اسلئے ان باتوں کو نہ جانتا تھا اچھا خدا حافظ ___

ہنڈرل۔ آج کے دن ہماری قسمت کا فیصلہ ہو گا۔ میرے بہادروں سے کہدو کہ ابدی زندگی کو خریدنے کا دن آج ہے آج ہی موت کے مقام سے گذرنے کا موقع ہے۔ [سپاہی سے] آؤ دوست چلیں۔ آج خدا کی رضا پر سر تسلیم خم کرنے کا دن ہے۔"

(دور سے کوچ کے نقارے کی آواز سنائی دے رہی ہے روشنی مدھم ہو رہی ہے)

آٹھواں منظر

جنت میں مچھلی بھوننے کی ایک اور تقریب ہے وہی پہلے فرشتے اور وہی ان کا کورس، اس وقت ان میں بے چینی کے آثار کم پائے جاتے ہیں ان کے درمیان خدا ایک آرام کرسی پر دراز غور سے زمین کی طرف دیکھ رہا ہے خدا کی خاموشی اور سوچ جبرائیل کو پریشان کر رہی ہے اور وہ ایک صبر آزما عرصہ سے خدا کی حالت کا نظارہ کر رہا ہے کوئی اہم معاملہ ہی ہے جس نے خدا کو یوں منہمک کر رکھا ہے۔ خدا اس کی تائید کرتا ہے کہ واقعی معاملہ بڑا اہم ہے۔

جبرئیل۔ خداوند کیا وہ وقت آن پہنچا ہے کہ میں صور پھونکوں؟

خدا۔ ابھی نہیں جبرئیل! میں سوچ رہا ہوں۔

جبرئیل۔ کیا سوچ رہے ہیں آپ خداوند! [خدا ہاتھ اُٹھا کر گانا بند کر دیتا ہے]

خدا۔ ہنز ڈرل کے متعلق سوچ رہا ہوں۔ ہوشیا نی اور اس نے ایک نئی بات معلوم کر لی ہے۔

جبرئیل۔ وہ کیا؟

خدا۔ میرا رحم [وقفہ] خود تکلیف اُٹھا کر انھوں نے میرے رحم کو مجبور کر دیا کہ میں ان کی مدد کروں۔

جبرئیل۔ بے شک خداوند!

خدا۔ اگر میرے بندے تکلیف اُٹھا کر مجھے پا سکتے ہیں تو کیوں میں خود بھی تکلیف نہ اُٹھاؤں۔

[خدا حاضرین کی طرف تھوڑی دیر تکتا ہے اس کے چہرے پر حیرانی کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ وہ ایک آہ بھرتا ہے، دور سے ایک آواز سنائی دے رہی ہے]

آواز۔ وہ دیکھو وہ اُسے پہاڑی پر لئے جا رہے ہیں وہ اُسے سولی پر لٹکا دیں گے۔ خدا کا بیٹا اتنی تکلیف کیسے برداشت کر سکے گا۔

[خدا اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور زیر لب کہتا ہے۔ "ہاں" گویا وہ آواز کی تصدیق کر رہا ہے۔ آسمانی مخلوق خدا کو غور سے تک رہی ہے خدا کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہو جاتی ہے۔ اس سے تمام فرشتے اور مقربین اطمینان کا سانس لیتے ہیں اور "خداوند یسوع زندہ باد" نعرۂ تحسین بلند کرتے ہیں۔ خدا مسکرا رہا ہے]

روشنی مدھم ہوتی جا رہی ہے۔ دور پس منظر میں گانا سنائی دے رہا ہے۔

آہستہ آہستہ پردہ گرتا ہے